

امام ابو حنیفہؒ

کی محدثانہ حیثیت

بہ افتخار و تکرانی

مولانا سید نصیب علی شاہ الہامی

تحقیق و تخریج

مولانا مفتی نعیم الدین حقانی

سلسلہ جدید فقہی تحقیقات

امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت

بہ مقام و نگرانی

مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی

تحقیق و تخریج

مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب

جس میں تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت، "امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام" ایک امتیازی خصوصیت، امام اعظمؒ کا علم حدیث میں مقام، امام اعظمؒ پر جرح و اعتراضات اور ان کے جوابات، امام ابو حنیفہؒ بحیثیت ایک عظیم مصنف، جیسے اہم عنوانات پر اہل علم و محققین کے مقالات شامل ہیں۔ جو کہ جامعہ کے مختلف مجالس میں پیش کئے گئے۔

مجالس التحقیق الفقہ، علمہ المرکز الاسلامی بنوں

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت
 ترتیب: (مولانا) سید نصیب علی شاہ الہاشمی، مولانا نعمت اللہ حقانی
 مساعد: مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی
 طباعت بار اول: یکم اکتوبر ۲۰۰۶ء موافق رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
 باہتمام: شعبہ جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں
 فون: 0928-331353 فیکس: 331355
 ای میل: almarkazulislami@maktoob.com
 ناشر: المصباح - 16 اردو بازار لاہور، برائے جامعہ المرکز الاسلامی بنوں
 مرکزی تقسیم کنندہ گان: بک لینڈ - 16 اردو بازار لاہور۔ فون: 7124656

ملنے کے پتے

- ۱۔ شعبہ جدید فقہی تحقیقات جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں
- ۲۔ مکتبہ دیوبند عقب قصہ خوانی محلہ جنگلی نزد الجمیۃ الکیڈمی پشاور
- ۳۔ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن پوسٹ بکس نمبر ۴۸۰۰ کراچی ۵
- ۴۔ بیت الکتاب بالمقابل مدرسہ اشرف المدارس نزد گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
- ۵۔ مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
- ۶۔ مکتبہ صفیہ اندرون میریان گیٹ بنوں
- ۷۔ Mufti Tariq Ali Shah Wakfield Central Jamia Masjid St, off Charles Wakefield W. Yarks WF 14PG ENGLAND

صحت متن کتابت تصحیح طباعت اور جلد بندی میں بدرجہ اتم احتیاط کے باوجود
 بہ تقاضائے بشریت سہو خامی کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ برائے تصحیح و دورنگی غلطی
 کی نشاندہی پہ ادارہ ممنون ہوگا۔ جزاک اللہ خیراً اراکین:



فہرست ابواب

باب اول

تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱	امام اعظمؒ کی فقہی مجلس شوریٰ کے جلیل القدر علماء	۷	پیش لفظ
۲۲	فقہ حنفی اور دور اندیشی	۹	تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت
۲۲	فقہ حنفی اور متابعت حدیث	۱۰	فقہ حنفی کی اہمیت و ضرورت
۲۳	تدوین فقہ اجتہاد ابن مسعودؓ کی تکمیل ہے	۱۱	فقہ حنفی کی ترجیحات و امتیازی خصوصیات
۲۳	ماہرین کی رائے	۱۲	بڑے بڑے اولیاء کرام فقہ حنفی کے پابند رہے
۲۳	علامہ ابن خلدونؒ کی رائے	۱۳	ترویج فقہ حنفی
۲۳	امام مالکؒ کی رائے	۱۳	نہب کا علم دو میں
۲۵	امام شافعیؒ کی رائے	۱۳	فقہ حنفی کی بنیاد اور اساس
۲۵	امام اعظمؒ کے حق میں حدیثی بشارت	۱۳	امام بخاریؒ کے بانیس علامات فقہ حنفی کی
۲۷	ائمہ کبار فقہ حنفی کا خوشہ چین تھے	۱۳	مرہون منت ہیں
۲۷	دکچ ابن الجراحؒ کی رائے	۱۵	امام اعظمؒ کی رائے تشریح حدیث ہے
۲۸	تدوین فقہ امت پر احسان عظیم ہے	۱۵	عملی زندگی سے مطابقت
۲۹	فقہ حنفی کی مقبولیت اور چند دیگر خصوصیات	۱۸	اکثر سلاطین اسلام، فقہ حنفی کے گرویدہ تھے
۳۰	فقہ حنفی کے امتیاز، امام کردہائی کے زبان سے	۲۰	اراکین مجلس تدوین فقہ حنفی تمام امام بخاریؒ
			امام مسلمؒ کے شیوخ تھے

باب دوم

امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبہ مقام ایک امتیازی خصوصیت

۳۵	تابعی کی تعریف	۳۵	امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں
۳۷	امام صاحب کی تابعیت مشہور مسلم ہے		عالی مرتبہ مقام

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۰	امام اعظمؒ کے روایت عن الصحابہ پر منظوم کلام	۳۷	ایک ایسا شرف جس میں کوئی محدث ان کے ساتھ شریک نہیں
۴۰	علامہ عینیؒ کے تائید	۳۹	روایات منقولہ از صحابہ کرامؓ
۴۲	احادیث امام ابوحنیفہؒ	۴۰	امام ابوحنیفہؒ کی روایت پر لکھی گئی
۴۴	ثنائیات امام ابوحنیفہؒ	اجزاء	

باب سوم

امام صاحب کا علم حدیث میں مقام

۶۰	امام ابوحنیفہؒ گیارہ محدثین کی نظر میں	۴۸	امام صاحب کا طلب حدیث
۶۳	امام ابوحنیفہؒ ورع و تقویٰ میں سب سے اول تھے	۴۹	علم حدیث میں امام اعظمؒ کا مقام
۶۳	عبد اللہ بن مبارک کا سوال	۵۰	امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ کی عند اللہ مقبولیت
۶۴	امام ابو یوسفؒ کا ارشاد گرامی	۵۲	امام ابوحنیفہؒ اپنے معاصرین کی نظر میں
۶۷	حدیث میں امام صاحبؒ کی تلامذہ	۵۲	امام اعظمؒ کوئی کی نظر میں
۷۰	حدیث میں فقہی ترتیب پر سب سے پہلی تصنیف	۵۴	امیر المؤمنین فی المحدث شعبہ
۷۰	صحابہ متہ کے ائمہ سب امام صاحب کی تلامذہ ہیں	۵۵	امام حدیث سفیان ثوریؒ کی نظر میں
۷۱	قبول روایت میں امام صاحب کا حزم و احتیاط	۵۷	مغیرہ بن مقسم الضبیؒ کی نظر میں
۷۳	امام ابوحنیفہؒ کی توثیق اور صاحب تاریخ بغداد پر رد	۵۷	حسن بن صالحؒ کی نظر میں
		۵۹	امام حلیث مسعر بن کدامؒ کی نظر میں
		۵۹	محدث شبیر یزید بن ہارونؒ کی نظر میں

باب چہارم

امام اعظم پر جرح و اعتراضات اور ان کے جوابات

۷۷	تعدیل ثوریؒ	۷۵	امام ابوحنیفہؒ پر جارجین کی جرح
۷۷	امام ابوحنیفہؒ افقہ اہل الارض تھے		معتبر نہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۹	کیا رائے کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے	۷۸	امام ابو حنیفہ علوم شرعیہ والیہ کے دریائے
۱۰۹	حدیث سے رائے کی عمدگی کا ثبوت		ناپید کنار اور امام بے بدل تھے
۱۱۱	خطیب بغدادیؒ اور ابن خلدونؒ کے	۷۹	امام اعظمؒ کے حاسدین
	منقول الزامات کا تحقیقی جواب	۷۹	امام اعظمؒ کے حاسدین مہتدیین تھے
۱۱۲	علامہ ابن خلدونؒ کی منقول روایت کی	۸۰	امام اوزاعیؒ کا اعتراف
	توجیہات	۸۱	آپ تو علماء کے سردار ہیں
۱۱۳	فقہ حنفی پر مخالفت حدیث کے الزام کی حقیقت	۸۳	امام ابو حنیفہؒ کے شان پر بعض اعتراضات
۱۱۵	امام ابو حنیفہؒ پر عقیدہ ارجاء کا الزام اور اس		سے جوابات
	کی تحقیقی جواب	۸۶	امام ابو حنیفہؒ کی کہانی خود، ان کی زبانی
۱۱۶	بلسد امام اعظمؒ پر عقیدہ ارجاء کا الزام اور	۸۸	قلت حدیث کا الزام اور اس کا جواب
	اس کا جواب	۹۱	امام ابو حنیفہؒ عمر میں سب سے بڑے تھے
۱۱۸	صاحب حقیقة الفقہ کا تہ لیس	۹۲	چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار
۱۱۹	حقیقت پوشی کی ناکام کوشش		کا انتخاب
۱۱۹	حقیقة الفقہ کی عبارت	۹۳	امام صاحبؒ کی جالت علیا تک معصبین
۱۲۰	ارجاء کی الزام حسد اور بغض پر مبنی ہے		کے نہ پہنچنے والے پتھر
۱۲۰	ارجاء کی حقیقت	۹۶	فائدہ
۱۲۱	ارجاء کی معنی	۹۷	امام ابو حنیفہؒ کا حدیث ضعیف میں موقف
۱۲۲	امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کی وضاحت	۹۹	امام حدیث اسرائیل بن یونس کی رائے گرامی
۱۲۳	عبارت مذکورہ سے امور مستفادہ	۱۰۱	امام یحییٰ بن معینؒ کا ارشاد
۱۲۳	نزاع لفظی سے فساد اعتقاد نہیں آتا	۱۰۳	کیا امام ابو حنیفہؒ فقہی قیاس کو حدیث پر
۱۲۳	موجہ مذموم کے مذموم عقائد		مقدم سمجھتے تھے؟
۱۲۴	فقہ اکبر میں امام صاحبؒ کی طرف	۱۰۵	حاسدین امام اعظمؒ کا ایک سنگین جرم
	منسوب اصل عبارت	۱۰۶	امام صاحبؒ پر اہل الرائے کا الزام اور
۱۲۶	غنیۃ الطالبین کی عبارت کا حل		اس کا جواب
۱۲۷	صاحب حقیقة الفقہ کا ناقص ترجمہ	۱۰۶	رائے کا لغوی و اصطلاحی معنی

باب پنجم حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۹	امام حفص بن غیاث	۱۳۱	امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف
۱۳۹	شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید المقرئ	۱۳۳	کتاب الآثار
۱۳۹	امام وکیع بن الجراح	۱۳۴	کتاب الآثار کی امتیازی خصوصیات
۱۴۰	امام حماد بن زید	۱۳۵	کتاب الآثار کے نسخے
۱۴۰	امام اسد بن عمرو	۱۳۵	کتاب الآثار۔ بروایت امام زفر بن الہذیل
۱۴۰	امام خالد الواسطی	۱۳۷	کتاب الآثار بروایت امام ابی یوسفؒ
۱۴۱	کتاب الآثار کے شروح، تعلیقات و تراجم	۱۳۷	کتاب الآثار۔ بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانی
۱۴۳	مسانید امام عظیمؒ	۱۳۸	کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیادؒ
۱۴۶	الفقہ الاکبر، کتاب الرسالۃ الی الحق، کتاب العالم والعلم	۱۳۹	امام ابو حنیفہؒ سے دیگر راویان حدیث
۱۴۷	کتابیات و مراجع و مصادر	۱۳۹	امام عبد اللہ بن مبارکؒ

اہم وضاحت

منعقدہ مختلف فقہی مجالس میں شریک مقالہ نگار حضرات کے مقالات کے مختلف حصے اور اراء کی ترویج کر کے استفادہ کیلئے کتاب کی شکل میں ترتیب دی گئی ہے تاکہ تکرار نہ ہو اور قارئین تسلسل کے ساتھ ان عنوانات سے استفادہ کر سکیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

الحمد لصاحب الجلالة والصلوة على خاتم الرسالة وبعد

سیدنا امام ابو حنیفہ النعمانؒ جو کہ سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے امام، فقہ و قانون اسلام کی باضابطہ تدوین و تشکیل کے مدون اول ہیں۔ اور درحقیقت حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے فقہی افادات کی ترتیب اور ان کی قانونی تشکیل بھی حنفی دہستان فقہ کی مرہون منت ہیں۔ امت کے اس عظیم محسن کے خلاف محاذ آرائی، نت نئے الزامات، اعتراضات و اتہامات خصوصاً غیر مقلدیت یعنی لامذہبیت فرقہ کے بعض مکروہ پروپیگنڈے، اسلامی آئین اور شریعت کے نفاذ و ترویج میں روڑے اٹکانے اور نظام شریعت کو ناقابل تنفیذ بنانے اور ناقص قرار دینے کے مترادف ہے۔

اس وقت جبکہ دنیا بھر اور بالخصوص پاکستان میں فقہ اسلامی اور شریعت کے نفاذ کا مسئلہ پھر سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ تمام علماء امت بالخصوص سواد اعظم اہلسنت کا یہ فرض بنتا ہے۔ کہ وہ امام اعظم کی علمی زندگی، شخص و قومی کردار، علمی، فقہی، حدیثی اور انجمنی خدمات، حنفی فقہ کی جامعیت، اس کی قانونی و آئینی وسعت و ہمہ گیری، امام ابو حنیفہ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام، امام صاحب کی حدیث دانی، امام اعظم پر جرح و اعتراضات اور ان کے مسکت جوابات، امام صاحب کی تصنیفات و تالیفات اور ہر دور میں قابل نفاذ اور کامیاب نظام کے طور پر تعارف کرائیں۔ اس سلسلے میں مخالفین کے اٹھائے گئے اعتراضات، مطاعن اور شکوک و شبہات کا مدلل اور مسکت جواب دیں اور مخالف فتنوں کے دام تزویر میں پھنسنے والوں کے لئے تحقیق و دلیل کی شمع جلائی جائے اور ہدایت و راہنمائی کا چراغ روشن کیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ بانی مرکز مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ممبر قومی اسمبلی) جو کہ دینی و سماجی خدمات میں تاریخی کردار ادا کر رہے ہیں ان کے نگرانی میں جامعہ مرکز الاسلامی بنوں کا شعبہ جدید فقہی تحقیقات طویل عرصے سے

اس اہم اور حد درجہ محتاط موضوع پر بڑے حزم و احتیاط سے کام کرتے رہے۔ اس موضوع کے متعلق جامعہ المرکز الاسلامی کے زیر ادارت مختلف علمی کانفرس، سیمینار اور فقہی مجالس میں ملک و بیرون ملک کے جید اہل علم و فضل نے وقیع ضخیم مقالات بھی پڑھ کر سنائیں، اور ان حضرات کی تحقیقی مقالات اور گراں قدر معلومات جامعہ المرکز الاسلامی کے خالص علمی، تحقیقی مجلہ ”سہ ماہی المباحث الاسلامیہ“ اور ملک و بیرون ملک کے اہم علمی و دینی جرائد میں وقت بوقت شائع ہو کر علمی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ الحمد للہ کہ حالات کے تقاضوں، وقت کی ضرورت، ملکی سیاست، قارئین کے مسلسل خطوط اور بین الاقوامی سطح پر عام انسانوں میں اسلام کے لئے تڑپ، امن و سکون اور نجات و فلاح کے ضامن مذہب و آئین کی تلاش میں اضطراب، ہیجان اور تجسس پایا جاتا ہے۔ بالآخر شعبہ جدید فقہی تحقیقات کی تحقیقی اور تحریری کاوشیں شرآور ہو کر ”امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت“ کے نام سے مرتب ہو کر پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہیں، جو ایک تحقیقی تصنیف اور ایک علمی و تاریخی شاہکار ہے، اور اب اسے ادارہ ”شعبہ جدید فقہی تحقیقات“ ہی خواہان ملت اور ہمدردان امت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ اسلام کی صداقت و حقانیت کی دلیل، خود امام اعظم ابو حنیفہ کی کرامت اور مخلص احباب و رفقاء کی شانہ روز محنت اور دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ ادارہ ایک عظیم علمی دستاویز کے لکھنے میں کامیاب ہو گیا ہے، پیش نظر کتاب، علمی و دینی حلقوں، تحقیقی و مطالعاتی اداروں، فقہ و قانون سے دلچسپی رکھنے والوں، تاریخ کے طالب علموں، علماء احناف کے کارنامے جاننے والوں، امام اعظم کی حدیثی خدمات سے واقفیت کے شائقین اور فقہ حنفیہ کی ترویج و اشاعت کے مخلصین کیلئے واقعہ ایک نادر علمی تحفہ ہے جسے بجا طور پر اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب قرار دیا جاتا ہے۔

(مولانا) نعمت اللہ حقانی

رکن شعبہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

محرم الحرم ۱۴۲۷ھ

باب اول

تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت

یہ باب دراصل حضرت مولانا عطاء الرحمن خان خلیل ڈیرہ اسماعیل خان کا پیش کردہ مقالہ بعنوان "فقہ حنفی کی ترجیحات اور خصوصیات" برائے دوسری ہفتی کانفرنس 17-18 اکتوبر 1998ء کا مجموعہ ہے ہم نے مقالہ ہذا کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کے وقت جگہ جگہ مفید اور مناسب اضافہ بھی قید تحریر لایا ہے اور ہر مضمون سے پہلے عنوان بھی لگائی تاکہ قارئین کو پڑھنے میں آسانی ہو۔ (اوارہ)

فقہ حنفی کی اہمیت و ضرورت:

اسلام جریرۃ العرب سے نکل کر شام، عراق، مصر و ایران اور دوسرے وسیع و ریز خیز ملکوں میں پہنچ گیا تھا۔ معاشرت، تجارت، نظریہ ملکی سب بہت وسیع و وسیعہ شکلیں اختیار کر گئے تھے۔ اس وقت ان نئے مسائل و حالات میں اسلام کے اصول کی تطبیق کیسے کی جائے، معاشرہ فہمی، باریک بینی، زندگی اور سوسائٹی سے وسیع واقفیت، انسانی نفسیات اور انسانی کمالات سے باخبری، قوم کے طبقات و زندگی کے مختلف شعبوں کی طرح و رسم سے چلتے اسلام کی تاریخ و روایات اور روح شریعت سے گہری واقفیت، عہد رسالت و زمانہ صحابہ سے پوری آگاہی اور اسلام کے پورے علمی ذخیرہ (قرآن و حدیث و سنت و تواتر) پر کامل عبور کی ضرورت تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل تھا اور اس امت کی قبل مندی کہ اس عظیم عظیم عظیم عظیم و عظیم میدان میں آئے، جو اپنی ذہانت، دیانت، اخلاص اور علم میں تاریخ کے ممتاز ترین افراد ہیں۔ پھر ان میں سے چار شخصیتیں امام بو حنیفہ (م ۱۵۰ھ)، امام مالک (م ۱۷۹ھ)، امام شافعی (م ۲۰۴ھ)، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) جو فقہ کے چار دوستان فکر کے امام ہیں، اور جن کی فقہ اس وقت تک عالم اسلام میں زندہ اور مقبوس ہے، اپنے تعلق باللہ، عدلیت، قانونی فہم، علمی شہادت اور جذبہ خدمت میں خاص طور پر ممتاز ہیں، ان حضرات نے اپنی پوری زندگی اور اپنی ساری قابلیتیں اس بند مقصد اور اس ہم خدمت کیلئے وقف کر دی تھیں۔

انہوں نے انیس کے کسی جاہ و عزاز اور کسی مذمت و رخصت کے سرکار نہیں رہا تھا۔ امام بو حنیفہ کو ۱۱۰ ہجری میں قضا پیش کیا گیا، انہوں نے کار کیا، یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ امام مالک نے ایک مسند کے اظہار میں کوڑے کھائے اور ان کے شانے تر گئے۔ امام شافعی نے زندگی کا بڑا حصہ مسرت میں گزارا، اور اپنی صحت قربان کر دی۔ امام احمد نے تنہا حکومت وقت کے رجحان، اور اس کے سرکاری مسلک کا مقابلہ کیا۔ اور اپنے مسلک و اہل سنت کے طریقے پر پہاڑ کی طرح جھمکے رہے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے موضوع پر تنہا اتنا کام کیا اور مسائل و تحقیقات سے تنہا ذخیرہ پیدا کر دیا، جو بڑی بڑی منظم جماعتیں اور علمی ادارے بھی

آسانی سے نہیں پیدا کر سکتے۔

پھر بن کوشا سردایے ممتاز ملے، جنہوں نے اس ذخیرہ میں اضافہ کیا، اور ان کی تصحیح و ترتیب کا کام جاری رکھا۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں امام ابو یوسف جیسا قانونی، مانع نظر آتا ہے جس نے ہارون رشید کی وسیع ترین سلطنت کے قضی اقتضا کے فرض کا میابی سے ساتھ انجام دیئے، وراسلام کے اصول معاشیت پر "کتاب الخراج" جیسی علامہ تصنیف کی۔ ان طرح ان سے شاگردوں میں، امام محمد جیسا فقیہ ورموئل وراہ مزفر جیسا صاحب قیاس نظر آتا ہے جنہوں نے فقہ حنفی کو چار چاند لگائے۔ امام مالک کو عبد اللہ بن وہب، عبد الرحمن بن القاسم، شہب بن عبد، عزیز، عبد اللہ بن عبد حکم، یحییٰ بن یحییٰ سیسی جیسے افاضہ شاگرد اور یحییٰ بن عیسیٰ بن یحییٰ کی کوششوں سے مصر اور شامی افریقہ مالکی کا حقد بگوش ہو گیا۔ امام شافعی کو بو یحییٰ بن یحییٰ اور یحییٰ جیسے محنتی اور ذہین شاگرد ملے، جنہوں نے فقہ شافعی کو مرتب و منقح شکل میں پیش کر دیا۔ امام احمد کی فقہ کو ابن قدامہ جیسا مصنف اور محقق حاصل ہوا، جس نے المغنی جیسی عظیم الشان تصنیف کی، جو فقہ اسلامی کے وسیع ذخیرہ میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔

فقہ حنفی کی ترجیحات و امتیازی خصوصیات:

ان تمام حضرات کے فقہی مذہب پر اگر نظر ڈالی جائے۔ تو ان میں سے ترجیح اور امتیاز فقہ حنفی کو حاصل ہے۔ جس کی بے شمار وجوہ میں سے چند ایک یہ ہیں۔

حضرت امام بو حنیفہ کی ولادت ۶۰ھ میں ہوئی۔ چار سو وادیات میں اختلاف ہے، لیکن علامہ کوثری نے قرائن و دلائل سے اسی کو ترجیح دی ہے۔ امام عظیم امام مالک سے کم از کم پندرہ (۱۵) سال بڑے تھے۔ اور امام اعظم تابعی تھے میں یا چھ بیس صحابہ کرام سے امام صاحب کی ملاقات ثابت ہے۔ امام اعظم سے امام مالک کا تلمذ بھی ثابت ہے۔ نیز امام اعظم کے متعلق فرماتے کہ بے شک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں، نیز فرماتے کہ وہ اکرکڑی کے ستون کے بارے میں دعویٰ کر بیٹھتے کہ یہ سونے کا ہے تو اسکو بھی دھل کی قوت سے ثابت کر دیتے۔ اور امام مالک امام اعظم کی کتابوں کی کھوج میں رہتے تھے، اور بڑی کوشش سے حاصل کر کے مطہر کرتے و مستفید

موتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ سترھ ہزار مسائل امام صاحبؒ کے ن کو پہنچے۔ اور خود امام صاحبؒ کا تالیفی دور امام صاحبؒ کی وفات کے بعد شروع ہوا ہے۔

ایک مرتبہ امام شافعیؒ نے امام صاحبؒ سے چند محدثین کا حال دریافت کیا امام صاحبؒ نے ان کے حوالہ کیا بن فرمایا۔ پھر امام مہدویہ کا توفیرمایا (سبحان اللہ لم ار مثله) بیان اللہ وہ عجیب شخص تھے خدا کی قسم میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔

(الخیرات الحسان ص ۲۹) (اضافہ از مرتب)

بڑے بڑے اولیاء کرام بھی فقہ حنفی کے پابند رہے:

امام ابو حنیفہ صرف محدث اور فقیہ ہی نہ تھے، بلکہ تصوف اور تزکیہ نفس کے بھی بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ کے روحانی خلفاء میں حضرت ابراہیم بن اویس، داؤد طائی، ابو حامد غفاری، شافعی، معروف سمرقانی، ابو یزید بسطامی، فضل بن عیاض، خف بن ایوب، عبد اللہ بن مبارک، ابو سعید بن جریج، ابو بکر راقی رحمہم مد جیسے وسیع کرام شامل تھے چنانچہ اس سلسلے میں علامہ مدد الدین حصکفی کے عربی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ کما فی الدر المختار قولہ (وقد اتبعہ علی مدھد کثیر من الاولیاء الکرام من اتصف بثبات المحاہدۃ و رکص فی میدان المشاہدۃ کابراہیم ابن ادھم و شقیق البحمی و معروف الکرحی و ابی یزید بسطامی و فصل بن عیاض و داؤد الطائی و ابی حامد الغفاری و حلف بن ایوب) (در مختار علی هامش رد المختار ج ۱/ ۴۰) (اضافہ از مرتب)

ترویج فقہ حنفی:

ابتداء میں حنفی مذہب کے اثر و نفوذ کا سبب حنفی قاضیوں کا تقرب تھا۔ لیکن اس سیاسی اثرات کے علاوہ دوسرے سبب بھی حنفی مذہب کے بڑھتی ہوئی کی باعث تھے۔ مثلاً عام لوگوں کا حنفی مذہب سے مانوس ہو جانا، یہاں حنفیہ کی وہ مساعی جمید جو نہوں نے اس مذہب کو مقبول مانہ بنانے میں انجام دیں۔ یہ وہ منظر تہ و رباعی جو حنفی فقہاء اور دیگر مذہب کے علماء و فقہاء کے درمیان بہت سے رہے چنانچہ جب سیاسی قوت کمزور ہو گئی تو علماء ہی کی جدوجہد تھی جس نے مختلف بلاد و

امصار میں حنفی مذہب کو زندہ رکھا۔ اس ضمن میں علماء کی کوشش ایک نہج پر قائم نہیں رہی بلکہ رفتہ رفتہ زمانہ کے پیش نظر اس میں کبھی قوت رونمائی ہوئی اور کبھی کمزوری واقع ہوئی۔

جن بد دوامصار میں علماء اثر و رسوخ کے حامل تھے وہاں یہ مذہب پھلا پھولا اور برگ و بار لایا، لیکن جہاں علماء کمزور تھے وہاں مذہب بھی کمزور پڑ گیا۔ اب ہم ان بلاد کا ذکر کرتے ہیں جہاں یہ مذہب زندہ رہا۔ ہم پہلے بد و مغرب اور مشرق شہروں کا ذکر کریں گے۔

(اضافہ از مرتب)

امام عظیم کا مولد و مسکن اور علمی، فقہی، سیاسی سرگرمیوں کا مرکز کوفہ علم شہر ہے کوفہ حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا کیونکہ کوفہ میں ہزاروں صحابہ مقیم رہے۔ طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق کوفہ میں تین سو (۳۰۰) صحابہ کرام بیعت ارضوان میں شریک ہوئے والے درستہ (۷۰) بری صحابہ تھے۔ اور امام صاحب کی درس گاہ کوفہ کے سرپرست اعلیٰ باب علم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ہیں اور صدر مدرس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ اور ان دونوں حضرات کے علوم حدیث و فقہ پر امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی بنیاد ہے۔ سران الھند حضرت مولانا شاہ دو بندہ محدث، ہونی جتہ اللہ ابابعد میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ان کے اقران کے مذہب کو امام ابو حنیفہؒ زیادہ زور پکڑنے والے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ کے مذہب کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے اور حضرت علی المرتضیٰؒ کے فیصلے اور قاضی شریحؒ وغیرہ کے فیصلے تھے۔

سب کا علم دو میں:

حضرت علی المرتضیٰؒ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق مدد بن قیم، مسروق کا قول، امام الموقنین میں نقل فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام کو دیکھا تو سب کا علم چھ (۶) صحابہؓ میں موجود پایا۔ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ پھر ان چھ کو جانچی تو ان کا علم حضرت علی المرتضیٰؒ، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں پایا۔

فتیہ خنی کی بنیاد اور اساس

حضرت علی مرتضیٰ قلوب علم میں، ان کا تو کہنا ہی کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے علم و فضل پر آج بھی علماء و محدثین کا اعتراف ہے۔ آپ نے ان کو چار مسندوں سے نوازا تھا۔ سند قرآن مجید، سند حدیث، سند تفسیر و روایات و ان سے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی تو امام صاحبؒ کی فتویٰ میں اس پر (۲) حضرت سے علم پر ہے اس لئے امام صاحبؒ کی فقہائے اربعہ کی فقہ میں تابعی ہیں۔ ان کے متبعین و متلمذین ہیں۔

امام بنی ری کے ۲۲ شہادت یافتہ خفیہ مرہون منت ہیں۔

۱۔ امام بخاری نے زمانہ کے علماء میں، علم تھے، حال نگہ امام
 ۲۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۳۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۴۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۵۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۶۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۷۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۸۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۹۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن
 ۱۰۔ امام بخاری نے امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ربیع بن

ایمان میں راہِ توحید پر ہے

[illegible]

حدیث اور حفاظ حدیث میں تھے۔ جیسا کہ علامہ ذہبی، امام ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں کہ ان اباحیفۃ اماماً (تذکرہ ۱۶۰ ج ۱، بحوالہ مقام ابی حنیفہ) اس سے متبادر حدیث کی مامت ہے۔ سب کے نزدیک مستم امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک اشرف مابا کرتے تھے کہ ”امام ابو حنیفہ کی رائے“ کو غلط مانت ہو بلکہ تفسیر حدیث ہو، یعنی جو حقیقت ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مبارک وہ شخص ہے کہ امام بخاری نے اپنی رسائل میں ان کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم تسلیم کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں دوسروں کو بے علم تک کہہ دیا ہے۔ ابن مبارک کی رائے کی روشنی میں کہا جاتا ہے، کہ پھر تو امام صاحب کو باقی، کمرام کی نسبت ذخیرہ حدیث بھی زیادہ پہنچتی تھی، جبکہ امام صاحب کی برائے کو حدیث کی تفسیر و تشریح کہا جائے اور شاید ان کے ابن مبارک نے امام صاحب کو امام اعظم کا لقب دیا تھا۔

عملی زندگی سے مطابقت:

ماہنامہ مینات مطبوعہ، ص ۱۳۹۱ء میں تحریر ہے۔ امام صاحب کا یہ مدون شدہ قانون اس وقت کے تمام علماء اور الیاء ریاست کے کام آیا، عدالتوں میں نہ کارئی طور پر داخل کیا گیا اور اسی نے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں قصی بہ الحیاء والائمه والحکماء واستقر علیہ الامر خفاً، امام صاحب کے مدون براہ فقہ کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے بالآخر اسی پر ہونے لگے۔ (موفق بن ۲ ص ۴۱)

امام ابو یوسف چونکہ عباسی خلافت کے ابتدائی مرحلہ میں ہی محکمہ عدلیہ کے قاضی لقضاء (Chief Justice) کے عہدے پر متمکن ہوئے تھے، اس لئے آپ نے اسٹیشن فکھ حنفی کے ماہرین کو قضاء مقرر کیا۔ اس طرح فقہ حنفی محض ایک ”تالی قانون“ نہیں رہا۔ بلکہ اسے عملی زندگی میں رائج ہونے کا موقع ملا۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۹-۱۰)

کسی قانون کی افادیت اور برتری وہ چیزوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ دل اس کی ذاتی صداقت و اقیقت کہ وہ انسانی زندگی کی گتھیوں کو سمجھنے کی ٹھیک صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہو، ورنہ اسے قانون نہیں بلکہ ”ناور شاہی حکم“ کہنا چاہئے۔

۱۰۔ قوت نافذہ۔ یعنی اس کی فدایت منوں کیلئے سے قوتِ واقعہ حاصل ہو، ورنہ بہتر سے بہتر اور اعلیٰ صوبوں پر مبنی قانون بھی اپنی اصلاحی و فلاحی صلاحیتوں کو جائز نہیں کر سکتا۔ غالباً کسی فلسفی شاعر نے اسی بنا پر کہا ہے۔

لبس یحلی الحق رأی مسدد ادا لہ تؤیدہ بسبب مہمد

ترجمہ حق کو مطلقاً میل کی قوت سے نہیں منویا جاسکتا جب تک کہ اس کی پشت پر قوت نافذہ موجود نہ ہو۔ چنانچہ فقہ حنفی نے نفاذِ اشاعت کی خاطر ائمہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سبب مہمد منوں کے پیشہ حکومتوں نے ہی کو عداوتی قانون کے طور پر اپنایا۔ خدفت عباسیہ کے ہندو دور میں علی امام ابو یوسف قاضی القضاۃ (Chife Justice) مقرر ہوئے۔

(زرنگی الاصلہ ج ۳ ص ۱۶۶)

جس کے سبب سلطنت عباسیہ کے حدود بخیر اور سرقدت مراش تک اور سندھ سے ترمینہ اور اس تک پھیلے ہوئے تھے، تمام عدالتوں میں فقہ حنفی کے باب القضاۃ مقرر ہوئے اس لئے فقہ حنفی نے انصاف کی طرف لوگوں کی رغبت فطری مرتھا۔ خدفت عباسیہ کی سیاسی گرفت ڈھیلی پڑی تو فغانستان اور ہندوستان کے عدالتوں پر غزنوی حکومت نے اس اہستہ کے فقہی مذہب میں سے فقہ حنفی کو عدالتوں میں جاری کیا۔ چوموعد کے سنے مصر کے فاطمی خلفاء نے بغداد اور اردن و نواحِ بیت المقدس تک غلبہ حاصل کر لیا اور خدفت عباسیہ کو بے دخل کرنے کے ساتھ ساتھ عدالتوں سے فقہ حنفی کو بھی نکال دیا۔ مگر یہ صورت حال زیادہ عرصہ برقرار نہ رہ سکی اور خدفت عباسیہ کے زیر اثر سبقتی حکمرانوں نے مصر سمیت تمام خطوں میں دوبارہ عباسی خدفت اور حنفی فقہ کو زندہ کر دیا۔ (ابوزہرہ بوحیفہ ص ۴۶۶، سیرۃ عثمان ص ۲۳۲) خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد خلافت عثمانیہ نے بھی اپنے حدود میں فقہ حنفی کو ہی رائج کیا۔ ہندوستان میں خاندانِ غلامان ورس کے بعد مغلیں حکمرانوں نے بھی فقہ حنفی کو ہی سرکاری فقہی مذہب کے طور پر اپنایا۔ (شرائع امام بوحیفہ ورن کے ناقدین ص ۷۰،) (ابوزہرہ بوحیفہ ص ۴۶۲، علامہ محمد زاہد الکوثری مقدسات سوتری)

اسی وجہ سے ہندوستان فغانستان اور ہندوستان کے عدالتوں میں یہ دور بھی آیا ہے کہ

جب لوگوں کو کسی مسئلہ کے بارے میں حدیث سنائی جاتی تو وہ کہتے "ہمیں تو ابوحنیفہ اور اس کے شاگردوں کی بات بتاؤ" (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۴۵)

کیونکہ ان لوگوں کو یقین تھا کہ ابوحنیفہ حدیث کی سب سے بہتر تشہیح کر سکتے تھے۔ دوران کا مذہب حدیث کے خلاف نہیں۔

اس طرح فقہ حنفی کی جڑیں بہت مضبوط و دعویٰ زندگی میں گہری اتر گئیں، ربط لموں کی چیرہ دستیوں کے باوجود مسلم دنیا کا کوئی خطہ یہاں نہ تھا جس میں فقہ حنفی کی تعلیم کے دارے موجود نہ ہوں۔ بلکہ فتنہ تاتار کے بعد تو مشرقی ممالکوں میں سوئے احناف کے تقیسی مرکز کے کی بھی اسلامی فقہی مذہب کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب کے سماء ارجال کا تذکرہ یہ ملک کتاب میں کیا ہے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ کی بہت تعریف و توصیف کی ہے لیکن ان کا تذکرہ امام مالک کے بعد رکھا ہے۔ محقق وقت ملا علی القاری نے مرقاة شرح المشکوٰۃ میں اس پر تنقید کرتے ہوئے مختلف وجوہ سے امام مالک پر، صاحب کی فضیلت ثابت کی ہے۔ اس ضمن میں مذہب حنفی کی شہرت کا ذکر فرماتے ہیں:-

واما معرفتہ فمعروفة لانہا عمت الحق شرقا و غربا سيما في بلاد ما وراء النهر و ولاية الهند والروم فانهم لا يعرفون اماما غيره ولا يعلمون مذهبا سوى مذهبه ترجمہ ربی ان کی شہرت تو اس کے کیا ہے، کیونکہ مشرق و مغرب خاص کر ماوراء النہر کے علاقے، برصغیر ہند اور ترکی وغیرہ میں تو آپ کے سوا کسی دوسرے امام کو ادا جانتے ہی نہیں اور آپ کے (فقہی) مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب کو سیکھتے ہی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج ۱ ص ۲۷) بشکریہ ماہنامہ بینات صفر ۱۳۹۱ھ

اس معرفت و شہرت کے دیگر سبب میں سے ایک وہ سبب بھی تھا، و نہایت قوی تھا، جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔

اکثر سلاطین اسلام فقہ حنفی کے گرویدہ تھے:

چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد جمیل خان نے اپنے کتاب (حیات امام اعظم ابو حنیفہ) میں رقم فرماتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کی فقہ کو جس قدر قبولیت حاصل ہوئی اتنی دوسرے ائمہ کی فقہ کو حاصل نہیں ہوئی۔ ترک سلاطین جس کی حکومت مشرق وسطیٰ میں رہی، فقہ حنفی کی پیروی کرتے تھے۔ اسی طرح برصغیر پر حکمرانی کرنے والے تمام سلاطین غوری، غزنوی، خاندان غلامان تغلق، مغیہ سب کے سب فقہ حنفی کے مقتد تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے فقہ میں کتاب الطریقہ مرتب کی۔ فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں فتویٰ تاتارخانیہ مرتب کیا گیا۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر کی زیر سرپرستی فتویٰ عالمگیری مرتب کیا گیا، جو دیار عرب میں فتویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہے جو سند اور دلیل مانا جاتا ہے ساتویں صدی ہجری میں شرم کے حکمران ملک معظم عیسیٰ بن ملک حداد، یوہا متوفی ۴۲۳ھ نے فتیلا کا ایک بورڈ اس کے مرتب کیا کہ امام ابو حنیفہ کا فقہی مسلک مدلل طور پر جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ اس بورڈ نے (التذکرۃ) نامی کتاب (دس جلدوں میں مرتب کر دی جو سلطان کو زبانی یاد تھی) (کشف ص ۷۷ ج ۱) چنانچہ امامہ بن عابدین شامی روایت میں لکھتے ہیں قولہ

والدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب حنابلة فاکثر قصاتها ومشائخ اسلامها حنابلة بطهر ذلك لمن تصح كتب التواريخ وكان مدة ملكهم حمسانة سنة تقريباً واما المملوك السلجوقيون وبعدهم الحوارزميون فكلهم حنفيون وقصادة ممالكهم عابها حنابلة واما ملوک زمانه سلاطین آل عثمان ايد الله تعالى دولتهم ما كثر الحديدان فمن تاريخ تسعمائة الى يومنا هذا لا يولون الفصاء وسائر مناصبهم الا الحنابلة قاله بعض الفصلاء (رد المحتار ص ۲۹ ج ۱ مطبوعہ بیروت) ترجمہ سبھی دور حکومت کا مذہب اہل حنفی کے اور ان کا مذہب تھا کہ اکثر قاضی مشائخ حنفی تھے۔ ان باتوں سے تاریخی کتابیں بھی پڑی ہیں۔ ان کی مدت حکومت تقریباً ۵۵۰ سال ہے ان کے بعد سلجوقی حکمران اور ان کے بعد خوارزمی سب ہی حنفی تھے۔ اور ان ممالک کے قاضی بھی

اکثر و بیشتر حنفی تھے، یہ زمانہ کے حکمران یعنی عثمان اللہ تعالیٰ کی حکومت کو تائید سے سرفراز فرمائے) بھی حنفی تھے۔ اس طرح نو سو برس کا عرصہ اس حال میں گزر گیا کہ قاضی اور دوسرے اکثر اہل منصب حنفی تھے جیسا کہ بعض فضلاء نے کہا ہے۔ (شامی بحوالہ حیات امام عظیمہ، حنیفہ ص ۱۳۰ مؤلف مولانا محمد اہمل خان)

حضرت مولانا مفتی مہد ارجم اپنے معروف علمی کاوش (فتاویٰ رحیمیہ) میں مولانا عبدالرشید نعمانی کے تحریک کا اقتباس نقل کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا مہد رشید نعمانی صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے آپ شہر سندھ تمام فتنوں اور غازیوں کی تاریخ اور ان کے حالات پر نظر ڈالتے۔ محمود غزنوی سے لیکر انگریزوں تک یہ سید سید کشمیر، بیوی تک بولی غیر حنفی فتنہ اور غازی نہیں گاتے۔ زمانہ میں عوام، خویش و غریب عقیدہ عمل کے لحاظ سے حنفی مذہب کے پیرو تھے چنانچہ کشمیر کے بارے میں محدق سم فرشتہ کے الفاظ ہیں۔ رعایا بی آن ملک ہمہ تابعین حنفی مذہب اند (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۳۷) یعنی اس ملک کے تمام رعایا حنفی تھے اور اس سے قبل تاریخ رشیدی کے حوالے سے ناقل ہے حیدر درستی رشیدی نوشتہ کہ مردم کشمیر تمام حنفی مذہب بودہ اند (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۳۶) یعنی تاریخ رشیدی میں مرزا حیدر نے تحریر کیا ہے کہ کشمیر کے لوگ حنفی مذہب کے پیرو تھے، اور حضرت مجدد الف ثانی مغل مہاراجہ فرخاں نے فرمایا کہ میں رقمطراز ہیں سلطان وقت خود حنفی می گیرند و از اہل سنت میداند یعنی بادشاہ خود اہل سنت و حنفی ہے، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحصیل التعرف فی المقدمات فی اہل الروم و ما وراء الهند حسبون) اہل روم و اہل ہند سب حنفی ہیں۔

حضرت شاد دہلوی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ روزے در حدیث لو کما الدین عند الشریعہ لیسالہ رحاں اور حل من ہؤلاء یعنی اہل و س وفی رواۃ لیسالہ رحاں من ہؤلاء لیسالہ رحاں۔ فتیہ گفت امام بو حنیفہ دین علم داخل است کہ خدائے تعالیٰ ہم فقہ رب رب است، شایع ساختہ جمع اہل روم بان فتیہ مذہب گردانید خصوصاً در عصر متاخر کہ ذی

وہ تین مذہب است و اس۔ ارتق بعد از ارتق قیام با شہان فی ندو قضا و اشہد رسا و
اکثر مونی ندو (کلمات حیات) کتاب دست شہان ندو کتاب یز، ہر طبع مطبع العلوم مراد آباد
۱۳۰۸ ھ یہ تقریبات میں آتے ہیں اور حسیہ اور الملوک و عمة البلدان
منہدہس سہدہس بی حسیہ (تقریرات ۱۰ یہ جلد نمبر صفحہ ۳۲) یعنی ہام و سید طین ہام
تمام مذہب کے باشندے ہام و سید کے پیروکار ہیں۔ بخوئے قواوی ردیو یہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

برنگاہ بصیرت کے یہاں جانے کو مسلمان اور مال با شہانوں کا فتنہ لگی کوینا محض سے
تھ۔ کہ وہ نے سہ ورنہ کا نسل میں یوں کے پیش برائیت اور قواعد میں پاتے تھے۔ سنے
وہ اس کے رویداد سب در یہ فتنہ لگی کے جامع در حال و سنی ایک مستقل میل کے۔ وہاں مساعہ
سات میں جی تکی پذیر دی۔ اس کے سات نے سہاں و دیار و سات و مال میں بغیر
فتنہ کے نہ وہی تکی نسل نہ تھا فتنہ لگی کے مسلمان در ہام و فتنہ میں سنے تکی کا کوئی سہان
وہاں نہ تھا فتنہ لگی کے مسلمان میں یوں چھاپتے کہ اس کے رویداد و رویداد ویوں ہوتے

فتنہ لگی و تریج سہاں کے بھی سائل کے۔ اس کے سوں و سہاں ہام و سید کے
ہاتے رہے ہیں۔ یہاں پے وفہ کے مذہب و سنت کی روشنی میں شیخ قاضیین در حال حیات و
ہام و سید کے یہ تکی تہم کی قیام تکی، جو خطرات ہام و سید کی سہاں میں سہاں پر فوراً خوش یا
کرتی تھی، در اس مجلس شوری در مجلس مذہب کے ساتین اپنے وقت میں نہ تھی کے فتنہ، محدث
ورقیں ان دست تھے، جو آزادی کے ساتھ سہاں میں رہے زنی کرتے تھے، اور کافی
بحث و تمکس و سہاں کے بعد اب کے رہے متفق و جاتی تو یہ سہاں قید تحریر میں اس
جاتے تھے۔ در سہاں کے ساتھ و سہاں کی جاتی تھی۔

ارائین مجلس مذہب فتنہ لگی تمام ہام و سید کی ہام و سید کے شیوخ اور
اساتذہ تھے

دست مونا و سہاں و سہاں کے ساتھ میں یوں رقا مہا تے ہیں۔ یہ سہاں
و شیخ حقیقت ہے کہ جاتی تھی، غرض کی و سہاں کے سہاں علی در افضل راتی تے۔ در اس

طریقہ سے جو مسائل طے نہ جائیں گے، خاص بات ہے کہ ان میں خطا اور غلطی نسبتاً بہت ہی کم ہوں۔ اگرچہ یہ طریقہ بھی معصومین احاطہ ہوا، جبکہ اور مقدمہ حاصل نہیں کر سکتا۔ بعد اسیں غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے۔ اور شوری کا تقسّم و تمیید مان خواہ آن کریم سے مشاورہ و مسواری سبھم اور نیز متعدد شیخ حایث و رضا و راشدین کے عمل اور دیگر کامل شریعہ سے باطل رہا، ان اور شیخ ہے، جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ و شیخ رہے کہ مجلس تدوین فقہ کے متعینین۔ تین و چالیس (۴۰) ہی تھے جنہیں امام صاحب نے اپنے ایک ہزار شایروں سے منتخب کیا۔ جو سب مجتہد تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے صد ہا محدثین و فقہاء بھی کثرت حدیث و فقہی بحثوں و سنتوں اور ان میں اپنے علم و صوابیہ کے موافق کہنے سننے کا ہر برحق راستہ تھے۔ اور یہ چالیس متعین افراد اپنے وقت کے بڑے بڑے مجتہد اور بعد کے صد ہا جدید محدثین امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، وغیرہ کے شیوخ و شیوخ اور تلامذوں سے توافقی تھے۔ ان سے بعض متعینین سے مستقیم ہے کہ راجح سند و راوی مشہور تب حدیث میں سے امام اعظم کے تلامذہ کے سامعین روایت و آثار کو نگہ کر لیا جائے تو ان میں باقی نہ رہے۔ مگر یہ صغروہ جائے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ کی فقہی مجلس شوری کے جلیل القدر علماء

فتاویٰ رضویہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم اچھاری ان حضرات کے اسما و گرامی کا تذکرہ کرتے ہوئے ارقہ و رفعت فرماتے ہیں۔ ان ہم کام کو نبی ماسینہ آیت امام اعظم و حنیفہ نے اپنے ہزاروں شاگردوں میں سے جن چالیس ماہرین شیخوں کو منتخب فرمایا، ان میں سے بعض جلیل القدر علماء و مبارک درجہ ذیل ہیں۔

- | | | | |
|----|------------------------------------|----|------------------------------|
| ۱ | امام ہزقر متوفی ۱۵۸ھ | ۲ | امام مالک بن مغول متوفی ۱۵۹ھ |
| ۳ | امام داؤد طائی متوفی ۱۶۰ھ | ۴ | امام مندل بن علی متوفی ۱۶۸ھ |
| ۵ | امام منظر بن عبدالمکریم متوفی ۱۴۹ھ | ۶ | امام عمر بن مسعود متوفی ۱۷۱ھ |
| ۷ | امام حسان بن علی متوفی ۱۷۳ھ | ۸ | امام ابو عاصمہ متوفی ۱۷۳ھ |
| ۹ | امام زبیر بن محمد یہ متوفی ۱۷۳ھ | ۱۰ | امام قاسم بن مہین متوفی ۱۷۵ھ |
| ۱۱ | امام محمد بن امام اعظم متوفی ۱۷۶ھ | ۱۲ | امام بیاض بن امام متوفی ۱۷۷ھ |

۱۳	امام شریک بن عبداللہ ۸۷ھ	۴	امام علی بن طہیان متوفی ۱۹۲ھ
۱۵	امام عافیہ بن یزید متوفی ۱۸۰ھ	۱۶	امام یوسف بن متوفی ۱۸۲ھ
۱۷	امام محمد بن نوح متوفی ۱۸۲ھ	۱۸	امام بشیر بن بشیر سہمی متوفی ۸۰ھ
۱۹	امام اسد بن عمر متوفی ۱۸۸ھ	۲۰	امام زکریا بن زکریا متوفی ۱۸۳ھ
۲۱	امام فضل بن عیاض متوفی ۱۸۷ھ	۲۲	امام محمد بن حسن متوفی ۱۸۹ھ
۲۳	امام علی بن مسہر متوفی ۱۸۹ھ	۲۴	امام یوسف بن خالد متوفی ۱۸۹ھ
۲۵	عبداللہ بن ادیس متوفی ۱۹۲ھ	۲۶	امام فضل بن موسیٰ متوفی ۱۹۲ھ
۲۷	امام عبد اللہ بن مبارک متوفی ۱۸۱ھ	۲۸	امام حفص بن غیاث متوفی ۱۹۴ھ
۲۹	امام کعب بن جراح متوفی ۱۹۷ھ	۳۰	امام ہشام بن یوسف متوفی ۱۹۷ھ
۳۱	امام شعیب بن اسحاق متوفی ۱۹۸ھ	۳۲	امام حسی بن سعید لقطان متوفی ۱۹۸ھ
۳۳	امام ابو حفص بن عبدالرحمن متوفی ۱۹۹ھ	۳۴	امام یوسف بن متوفی ۱۹۹ھ
۳۵	امام خالد بن سلیمان متوفی ۱۹۹ھ	۳۶	امام عبد الحمید متوفی ۲۰۳ھ
۳۷	امام حسن بن زیاد متوفی ۲۰۴ھ	۳۸	امام ابو عاصم بن نہیں متوفی ۲۰۴ھ
۳۹	امام علی بن برہم متوفی ۲۱۵ھ	۴۰	امام حماد بن دہیل متوفی ۲۱۵ھ

یہ حضرات سب کے سب درجہ جہتہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ پھر ان چالیس میں سے دس بارہ حضرات کی ایک مخصوص مجلس تھی جس کے رکن امام یوسف، امام زفر، ابو حنیفہ، یوسف بن خالد، یحییٰ بن زکریا زائدہ، امام محمد، عبد اللہ بن مبارک اور خود امام ابو حنیفہ تھے۔ (جو ہر المصنف جلد ۱۳ ص ۱۷۷، امام عظیمہ و حنفیہ ص ۸۷، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۳۲)

فقہ حنفی اور دور اندیشی

حضرت مولانا عطاء الرحمن خان خلیل اپنے مقالے میں ارقہ مفرماتے ہیں۔ فقہ حنفی کا نظریہ یہ تھا کہ نہ صرف اپنے وقت کے موجود مسائل و مسائل پر غور کیا جائے بلکہ جو حوادث و نوازل آئندہ بھی تاقیہ مرقیہ مت پیش آسکتے ہیں ان سب کا فیصلہ کیا جائے۔ بخلاف اس زمانہ کے دوسرے محدثین و کاتبین کے کہ امام ابو حنیفہ کا بھی نظریہ یہ تھا کہ صرف ان مسائل کی تحقیق کی جائے جو پیش آچکے ہوں۔ اور فرضی مسائل

کے جو بات بھی نہیں دیتے تھے۔ سوائے یہ فقہ حنفی کی بڑی خصوصیت و منفیت ہے، اسی خصوصیت کی وجہ سے کہ مدعی قادی نے اپنے ایک رسالہ میں تصریح کی ہے کہ امام صاحب کے مقصدین بدشاہ اور میں وہ تہائی رہے ہیں جن میں بڑے بڑے اہل علم، تقیہ اور سلاطین ہوئے ہیں۔

فقہ حنفی اور متابعت حدیث:

حضرت علامہ شمیمی فرمایا کرتے تھے کہ حنفیہ کی اکثر جزئیات احادیث کے ماتحت تھیں۔ بخلاف دیگر مذاہب کے کہ ان میں انحصار زیادہ ہیں۔ ان کے احیاء مذہب زیادہ (وضوح) ہے۔ اسی وجہ سے کاتب محمد تین نے ان کے اقوال پر فتویٰ دیئے اور ان کی فقہ کی توثیق کی۔ ابن جریر کے منقول ہے کہ امام صاحب ہر فتویٰ ایک اصل تمام پہنی ہے یعنی قرآن و حدیث پر۔

مدوین فقہ اجتہاد ابن مسعود کی تکمیل ہے:

اجتہاد و انتہاد کا نام یہ سنت ہے کہ ابن مسعود سے شروع ہوا۔ سراق الامۃ امام عظیم نے اسکو کمال پر پہنچ کر مدوین فقہ کی مہم سرکرائی۔ تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ مسائل و جزئیات کو منظم کرا کر ان کو ابواب پر مرتب کرایا۔ جن سے کتاب الغرض، کتاب الشروط وغیرہ تصنیف ہوئیں۔ پھر آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر امام مالک، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر، امام شافعی، امام احمد وغیرہ بارہ محدثین نے اس فقہ و فتنہ وغیرہ مرتب کر کے ترقیات دیں۔ اور فقہ اصول فقہ اور اصول حدیث و باب بہتین تائیں وجود میں آئیں۔ سب سے پہلے علمائے فقہ میں امام ابو حنیفہ کے نام سے امام مالک کے مذہب پر تائیں گئیں۔ سنت امام و حنیفہ نے علماء و امت کو بہت سیلے سب سے پہلے مدوین سب و ابواب و سنت و سنوس یا، اور اس میں ایک بہتین مثال قائم کی۔ جیسا کہ امام سیوطی، امام صاحب کی نسبت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں اسے اول من دون الشریعة و رتبھا ابو امام نعمہ مالک بن انس فی سربس الموطا و لم یسبق احیة احد (تیسرے الصحیفہ ص ۳۶ بحوالہ مقام اسی حصہ) ترجمہ سب سے پہلے نبیوں نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور ابوب میں اسکی ترتیب دی ہے۔ پھر امام مالک نے موطا میں ان کی پیروی کی ہے، امام ابو حنیفہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ غرضیکہ مدوین سب کا سہرا امام صاحب کے سر پر ہے۔ اور تدوین مسائل کی تقد و بھی

و پندرہ سو چالیس سے۔ جبکہ مدونہ میں جو امام مالک سے فتویٰ کا مجموعہ ہے، چھتیس
ہزار (۳۶۰۰۰) مسائل ہیں اور امام بخاری نے تریخ (۸۳۰۰۰) مسائل اپنی زبان سے
بیان کیے جن میں انہیں ہزار (۲۸۰۰۰) جہات سے تعلق رہتے ہیں اور چھتیس ہزار (۳۵۰۰۰)
موضوعات سے۔ (مقدمہ، نامہ، نمونہ)

امامین کی رائے

اس شخص کی مہارت کا حق اندازہ اس وقت کیا جاسکتا ہے جب موافق و مخالف تہہ نہ رہنے
والے تمام امامین اس کی سبقت پر تعریف و تحسین پر مجبور ہو جائیں، چنانچہ ذیل میں ہم قارئین
کے استفادہ کے لئے امام بخاری کے شان میں چند امامین سے رائے پیش کرتے ہیں۔ (۱۰ رو)

علامہ ابن خلدون کی رائے:

مشہور مورخ علامہ ابن خلدون ماضی و مستقبل کی پرفانی فہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں
امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ کی سرچشما مدنی تہذیب و تمدن کا بہار رہی جس سے جو شخص فنی
فقہ کو نصیب ہوئی وہ فقہ مکی کو نصیب نہ ہوئی۔ (مقدمہ، ابن خلدون، ص ۴۷۵) والی لا
استطیع کتھ صفاتہ: لا ولو ان اعصانی جمیعاً تکلمہ ترجمہ: میرے تمام حضرات
ہونے نہیں تو پھر بھی اس کی تعریف و توصیف کا حق دہ نہیں کرتا۔

امام مالک کی رائے:

مولانا عطاء الرحمن اپنے مقالے میں ارق مفرمات ہیں۔ امر شائعہ: امام احمد تقی نے امام
عظیم کے بارے میں جو چیز فرمایا ہے۔ وہ بھی امام صاحب کے علوم و مناقب اور ان کی فقہ کی ترجیح
پر زبردست دلیل ہے۔ امام شافعی سے روایت ہے کہ میرے سامنے ایک شخص نے امام مالک سے
پوچھا کہ کیا آپ نے امام بخاری کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا ہاں میں نے ایسا نہیں دیکھا ہے کہ اس
ستون کو سامنے کا ثابت کرنا چاہیے تو اس پر بھی دلیل قائم کرتا ہے۔ (منقب ابی س ۱۹۰)۔
نور باری (امام مالک کثر قوس امام صاحب کے فتیہ رکت تھے، اور آپ کی اقوال و اقوال
کی تلاش میں رہتے تھے، کثر مسائل میں امام صاحب کے اقوال کو معتبر جانتے تھے۔ مؤرخ،

زیرت میں مام صاحب کا انتظار کیا کرتے تھے، جب مام صاحب مدینہ طیبہ پہنچتے تو کافی وقت مام صاحب کے ساتھ بھی مذاکرات میں گزارتے تھے۔ ایک دفعہ مولیٰ بنی بحث چلی و امام مالک، مام صاحب کی مجلس سے اٹھے، تو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ تادمہ نے عرض کیا کہ آپ کو بہت پسینہ آیا، مام مالک نے فرمایا کہ ہاں ابو حنیفہ کے ساتھ بحث میں یہ ہواں اور تم ان کو کیا سمجھتے ہو وہ تو بہت بڑے فقیہ ہیں۔ (مقامہ مولانا علیہ الرحمہ)

امام شافعی کی رائے

مام شافعی نے فرمایا کہ مالک فقہ میں ابو حنیفہ کے عیاں ہیں۔ کیونکہ میں نے ان سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ علم میں تہہ ہوگا۔ ورنہ فقیہ بنے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ ابو حنیفہ فقہ کے مربی اور مورث اعلیٰ ہیں۔ امام محمد سے ابن حجر نے نقل کیا کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تقویٰ، زہد، اختیار، خیرت سے بھرے ہیں یہ تمام پر فرماتے تھے۔ مولیٰ بنی و انہیں پہنچا۔ (ضافہ زمرتب) غیہ مقدمہ مام صاحب و ابی صدیق حسن خان ہونچوں کا مترجم مل حفظ فرماتے ہیں آپ نے حضرت مام ابو حنیفہ کو اس حدیث میں داخل فرمایا ہے۔ اب اس بات کہ ہم مام دران داخل آست و ہمد محمد ثین فرس ہا شریۃ النس (اتحاد ص ۲۲۴)

امام اعظم کے حق میں حدیثی بشارت:

چنانچہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم راجپوری قادیانی رحمہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ ایک حدیث مبارک میں ہے: لو کان العلم بالشر ما لتاولد الناس من ابناء فارس (مسند احمد ص ۲۹۶ ج ۲ بحوالہ ابوداؤد الساری) رحمہ شریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ سکھ ہوں گے حاصل کریتے۔ جس طرح امام سیوطی شافعی، ورنہ مام بنی شافعی وغیرہ بہت سے علماء کرام نے اس کا اوین صدق حضرت امام ابو حنیفہ کی ذات ربی مقرر کیا ہے، اسی طرح حضرت شادون اللہ محدث و ہونگی نے بھی اس حدیث کا مصدق مام صاحب نو قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے مکتوبات میں ہے کہ ایک روز اس حدیث پر ہم نے گفتگو کی کہ ایمان رتیب کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس کے چھ لوگ یا ان میں سے ایک شخص سکھ ورح حاصل کریتا۔ فقیہ نے کہا

۱۔ امام باغینہ اس محکمہ میں داخل ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ نے محمد فقیر کی امت آپ کی کے ذریعہ
 بنائی۔ اور اہل حدیث کی ایک جماعت کو اس فقہ کے ذریعہ مہذب کیا۔ اور امام باغینہ کے
 امتدین کا سرمایہ یہی مذہب ہے، سارے ملکوں و شہروں میں بادشاہوں کی بنائے ہوئے
 شہداء کے اس بابے کا اور نقشہ موجود ہے بھی نفی میں۔ (تکلیفات یہاں سے ۱۶۸ بجو۔
 فہرست کتب و تصانیف و کتب و تصانیف)

[illegible][illegible]

فارس فی العلم صلحہ یعنی وہ بات جو ہمارے پیش عد مر سیوطی نے فرمائی ہے۔ اس بات کا صحیح مصداق امام ابو حنیفہ ہے بالکل صحیح ہے کہ بنو فارس میں سے کوئی بھی مام ابو حنیفہ کے برابر نہ ہوگا (شانی ص ۴۹ ج ۱) (بکری قادیانی ج ۴ ص ۲۱۵)

ائمہ کبار فقہ حنفی کے خوشہ چین تھے۔

مام محمد علی کاندھلوی اپنے ہاتھ "مام عظیم اور مام حدیث" میں اردو فرماتے ہیں۔
 "ہمارے قریب کثر نے مام صاحب سے بلا واسطہ یا با واسطہ تمنا کی ہے۔
 "مام مالک سے مدینہ میں امام صاحب کے قیام کے دوران آپ کے ہاتھ درج ذیل
 راست شریعت کی۔ (مواہنا محمد علی کاندھلوی مام عظیم اور مام حدیث ص ۲۳۹)
 مام شافعی نے مام محمد اور امام وکیع کے واسطہ سے آپ سے بھی نسبت قریبی سے
 مدد و مام شافعی کے مشہور شیعہ رہی ہیں جن میں ضعف حائز تھا۔ ان کے تلامذہ اب
 عربی ص ۳۸۴، مقدمہ ابن خلدون ص ۴۶۹، مذہبی، اعراف ص ۳۰۲)۔

فأما شکوت لی وکیع سوء حفظی فأوصانی الی ترک المعصی
 فقال لأن العلم یوز من الہ و نور اللہ لا یعصی للمعصی
 میں نے اپنے استاد وکیع ابن جراح سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو ان سے
 مجھے ترک معصی کی نصیحت کی۔ کیونکہ مام اللہ کا نور ہے اور وہ ان کا اس میں نہیں مانتا۔
 علت سوء حفظ کی بتائی (ترجمہ از مرتب)
 وسیع ابن الجراح کی رائے۔

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم دیوبند مام وسیع کے متعلق تحریر فرماتے ہیں مام وسیع
 مام شافعی، امام احمد اور صحابہ ست کے کبار شیوخ میں سے ہیں۔ مام صاحب سے نسبت قریبی سے
 رکھتے تھے اور آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی مجلس میں علی بن ابی طالب
 ان کا مسمون دست مثل تھا وہ جڑے ہوئے اور خندہ کی حالت میں آپ کے پاس
 فمدہ و شیخ (ابو حنیفہ) کہاں ہیں جن سے یہ اشکال مل جو جاے۔ اللہ فقہ وضع سے مراد ہے۔

فہ عمود من فوق و نفس الصعداء و قال لا سفع لدامہ میں لسیح ففروح عما
(کتاب من حدیث ۳-۵)

(۲) میں نے دیکھا کہ وہ بوٹا سے افتاد اور چھٹی طرح نماز پڑھنے والے ہوا وقت نہیں
نہ (کتاب من حدیث ۱-۸)

ماہنامہ حیدر آبادی نے ماہنامہ حیدر آبادی میں بن سعید القطن اور عبد اللہ بن مبارک کے واسطے سے
ماہنامہ حیدر آبادی کے نام سے قلم کی۔ آپ کے شاگردوں سے بڑی فراخ دلی سے علوم حدیث و فقہ
حاصل کرتے تھے۔ بقول بن خلدون گو کہ ان کا خود مرتبہ علم حدیث میں بہت بلند تھا مگر یہ بھی ار
حقیقی ان سے نہ تھا چنانچہ (ماہنامہ بن خلدون) (بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳/۲۲۳)

امام مالک کے بارے میں تو بعض لوگوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ وہ امام صاحب سے
فیصوں کے حصول کی جستجو میں رہتے دروگوں کو انہی کے سابق عمل کرنے کا علم دیتے۔ کو یہاں
نہایت سے یہ حیدر آبادی میں

شاید ان کے امام مالک و امام صاحب سے تلامذہ میں یہی حد تک واقفیت پائی جاتی
تھی۔ (ابن)

تدوین فقہ امت پر احسان عظیم ہے

شہر حدیث ہے عن سلسلہ قال قال بعض المشركين وهو يستهزئ ابي
لاري صاحبكم بعدكم حتى لجرء فقلت حل امر ما لا يستقل القبلة ولا
يستحي يا ابا عبد الله ولا تكفي مدون ما حتم حجار ليس فيها رحيق ولا عظم (رو
عماد مرقاة المفاتيح ج ۱ ص ۳۱۶) علماء قرآن فرماتے ہیں کہ بعض مترجمین نے مجھ سے
کہا کہ یہ تمہارا سلسلہ (ابن ربیعہ رحمہ اللہ) تمہیں پیشاب پہنچا دیتا ہے ہاتھیں بھی ملتا ہے
میں سے۔ یہاں نہیں (یہ بھی ملتا ہے) آپ نے ہمیں اس حالت میں تبدیل طرف نہ
کئے۔ ہاتھ سے کتاب پڑھنے والے یقیناً حیدر آبادی کے امام پر اکتفاء کرنے اور یہی سلسلہ
کے لئے منع فرمایا ہے۔

یعنی عملی زندگی و سہرت و پائیداری کے لیے معیار تک پہنچانے کے لیے جو کچھ ہاتھ
جزیات تک کی تعمیر یا یہ کہ ان میں سے کچھ نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کتاب و خود کے
مسائل بظاہر معمولی امور ہیں لیکن حقیقت وہ ایسے ہیں جو انسان کی ہر بات و ہر عمل پر ہر
سہرت صلوٰۃ وغیرہ کے مستند و ایک شراک ہیں۔ اور رسالہ کی تحت چار بات ہمارے۔
۱۔ صاحب اور آپ کے شراکوں نے صورتوں کے ساتھ جزیات کو بھی اس طرح مرتب کر
کے کتاب و سنت سے انسانی زندگی کا عمل عملی طریق پیدا فرمایا۔ ہر مسئلہ پر تفہیم اس میں ہے۔
جس کا اہم فی آپ کے ہمعصران نے بھی پایا ہے۔ علامہ کبرا کی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔
۲۔ عربین فرات انسانی ہر مسئلہ کے شراکوں میں سے ہیں۔ آپ کی خدمت میں محمد بن یزید
آتے تھے۔ ایساں ہمارے محمد کے پاس آیا تو نے ہمارے بخاند کی کتاب پر بھی نظر انداز
عرض کیا میں تو اب سید ہوں، بخاند کی کتاب اتنا علم میں نہیں آئے یا وہ دینی ہے۔
عامر نے فرمایا خدا کی قسم ستر سال سے برابر آثار کا علم حاصل کرتا رہا ہوں۔ میں ہمارے صاحب
کتابوں کے مطالعہ سے پہلے میں اچھی طرح کتاب بخاند میں آتا تھا۔ (اصناف مرتب)

فقہ حنفی کی مقبولیت اور پسند و نیک خصوصیات

حضرت مولانا محمد جمل خان امت پرہیزگار نے اپنے کتاب میں تشریف دیا ہے۔

(۱) فقہ حنفی کے مسائل علم اور مساجد پر مبنی ہیں اور رعایت روایت کے ساتھ اصول و روایت کے
میں مطابق ہیں۔

(۲) فقہ حنفی، سری تمام فقہوں میں بہ نسبت نبایت آسان و آہل العمل ہے۔

(۳) فقہ حنفی میں معاملات کے احکام میں بہ نسبت دیگر فقہوں بہت سادگی ہے۔
۴۔ تمام فقہوں سے زیادہ ہے۔

(۵) فقہ حنفی نے غیر مسلم رعایا کو نہایت مہربانی سے متعلق ہے۔ اس کے علم و عمل میں
بڑی ہولت ہوتی ہے۔

(۶) دیکھو منسوعہ میں ہمارے خلیفہ نے ہر ایک خلیفہ کے ساتھ ہر ایک رعایت کوئی دیکھا ہے۔

(۱۵) ان خصوصیات کی تفصیل یہ ہے کہ نعمت موفد علی محمد بن محمد بن احمد دوم مدظلہ
فرماتے ہیں: (۱۰۶۰) یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶)

(۱۶) یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں چنانچہ علی قلی نے بیان فرمایا ہے
الحق یہ ہے کہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ ص
۳۸، ۲)

(۱۷) یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں عرفی رسول اللہ ﷺ فی المذہب
سحقہ صریحہ سلفہ ہی اوفیٰ بالنسبہ لعلوہ لسی حسنت و نقحت فی رمس
سجاری و صحابہ فیوض بحرمین ص ۱۳۶) از: محمد مجتبیٰ خورشید کریم علیہ السلام
نے تالیف کیا ہے یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں مشہور سنون طریقہ کے ساتھ زیادہ
مستند رجحان ہے۔ (نسب و نسب) و (نسب) (ص ۵۵، ۱۲۶) (درست کر کے) جمع کیا ہے۔

(۱۸) یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں امام ابو نعیم حنفی نے یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں
نے فرمایا ہے کہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں (میزان کبریٰ ج ۱ ص ۴۳)

فقہ حنفی کے امتیاز، امام کروری کے زبان سے

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ ہوں یہاں تک کہ وہ (مذہب) و (مذہب) (ص ۵۵، ۱۲۶) ہیں
ان کے زبان سے نقل کرتے ہیں۔

والباقی من المذہب الامامی سائر المذہب بقدم مرتبہ غنی
سائر سائر ولانہ قدم واقبوع، واحکم واسبق، واحق وادق، واقص و
حصر واسر، وجمع وامنع واسهل واوسع، وشرص ومحض وحصہ
واقرب، واوضح وصح، وللمقران کثر مدافعة، وللباقی سائر مدافعة
وللباقی اکثر مدافعة ومع السلف او فر اجماعا، واصح سلفا، وارجح حثا
واعلم واعظم صحابا، واقطع حواجا صوابا، واحق ماسی وادق معانی.

[illegible]

باب دوم

امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام ایک امتیازی خصوصیت

ہم صاحب گائیڈ باب اول، امام سید نصیب علی شاہ، دہلوی ہائی کالج کانسفرس،
کنسٹیبل جامعہ سرگودھا، سندھی، نوں کا پیش کردہ مقدمہ بعنوان (امام ابو حنیفہؒ کا مقام
تابعیت اور سند میں عالی مقام و مرتبت ایک امتیازی خصوصیت) پر سے دوری
نہ انتہی کانفرنس 18-17 اکتوبر 1998ء کا نمونہ ہے۔ درہ نے امام ابو حنیفہؒ
کے موضوع پر تمام مقامات کو کتابی شکل میں مرتب کرتے وقت اس سے ساتھ جگہ
میں یہ درمنا سے اضافہ کرتے زیب قرطاس بنالی اور مستقل عنوانات کا اضافہ
پہ (۱۱۰)

امام ابو حنیفہ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام

تعلیم و تربیت، ذوق علم، بحث و مناظرہ، اقتصاد کی مسائل تا جبر و خصوصیات، سیاسی تحریکات، حدود و اقتدار سے نفرت ہے، باکانہ حق کوئی اندج، قدح کی کثرت، موصو صرین کا حوت فہم افضل، معان فکر، وقت نظر، حاضر و باغی، جذبہ خلص، رعب و ابدہ، ان تمام صفات کو ایک طرف رکھ کر صرف امام اعظم کی تابعیت و روایت من احسن ہے ان کے زندگی کا ایک روشن باب ہے۔ (از مرتب)

اس وقت جبکہ بعض کم علم و کم فہم حضرات بغیر کسی تحقیق کے ابو حنیفہ کے مقام کے بارے میں شکوک و شبہات پھیل رہے ہیں ضروری ہے کہ امام ابو حنیفہ کو جو قیازی شان و مقام، پیرامور کی نسبت حاصل ہے۔ کم از کم ایک حنفی صاحب علم اس سے ضرور واقف ہو، لہذا ان کی محدثانہ حیثیت بھی ہے اور ساتھ ہی امام صاحب سند کے عالی مرتبت کے مقام پر بھی فی مزاج جو دوسرے نمبر کو حاصل نہیں امام اعظم ابو حنیفہ کی خصوصیات میں سے یہ اقداری خصوصیت جو کہ تاریخی اور دینی دونوں اعتبار سے نہایت اہم ہے وہ ان کی تابعیت ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ امام ربیع میں امام صاحب کے علاوہ یہ منصب کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس تابعیت کی بنا پر امام ابو حنیفہ حضور ﷺ کے صرف ایک واسطہ سے شامرد ہیں، یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس نے امام صاحب کو اپنے تمام معاصرین اور بعد میں آنے والے تمام محدثین سے ممتاز کر دیا ہے دوسرے ائمہ کی اسانید عالیہ کو، انھیں تو امام مالک تبع تابعی ہیں اس لئے ان کی احادیث میں سب سے ان ثنائیات ہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی چونکہ اس تابعی سے ماقات نہیں ہو سکی اس لئے ان کی سب سے اعلیٰ مرویات ثلاثیات شمار کی جاتی ہیں، مگر امام نسائی کی کسی تبع تابعی سے ماقات نہیں ہوئی اس لئے ان کی سب سے اعلیٰ روایات رباعیات ہیں۔ جبکہ صرف ایک واسطہ سے حضور ﷺ سے روایت کرنے کا شرف صرف امام ابو حنیفہ کو ہی حاصل ہے۔

(جدید فقہی تحقیقات مقدمہ مورخہ محمد صدیق ملتانوی ص ۱۲۷)

تابعی کی تعریف:

تنویران سہ فی مناقب، مہاشہ میں تابعی کے تعریف کی متعلق یوں تحریر ہے۔ تابعی اس کو

کہتے ہیں جو صحابی سے ملا ہو۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ تابعی وہ شخص ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔ یہی مذہب مختار ہے۔ مدد مرآت نے کہا ہے کہ کثر اسی پر عمل ہے اور حضرت محمد ﷺ نے اپنے اس قول سے بھی اس طرف اشارہ کیا (تابعی اسی بی کی طرف) کہ خوشخبری ہو، اس سبب جس نے مجھے دیکھا یا اس کو جس نے مجھے دیکھے ہوئے کو دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ صحابیت اور تابعیت کیلئے فقط روایت کافی ہے، جس سے امام صاحب د تابعی ہونا یقیناً ثابت ہو جاتا ہے یونکہ امام صاحب نے کسی سے یہ کو دیکھا ہے جیسا کہ شیخ جزری نے اسما، ارجس میں اور تورپشتی نے ——— المسترشدین میں، اور صاحب کشف کشف نے سورة مؤمنین اور صاحب مرآة الجنان وغیرہ جیسے دیگر مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب کی صحیحہ سے ملاقات ہوئی ہے۔ پس اب امام صاحب کی تابعیت کا مترتبع قاصر یا تعصب و فرکا ہی شمار ہو سکتا ہے۔ اور مؤمنان مہدائی لکھنوی نے اپنی کتاب "اقتدای حجتہ" میں لکھا ہے کہ امام ذہبی کا کشف میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ اور عطاء، اعراف اور عکرمہؓ سے احادیث کو روایت کیا ہے۔ وریا نعی نے "مرآة الجنان" میں لکھا ہے کہ امام مظہم نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ فضل اہل تاریخ نے ملاقات کا انکار کیا ہے لیکن امام صاحب کے شارح کہتے ہیں کہ ملاقات اور روایت دونوں حاصل ہوں ہیں تعینش اصحیفہ "میں لکھا ہے کہ امام طبری نے مستقل یہ کتاب تصنیف کی جس میں یہ وہ احادیث شامل کی گئی ہیں جو امام صاحب نے صحیحہ کرامؓ سے روایت کی ہیں۔ لیکن دارقطنی سے بھی نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ شیخ ابی الدین عراقی نے بھی فرمایا کہ روایت محتق ہے۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے ایک بہت صحیحہ کو پایا تھا یونہی۔

۸۵۔ ھ میں پیدا ہوئے اور اس وقت مہدائے ابن ابی اوفی کوفہ میں اور حضرت انسؓ بصرہ میں تھے۔ اس کے علاوہ تابعیت اور روایت میں صحیحہ کی نعمت سوائے آپ نے کسی امام کو حاصل نہیں ہوئی۔ ایں سعادت بزار و باز و نمیت۔ حماد، وزعی، قضاعی، ثورنی، سلم بن خالد، لیث بن سعد، غرض کسی امام کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکا۔

بوجہ امام مظہم کی تابعیت کے قائل ہیں ان میں مرفہ دست دارقطنی، حمزہ، سہمی، جزری،

اور تورپشتی (وغیرہم) ہیں۔

(تنویر الحیاتی منقبہ عن روضة المشائخ ص ۳۹) (بحوالہ جدید فقہی تحقیقات مقالہ مولانا محمد

صدیق ملتان ص ۱۲۷)

امام صاحب کے تابعیت مشہور و مسلم ہے:

علاء بن حجر بن عساکر نے لکھتے ہیں: "وفی فتاویٰ شیع الاسلام
ابن حجر اندادک حماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة
ثمانين فهو طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحد من النمة الامصار المعاصرين
له كالاوراعي بالشام والحمادي بالبصرة والثوري بالكوفة و مالک بالمدينة
الشريفة والليث بن سعد بمصر انتهى وحسبنا فهو من اعيان التابعين (خيرت
الحسان صفحہ ۲۱ غرض الودع)

ایک ایسا شرف جس میں کوئی محدث ان کے ساتھ شریک نہیں:

مثلاً ثقات بخاری جنہیں امام بخاری نے اپنے ایک منفذ خصوصیت سمجھا جاتا ہے اس کی مرتبہ سند
میں امام اعظم امام بخاری سے بھی اہم مقام پر فائز ہیں کہ ان کی حمد روایات نہ صرف ثلاثی بلکہ
آپ کی بعض روایات ثلاثی اور حدی ہیں اور یہ ایک ایسا شرف ہے جس میں کوئی محدث و امام ان
کے ساتھ شریک نہیں۔ امام صاحب کی کتاب آثار السنن کی ایسی کتاب ہے جس کے مصنف کو
تابعیت کا شرف حاصل ہوا امام بن حجر کی فرمات ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو ایک ایسی فضیلت حاصل
ہے جو کہ ان کے معاصرین کو حاصل نہیں ہے وہ فضیلت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ تابعی تھے۔

امام صاحب کے معاصرین میں شام میں امام دوزلی کوفہ میں حنفیان ثوری بصرہ میں حماد تھے
مدینہ منورہ میں امام مالک اور مصر میں اس وقت سیث بن سعد تھے ابن حجر کی لکھتے ہیں کہ امام
صاحب نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی ہے و خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ رایتہ
مرار اکابر بحصب بالصقرة میں نے متعدد مرتبہ حضرت انسؓ کو دیکھا ہے وہ زرد حصب
گاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک سے ۹۹، امام ابو حنیفہ نے حضرت ابو طفیل، حضرت عامر، شامی، قتوبی ۱۰۲ ہجری۔ حضرت اھل بن سعد وفات ۸۸ھ، حضرت سائب بن خدا، وفات ۹۱ھ، حضرت سائب بن یزید وفات ۹۱ھ۔ حضرت عابد بن برہہ وفات ۹۶ھ، حضرت تموم بن رقیہ وفات ۹۶ھ کی زیارت کی ہے جسے مدو و دیگر صحابہ کرام کی زیارت بھی ثابت ہے حضرت امام ابو حنیفہ کی یہ حیثیت ان کی ایک امتیازی شان ہے جو دوسرے ائمہ معاصرین و حاکمین نہیں۔ امام ابو حنیفہ کو تابعی ماننے والے بھی عام کی ایک جماعت ہے ان میں

۱	دراکنی	۲	بن سعد	۳	خطیب	۴	عامر زبیری
۵	حافظ بن حجر	۶	حافظ مرقی	۷	عامر سیوطی	۸	عامر بن قاری
۹	اکرم سندھی	۱۰	راغب معش	۱۱	حمزہ سیبی	۱۲	امام یافعی
۱۳	عامر جزری	۱۴	حافظ فضل بدوئی	۱۵	عامر بن جوزی	۱۶	دراکنی

شامل ہیں۔

عامر بن حجر۔ قتوبی کے فتاویٰ سے شرح مشکوٰۃ عامر بن حجر کی نے نقل کیا ہے کہ اللہ ادرک جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بهامة ثمانين فلهو من طلبة التامع ولم يثبت ذلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين له كما لا ورعى بالشام والحماديين بالصورة والثوري بالكوفة ومالك بالمدينة الشريفة ولست بسعد بمصر امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو یہاں جو کوفہ میں تھے جبکہ ۸۰ ہجری میں وہاں پیدا ہوئے مدو و تابعین کے طبقہ میں ہیں اور یہ بات ان کے معاصر مدو و مصر میں سے کسی کی نسبت جو شام میں تھے ورمہ بن سلمہ ورمہ بن زید کی نسبت جو بصرہ میں تھے ورمہ بن ثور کی نسبت جو مصر میں تھے ثابت نہیں ہوئی امام ابو حنیفہ کی صحابہ کے باقاعدہ روایات ثابت ہیں شیخ بدر بن علی حداد نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ بعض نے مستند و امرامہ و بعض نے سعة و امرامہ ذکر کیا ہے۔ طریق امام ابو حنیفہ تابعی بھی تھے ورمہ بن ثور کے باقاعدہ روایت ثابت ہے شیخ شرف الدین بدوئی نے اپنے کتاب قد متوا حقیان میں

نہایت کے موافق و مخالف اور معتدب و مہملہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام ابو حنیفہ نے
 صحیح پیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ان واقع اختلاف ہی عدد ہم فہمہم میں قال
 سعة و فہمہم میں قال اکثر میں دلک و فہمہم میں قال اقل میں دلک
 روایات منقولہ از صحابہ کرام:

امام اعظم کے علوم سے با اعتمادی نے سب بعض سادہ و نصاب مفسدین کے اس باطل
 خیال کو غیہ شعوری طور پر چھٹی سمجھ گئے ہیں کہ امام ابو حنیفہ علم حدیث سے بے بہرہ تھے اور اگر نہیں
 متعارف طریقے سے حضرت امام صاحب کی سند سے کوئی حدیث مل جاتی ہے تو وہ اسے جدید
 انکشاف تصور کرتے ہیں حالانکہ نقل و دیانت کی روشنی میں علمی اعتبار سے یہ خیال قطعاً بے بنیاد اور
 غلط ہے نہ صرف موانع مہدی اس الزام کے مفصل و مدلل تردید فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ
 ”میں نہیں کا یہ الزام و اہل قطعہ، عقیدہ، نقدیہ، یقینیہ بدیعینی مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ
 مولانا محمد (کتاب الحج، کتاب الآثار، میر کبیر، کتاب الخراج، مصنف بن ابی شیبہ، مصنف
 عبد الرزاق، تصانیف درقطنی، تصانیف بیہقی، تصانیف طحاوی، تصانیف امام حاتم و غیہ و کتابوں
 میں امام اعظم ابو حنیفہ کے کئی سواحدیث موجود ہیں (بہ صلا) جو چاہے قصب کی پٹی قبول کر
 اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔“

امام ابو حنیفہ کے صحابہ سے جو روایات نقل ہیں ان میں ایک حدیث یہ ہے روای الامام ابو
 یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری صاحب امام ابو حنیفہ آخر ماقال ابو حنیفہ
 قال سمعت اس بن مالک یقول قال السی سہہ طلب العلم فریضة علی کل
 مسلم

اس طرح امام ابو حنیفہ کی ایک اور روایت امام ابو یوسف کے نقل کی ہے قال قال
 ابو حنیفہ سمعت اس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الدال علی
 الحیر کفا علیہ و ان اللہ یحب اعانة اللہمان

امام ابو حنیفہ نے علم فقہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چار بڑے ارشاد سے حدیث اور فقہ کو

خدا کیا ہے ان میں سے تین سوتا جی تھے ضروری ہے کہ ہر ایک حنفی اور فقہ حنفی کے استوداد و طالب علم امام ابو حنیفہ کے مقام سے وقف ہوں اور سطحی علم کا وہ طائفہ جو امام صاحب کے بارے شکوک و شبہات پھیل رہے ہیں ان کا وہ صحیح جواب دے سکیں

امام ابو حنیفہ کی روایت پر لکھی گئی اجزاء۔

متعدد محدثین کے واسطے پرکھی اجزاء مکمل چکے ہیں کہ امام عظیم راوی عن صحابہ ہیں۔ ان اجزاء میں جزء ابی حامد محمد بن ہارون کھفزی، جزء ابی الحسین علی بن حمد بن عیسیٰ، جزء ابی ہریرہ رحمہ بن محمد بن حمد، سرخسی اور بن جوزی کی الانصار، ترجیح بھی شامل ہیں

(الخیرات الحسان)

امام اعظم کی روایت عن اصحابہ پر منظوم کلام:

مد مد الشمس الدین محمد بن نصر بن عرب شاہ انصاری اکتفی بے منظوم کلام "حواہر العقائد و در القلائد" میں امام اعظم کے روایت عن صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

معتقداً مذهب عطیہ الشان ابی حنیفۃ الفتی العمان

جمعاً من اصحاب السیادر کا اترہم قد اکتفی و سلکا

طریقۃ واضحۃ المہاج طریقۃ من الصلال الداحی

وقد روی عن انس و حابر اس ابی اوفی کذا عن عامر

اعی ابی الطفیل ذال انس وائلہ واس انیس الفتی و وائلہ

عن انس حرۃ قد روی امام و بنت عحرۃ ہی التمام

رضی الکریم دائماً عہم وعن کل الصحاب العظما

(بحوالہ درمختار)

علامہ عینی کی تائید:

امام اعظم کے سماع عن صحابہ کا ذکر اوخر "مدیۃ المفتی" میں بھی ہے اور ادراک بالسن کا تو میں صحابہ سے ثبوت ملتا ہے چنانچہ اوائل الضیاء میں ہے کہ محمد بن سعد نے کہا کہ سیف بن جابر

نے مجھے حدیث بیان کی کہ اس نے ابو حنیفہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ عدم یحییٰ نے بھی سماع ثابت کیا ہے، مگر الحی فظ، تقاسم نے اس کا رد کیا ہے لیکن یحییٰ کی تائید محدثین کے اس قاعدے سے ہوتی ہے کہ "راوی اتصال مقدم ہوتا ہے" راوی ارسال اور انقطاع پر اس لئے کہ اس کے (راوی اتصال) کے پاس علم زیادہ ہوتا ہے۔

بعض محدثین نے کہا ہے کہ علامہ حاشی کبریٰ نے نقول صحیحہ کو اثبات سماع میں خوب ذکر کیا ہے اور قاعدہ ہے لمثبت مقدم علی النافی کہ ثابت کرنے والا مقدم ہے نفی کرنے والے پر۔ علامہ کردری نے کہا کہ سید احفظ الامام شہدار بن فیروز الدیلمی و برہان، سلام الغزنوی نے اسانید صحیحہ کیساتھ ذکر کیا ہے کہ۔ (امام ابو حنیفہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ من قال لا الہ الا اللہ محلصاً من قلبہ دخل الجنة و لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ درقتم کما یرزق الطیر تغد خماصاً و تروح بطاناً۔

اور سید احفظ الدیلمی نے ذکر کیا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا وہ فرماتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن اوفیٰ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے حیک الشئ یعمی ویصم والدال علی الحیر کفاعده والدال علی الشر کمثله واللہ یحب اغاثۃ اللہمان (مابق کردری)

ابن حجر نے فرمایا ہے کہ امام اعظم نے اس حدیث متواتر میں بنی مسحد اولو کم فحس قطاة بنی اللہ لہ بیتا فی الحیة کو روایت کیا۔ امام اعظم نے واثلہ بن اسقع سے روایتیں کیں اور انکی وفات ۸۶ھ میں ہوئی وہ حدیثیں یہ ہیں لا تطهر الشماتۃ لا خیک فیعافیہ اللہ ویصلیک اور دع ما یوریک الی ما لا یریک بعض اہل حدیث نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے واثلہ کو نہیں دیکھا قلت الامکان ثابت کہ (امکان ثابت ہے) اور ناقص عادل ہے۔ اور ثبت اوفیٰ من النافی ہے اس کے علاوہ امام صاحب نے جن جن حضرات سے روایتیں لی ہیں امام صاحب کی وفات ان کی وفات کے بعد ہوئی ہے لہذا ان کی وفات کے

وقت امام صاحب ۶ سال کے عمر سے ہوئے جیسا کہ حضرات بن ابی وئیق کے انتقال کے وقت امام صاحب کی عمر ۷ یا ۸ سال کی تھی امداد کا معنی اور روایت صحیح مولیٰ "ابن صلیح" نے موسیٰ بن برون احمال سے روایت کی ہے جو حفاظ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب بچہ گانے و ردھے میں فرق کر سکے تو اس کا سماع حدیث معتبر ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر عقل و رضا ہو تو سماع حدیث معتبر ہے قاضی حافظ میائش بن موسیٰ انصاری نے فرمایا ہے کہ محدثین نے محمود بن رقیق کی عمر کو سماع حدیث کے لئے سند کی حیثیت سے پیش کیا ہے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں "ترجمہ منی یصح سماع الصغیر" کے بعد عن محمود بن ربيع قال عقلت منه عليه السلام محبة معها وجهي واما اس حمس سس من دلو يك رواية میں کان اربع ہے ابن صلیح نے تحدید پانچ سال کی ہے بہر حال امام اعظم بن مروی علیہ السلام کی وفات کے وقت عمر زمر چھ سال کے تھے تو سماع من الصبیہ پر شکاں نہ رہتا تھا نہیں۔ یحییٰ بن معین جو امام بخاری کے بھی شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے عائشہ بن جرفہ سے حدیث کی سماعت کی۔ یحییٰ بن معین اپنے زمانے کے بڑے محدثین میں سے ہیں۔ و امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ ابن معین ہمارے زمانے کے بڑے محدثین میں سے ہیں اس کے بعد سماع کا انکار محض تعصب اور ہٹ دھرمی ہے۔

امام صاحب کا تابعی ہونا توافقاً ثابت تھا مگر غیر مقدمین حضرات کو چونکہ اس میں کلام تھا اس لئے یہاں ذکر کیا گیا۔

احادیث امام ابو حنیفہ:

جن حدیث کو راوی نے خود سنی لی سے بنا ہو ایسی حدیثوں کو احادیث کہتے ہیں امام صاحب کی احادیث کی سند یہ ہیں

(۱) عن ابي حنيفة عن اس بن مالك رضى الله تعالى عنه عن ابي حنيفة

(۲) عن ابي حنيفة عن عبد الله بن الحارث رضى الله تعالى عنه عن ابي حنيفة

(۳) عن ابي حنيفة عن عبد الله بن اوفى رضى الله تعالى عنه عن ابي حنيفة

(۴) عن ابي حنيفة عن وايلة بن الاسقع رضى الله تعالى عنه عن ابي حنيفة

- (۵) عن ابی حنیفة عن عبد اللہ بن ابیہ رضى الله تعالى عنه عن السی ^{سیرت}
 (۶) عن ابی حنیفة عن عائشة بنت عمر رضى الله تعالى عنهما عن السی ^{سیرت}
 (التعقیقات ص ۷، التالیف ص ۲۱)

یعنی چھ صحابیوں سے آپ کا یہ حدیث کرنا ثابت ہے۔ نیز ان سندوں سے ثابت ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ تابعی ہیں۔

اور ترمذی میں یہ حدیث ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ ایسے مسلمان کو آگ نہ چھوئیں گی جس نے (بجائے ایمان) مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ (ترمذی ص ۲۳۸)

اب حضرت امام اعظمؒ کو جو برا بھلا کہتے ہیں، خدا را غور کریں اور زبان روکیں۔

امام اعظمؒ کے اساتذہ حدیث یا صحابی ہیں یا تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں۔ یعنی قرآن مشہود لہذا بخیر کے شیوخ ہیں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد بڑے محدث دو ہیں ایک امام شافعیؒ دوسرے سفیان ثوریؒ، حضرت شعبیؒ نے پچاس صحابہ سے ملاقات کی ہے (مذکرۃ الحفاظ ج ۷ ص ۷۶) اور حضرت امام اعظمؒ امام شافعیؒ کے تلامذہ شہرہ آفاق ہیں۔ چنانچہ امام ابی کاتونؒ زرقا ہے ہواکبر شیخ لابی حنیفہ (ج ۷ ص ۷۵) تاریخ عرب میں ہے کان من ابرز الدیاس تحریر حوا عن الشعبي الامام ابو حنیفة المشہور (تاریخ العرب ص ۳۱۱) علامہ صفحان نے منہ نام میں اس سند کے ساتھ روایت لکھی ہے ابو حنیفہ عن الشعبي عن المعیرة بن شعبة قال رأیت رسول الله ﷺ یتیمسح علی الحفص۔ اس روایت کو حافظ طلحہ بن محمد، حافظ حسین بن محمد، حافظ بوہمر بن عبد الباقی اور امام محمد نے کتاب الآثار میں لکھا ہے۔

علامہ ذہبی نے عدد کثیر من التابعین کہا ہے۔ کئی تعداد تابعین سے امام صاحب نے

روایت لی ہے۔

یہ صاحب کی احادیث جن کی اسناد میں امام صاحب اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف

صحابی کا واسطہ نہ رکھی ہیں۔ یعنی امام صاحب نے براہ راست خواہ صحابی سے اور صحابی نے رسول کریم ﷺ سے سنا ان کو احادیث کہتے ہیں اور اس طریق سند میں امام صاحب تمام سلسلہ میں ممتاز ہیں اور کسی ائمہ مجتہدین میں کسی علوسند موجود نہیں اور نہ اسی باب صحیح کے پاس ہے۔

ثنائیات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

دوسری ایک روایت بھی امام عظیم سے آئی ہیں جن میں امام صاحب و رسول کریم ﷺ کے درمیان دو واسطے ہیں یعنی امام صاحب نے تابعی سے سنا انہوں نے صحابی سے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا یہی اس کو ثنائیات کہتے ہیں وریہ ثنائیات مؤطا امام محمد میں موجود ہیں

مثلاً

ابو حنیفہ عن ابی الربیر عن جابر عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن عبداللہ بن بحینہ قل سمعت ابا الدرداء قل قال رسول اللہ ﷺ

ابو حنیفہ عن عبدالرحمن عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن عطیہ عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن شداد عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن عطاء عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن عاصم عن رجل من اصحابہ عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن عور عن رجل من اصحابہ عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن محمد بن عبدالرحمن عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن مسلم بن الاعور عن مالک بن انس عن النبی ﷺ

ابو حنیفہ عن محمد بن قیس عن ابی عامرانہ کان یهدی للنبی ﷺ

ان ثنائیات میں سوائے امام مالک کے اور کوئی ہمسرا، مصاحب کا نہیں ہے۔

علوسند کے اعتبار سے تیسرے درجے پر وہ اسنادیں ہیں جن میں تین تین راوی ہوں، یعنی تین تابعی، پھر تابعی، پھر صحابی، پھر رسول کریم ﷺ کی قسم کی سندوں کو ثبات کتب ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے حدیثات بھی مروی ہیں مثلاً

عن ابی حنیفۃ عن بلال عن وہب عن حابر عن النبی ﷺ

عن ابی حنیفۃ عن ابی موسیٰ بن عائشۃ عن عبداللہ عن حابر عن السی ﷺ

عن ابی حنیفۃ عن عبداللہ عن ابی حبیح عن عبداللہ بن عمر عن السی ﷺ

یہ ثبات امام بخاری سے مروی ہیں اور ابن ماجہ میں ایسی روایات موجود ہیں۔ سو، اگر آپ دیکھیں گے اور تلاش کریں گے تو حضرت امام بخاریؒ کی حدیثات تقریباً اکیس ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۱ ہیں	کلی ابن ابراہیم کے واسطے سے
۵ ہیں	ابو عاصم النبیل کے واسطے سے
۳ ہیں	محمد بن عبداللہ انصاری کے واسطے سے
۱ ہے	خلاد بن یحییٰ کے واسطے سے
۱ ہے	عصام بن خالد کے واسطے سے

ان میں سے اول کے دو مشائخ کلی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل یہ امام بخاری کے طبقہ اولیٰ کے مشائخ میں ہیں مگر یہ دونوں مشائخ حدیث مام بو حنیفہ کے شائرا ہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ بارش ص ۴۲، ۴۳)

باب سوم

امام ابو حنیفہؒ کا علم حدیث میں مقام

یہ باب ارسل مولانا بن حسن عباسی استاذ جامعہ دارالافتاء کراچی، مولانا محمد
عبدلہ مدرسہ مفتاح علوم چوہ سنیل سنگھ ناٹون سرگودھا اور مولانا محمد ندیم خلیب
جامع مسجد، مدظلہ اقبال میڈیکل کالج نیویں ایمپس، ہورکا پیش کردہ مقالات بعنوان
(امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت) برائے دوسری ہونو فقہی کانفرنس
17-18 اکتوبر 1998ء کا مرتب کردہ مجموعہ ہے مقالات کی تین موضوعات کے
پیش نظر وارہ نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرتے وقت کمرات کو حذف کر کے
مضمون کے ساتھ مستقل عنوانات کا اضافہ کر کے کتاب کے صفحات کی زینت بنالی
تاکہ مضامین کتاب میں تنوع و امتیازت خوب ظاہر رہے۔ امید ہے قارئین اس
سے حظ و فرا حاصل کریں۔

(درہ)

تہذیب لغزت نے بنی نوع انسانیت کی بدیت کیلئے آگاہی کتابیں نازل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کو سمجھانے اور انسانیت کی عمل بدیت کیلئے انبیاء علیہم السلام کا ماحد جاری فرمایا۔ ہر نبی اپنے اپنے مددگار اور ارتکاب انسانیت کی بدیت کیلئے عمل طور پر روشن رہے اور فریضہ رسالت کو مکمل ور دیننداری کے ساتھ دُکوں تک پہنچایا۔ اور پھر آخر میں قیامت تک کیلئے تمام انسانیت جہد جنت تک کی بدیت کیلئے سید انبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس فریضہ کو صحابہ کرام نے سنبھالا۔ پھر تابعین اور فقہاء و مرمونے۔ اور حاشیہ مبارک میں انہیں کی صرف اس امداد کی کوئی دیا گیا۔ حدیث شریف میں کتاب العلماء وراثۃ الانبیاء اس فریضہ کی شامت کیلئے امت کی فقیہ معروض و خواہش میں وہ ایک خاص دور اور وقت تک چلیں مشد عبد بن مبارک و افتد۔ یمن مرید چار فقیہوں کے مدد و باقی فقیہیں منشاء ہی کے تحت تقیہ بیان سے ختم ہوئیں۔ اور پھر یہ چار فقیہیں امت کا معسول سہا بنتی رہیں۔ پھر ان میں سے بھی تہذیب عزت نے افتد خفی کو فوقیت اور قویت عارضہ بخشی۔ اس وقت پوری دنیا کی کثرت میں افتد خفی ہی کا عروج ہے اور کس کی پر عمل پیر ہیں۔ خاص ہے افتد خفی کو یہ مقام عند اندریا وہ سے مشہوریت کی وجہ سے ہام صاحب کی افتد عاون وراثت کی وجہ سے عاون ہام عظیم نے صرف یہ کہ مجتہد و افتد تھے۔ ان کے مرید رتھے۔ ہام صاحب ہام عاون ہیں اور باقی حضرات تبار۔ چنانچہ ہام شافعی فرماتے ہیں الناس عدل فی الفقہ علی سی حنیفہ (مکالہ الامام ابی حنیفہ بس المسندین صفحہ ۵۸) (فتاویٰ رضویہ ناشر عبد اللہ) فتاویٰ رضویہ میں حیرت حسن کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ اخیرت حسن میں اس پر مستزاد یہ بھی لکھا گیا ہے۔ ہارایت ای علمت احدا فقہ مہ میں نے اس سے بڑا افتد کی کوئی نہیں دیکھا۔ دوسری جہد میں تحریر ہے من لم یطرق فی کسہ لم یشح فی معہ ولا تنفقہ، جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کو نہ دیکھے و نہ علم میں نہ آوے۔ اور نہ افتد بنے گا۔

(الخیرات حسن ص ۲۹ فصل نمبر ۱۳، فتاویٰ رضویہ ج ۲/۲۲۵)

امام صاحب کا طلب حدیث:

مامہ صاحب کا آبائی پیشہ تجارت تھا، کسی نے آپ نے بھی کسی کو اختیار کیا ورنہ کسی کو ذریعہ معاش بنانے رکھا۔ مگر میں سب معاش اور اس طرح، افریقہ، ریش، اشرافیت علم درحقیقت، متفرد ہوں پر ایک وقت گامزن ہونے کی پہلی مثال آپ نے قائم کی۔ آپ نے اپنے علم کو امر، وسوسہ طین کی حقیقت کا بھی شرمندہ احسان نہیں بنایا۔ ریشی اپنے کی تجارت کا کام تھا، رکھوں کا کاروبار تھا۔ عراق، شام، ایران و عرب کی طرف، سپاہی کیا جاتا تھا، نہیں تجارتی امور کی وجہ سے شہروں و رہازروں میں آپ کی آمد کثرت سے رہتی تھی۔

ایک دن نزلتے ہوئے مامہ شعیب سے ملاقات ہوئی، مامہ شعیب نے دریافت کیا صاحبزادے کیا کرتے ہو؟ کہاں آتے جاتے رہتے ہو؟ جواب دیا کہ تجارت مشغول ہے، اسی سلسلہ میں آمد و رفت رہتی ہے پھر، مامہ شعیب نے پوچھا کیا معاش کے پاس بھی آتے جاتے ہو؟ جواب دیا انا قلیل الاختلاط الیہم میں ان کے پاس کم آتا جاتا ہوں۔ مامہ شعیب نے اپنی فرست سے پہچان لیا، مرحوم ترغیب دی۔ مامہ شعیب فرماتے ہیں فوقع فی قبی من قولہ فترکت الاختلاط فی السوق و احدت فی العلم (حدیث نمبر ۴۹) کہ میرے دل میں، مامہ شعیب کی بات بیٹھ گئی، اور میں نے بازار کی آمد و رفت چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے امام صاحب کی علم حدیث کی تعمیل شروع ہوئی آپ نے اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں ہی علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تاہم کثرت حایت آپ نے فقہاء، محدثین سے ملے۔ چنانچہ ابوداؤد و دہلی کی امام صاحب سے ان کی اپنی بات نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مامہ صاحب نے فرمایا ولدت سنة ثمانین و قدہ عبد اللہ بن الحسن صاحب رسول اللہ ﷺ سنة اربع و تسعين و رأيتہ و سمعتہ وانا اربع عشرة سنة سمعت بقول سمعت رسول اللہ ﷺ يقول حبک لسنی بعسی و بصرہ مامہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ پیدا ہوا جب میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور ان سے یہ حدیث سنی کہ کسی چیز کی محبت تجھے غم و بہرا کر دیتی ہے تو اس وقت میری عمر چودھواں تھی۔ علم حدیث سے تعمیل کے لیے ہی مامہ ابو یوسف فرماتے ہیں

کہ امام اعظمؒ نے خود اپنا واقعہ ہمیں سنایا فال ولدت سنة ثمانين و حجت مع ابي سنة ست وتسعين وانا ابن ست عشرة سنة فلما حنت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبي حلقة من هذه فقال حلقة عبد الله بن الحارث بن حرر الربيدي صاحب رسول الله ﷺ فتقدمت سمعته يقول من تفقه في دين الله كفاه الله همه وررقه من حيث لا يحتسب (مكانة الامام ابو حنيفة بين المحدثين صفحہ ۹۸) کہ میری پیدائش ۸۰ء ہوئی اور ۹۶ء میں، میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ حج کیا، جب میں مسجد حرام بظرف آیا تو ایک بڑے مجمع دیکھا، تو میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ حقہ کس کا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن حارث کا ہے، سنت عبد اللہ نے حدیث بالا پڑھی۔

مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہو کہ آپ نے اپنی جوانی کی ابتدا ہی سے علم حدیث صحابہؓ پر مشغور تابعین سے حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور یہ امام صاحبؒ اپنے ایک اچھی فاضل بھی ہے کہ ابتداء جوانی سے علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا اور بالآخر ایک ذخیرہ احادیث کو جمع کیا اور پھر احکامات مستنبط کئے جو امت میں بے مثال نفع بنے کمالا یخفی علی العلماء (مقالہ مولانا محمد عبد اللہ) علم حدیث میں امام اعظمؒ کا مقام:

زیر نظر تحریر میں ان کی علمی شخصیت کا صرف محدثانہ حیثیت سے جائزہ لینا مقصود ہے۔ امام اعظمؒ بلاشبہ حدیث میں بھی مہر تھے، قرآن و حدیث اور تاریخ و لغت میں مہارت کے بغیر اجتہاد کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، مجتہد وہی ہو سکتا ہے، جس کو قرآن و حدیث اور ان کے متعلقہ علوم میں مہارت حاصل ہو۔ مجتہد قرآن و حدیث کو بنیاد بنا کر مسائل مستنبط کرتا ہے اور امام اعظمؒ نے اس طرح انھوں مسائل مستنبط سے، اس میں ان کا کوئی ہمسر نہیں، مہاشائی نے ان سے حق میں بالکل بجا فرمایا الناس فی الفقه عبال اسی حنفیہ (ابن حجر مکی شافعی، الحبرات الحسان ص ۵) خلیفہ منصور نے انہیں عالم الدین کہا، علم کا طریق اس زمانہ میں اس شخص پر ہوتا تھا جس کو اسانید اور متون حدیث یاد ہوں۔ ثئی بن براہیم جلیل القدر حافظ حدیث و فقیہ ہیں،

مام بخاری ابن معین وغیرہ کے ساتھ ہیں، مام ابوحنیفہ کی شان میں فرماتے ہیں کہ ان کا علم اہل زمانہ میں علم حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی عند اللہ مقبولیت:

چنانچہ اس سلسلے میں قارئین کے استفادہ کے لیے حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم دہلویؒ کی ایک تفصیلی مضمون من وعن قید تحریر ہے۔ یہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل سے اللہ تعالیٰ ان کو محبوبیت عطا فرمائی گئی۔“ (سورۃ مریم ۹۶) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”یعنی ان کو اپنی محبت دے گا یا خود ان سے محبت کرے گا یا خلق کے اس میں ان کی محبت ڈال دے گا۔“ احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبریلؑ کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی سرور و آسمان میں اس کا اعلان کرتے ہیں، آسمانوں سے ترقی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین میں اس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے وہ اس کے عند اللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے، لیکن یہ محبت مومنین، مسلمانین کے دلوں میں پہلے پیدا ہوتی ہے اور پھر عوام میں پھیلتی ہے۔ یہ عوام کے دلوں میں اس کی محبت آجائے اس کی دلیل نہیں کہ یہ عند اللہ بھی مقبول ہے۔ اگر ہم مام اعظمؒ کے دلوں میں غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام مسلمانین بھی ان کی تعریف کرتے ان بات سے ان کے فضائل سمجھتے ہیں۔ صرف حنفی نہیں بلکہ مامی، شافعی، حنبلی بھی اس موضوع پر خاموش رہ سکتے ہیں۔ حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر اندلسی ہاشمی نے الاشفاء فی فصول الاسماء الثلاثة الفقہاء میں اپنی سند سے بڑے بڑے محدثین کے اقوال مام صاحب کی تعریف میں نقل فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند روایات درج ذیل ہیں۔

ابو حمزہ عثمانی فرماتے ہیں کہ ہم مام محمد بن علی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ سے پاس مام ابوحنیفہؒ شریف سے اور آپ سے چند مسئلے پوچھے۔ امام محمد بن علی نے ان کے

جوابات دیئے۔ امام ابو حنیفہؒ چھ گئے تو ہمیں امام محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ اس کا طور طریقہ کیا ہی خوب ہے اور اس کی فقہت متنی عظیم ہے۔ (الانتقاء، صفحہ ۹۳) مشہور ہے ”ولی راوی سے شمس“ یعنی ولی کو وہ پیچھتا ہے۔ انداز سوسے بھی سائل کی سہمی استعداد معلوم ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن عبد البر موفود ۳۶۸ھ متوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے امام محمد بن علیؒ سے روایت بھی کی ہے۔ چنانچہ اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ ابو جعفر محمد بن علیؒ نے ان سے حدیث بیان کی کہ حضرت علیؒ، حضرت عمرؓ کے (جنازہ کے) پاس گئے، آپ پر کپڑا ڈال ہوا تھا تو حضرت علیؒ نے فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ اس کے نامہ اعمال سے خد تعالیٰ سے ملاقات مجھے محبوب تر ہو بہ نسبت اس شخص کے جس پر چادر ڈال ہوئی ہے (یعنی حضرت عمرؓ کے) (الانتقاء، صفحہ ۱۹۴ء)

نوٹ یہ محمد بن علیؒ امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کے داماد بزرگوار ہیں جو سہ ماہی بیت میں سے ہیں اور تصحیح ستودہوں نے ان سے روایت کی ہے، امام باقرؑ ان کا قبیلہ ہے، علامہ ذہبی ان کی توثیق غلط میں کرتے ہیں الامام الثبت بنو ہاشم کے فرد اور حضرت علیؒ کی اولاد سے ہیں، مدینہ میں زندگی گزری، بڑے سردار ہیں۔ لفظ باقر کے ساتھ مشہور ہیں جو ”بقہ علم“ سے بنا ہے یعنی ظاہری الفاظ توثیق کر کے اس کے مخفی معانی تک پہنچنے والے۔ ان کی پیدائش ۵۶ھ میں وروقت ۱۱۴ھ میں ہوئی وروقت کے بارے میں ۱۱۸ھ کا قول بھی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، صفحہ ۲۴، ج ۱) معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے امام عظیم ابو حنیفہؒ کی محبت سہ ماہی بیت کے دل میں بھی ڈال دی تھی، پھر امام محمد باقرؑ، امام عظیم رحمہ اللہ کے استاذ بھی ہیں اور ستودہ سے چال چلن کی تعریف اور نقابست کی سند من امام صاحب کے لئے باعث صد فخر ہے اور پھر تعریف بھی مرزا اسد مدینہ میں، اب ان کو ولی بند، ستان یا پستان کا آدمی ان پر نازل ہو تو اس کا یہ فعل سورج پر تھوکنے کی طرح ہوگا جبکہ یہ تعریف خیر اقرودن میں ہو رہی ہے، اگر پندرہویں صدی میں جو شراقرودن ہے امام صاحبؒ سے کوئی نازل ہو تو اس کی کوئی وقعت نہیں۔

۲ محمد بن ابی سیمان (جو صحیح ستودہ کے روی میں کوفہ کے رہنے والے ہیں) ان کی

وفات ۲۰ھ میں ہوئی، ہام صاحب نے مشہور کتابیں (۱) بارہ میں، (۲) میل بن بشر مفریات ہیں کہ میں نے کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہام بو حنیفہ تشریف لے کر گئے اور اسے ایک مسئلہ میں بحث شروع کی، یہاں تک کہ ان کا جہ و سر نہ ہو گیا۔ جب ہام بو حنیفہ ٹھہر چکے تو حضرت نے ان کے فرمایا کہ یہ شخص اس (یعنی متعدد) کے ہوا ہوا جو تو اس سے دیکھتا ہے ساری رات بیدار رہ کر نماز پڑھتا ہے۔ (تقریباً، صفحہ ۹۴)

۳ مسعر بن کدوم (یہ بھی صحیح تہ سے روئی ہیں، کوفہ کے رہنے والے ہیں، ابن جریر بن قتیق ثقہ ثبت واصل کے الفاظ سے کرتے ہیں۔ ان کی وفات ۵۳ھ یا ۵۵ھ میں ہوئی، ہام بو حنیفہ کے شاگرد ہیں، ہام صاحب نے خوب واقفیت رکھنے والے ہیں) فرماتے ہیں: میں نے ہام بو حنیفہ پر رات نماز فرمایا میں اپنا شبہ و ہمت مانتیہ تھی۔ (تقریباً، صفحہ ۹۵)

۴ یوب (بن ابی قیس) سکینی (یہ بھی صحیح تہ سے روئی ہیں، بصرہ کے رہنے والے ہیں، حافظ بن جریر ثقہ ثبت واصل کے الفاظ سے کرتے ہیں، ۱۳ھ میں ان کا انتقال ہوا، متواتر بیان میں لکھا ہے کہ اگرچہ یہ ہام صاحب نے بیان کیا ہے ہام صاحب نے انہوں نے مصدقہ حاصل کیا) سے تھا، ابن زید نقل کرتے ہیں کہ جب ان کے گھر پر جانے سے پہلے میں نے یوب سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے صبح کی ملاقات سے ملنے سے فتنہ بو حنیفہ کا رہا کرتے ہیں، جب ان سے تیری ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام پہنچا۔ (تقریباً، صفحہ ۹۵)

ہام ابو حنیفہ اپنے معاصرین کی نظر میں

(الف) ہام عموماً کوئی متوفی ۱۴ھ کی نظر میں

۵ (۱) ان کا نام یحییٰ بن مہر بن ہے، یہ بھی پوری صحیح تہ سے روئی ہیں، کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ حافظ بن جریر ثقہ حافظ عارف القراءہ و راجع کے الفاظ سے اس کی توثیق کرتے ہیں، ان کی وفات ۱۴ھ کے شروع میں اور وفات ۱۴ھ یا ۱۸ھ میں ہوئی۔ عقود

جہاں میں ہے کہ یہ مام حنیفہ کے مترادف ہیں۔ ابوندہ عبد ستاح فرماتے ہیں کہ اس سے ہر وجود مام حنیفہ سے مسائل خذ یا کرتے تھے۔ ان کے بارہ میں محمد بن عبید بن نفیس فرماتے ہیں کہ انہوں نے حج کا رواج، دسب حجہ دہائی جہد میں پہنچے تو علی بن مسعر سے کہا کہ حنیفہ کے پاس جاؤ کہ وہ ہمیں مسائل حج سکھائیں۔ (الانقیاء، صفحہ ۹۵) ایک مرتبہ کوئی مسند پر پیش ہوا تو ب تکلف فرمایا۔ اس مسئلہ کا بہت جواب حنیفہ ہی دے سکتے ہیں ورس کے بعد فرمایا۔ واطن اللہ سورک فی العلمہ میں خیال کرتا ہوں کہ خذ نے ان کو مام میں بڑی برکت دی ہے۔ (اختیارات المحسان صفحہ ۳۱)

اسی طرح عبد اللہ بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے مام امشش سے اس حال میں سنا جب ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ اس مسئلہ اور اس جیسے مسائل میں لعنان بن ثابت خزاز بہت چھبھا جواب دیتا ہے، میری رائے یہ ہے کہ اس کے لئے اس کے مام میں برکت ماحض کی گئی ہے۔ (الانقیاء، صفحہ ۱۹۶) ان دونوں روایتوں سے معلوم ہو کہ ضروری نہیں کہ محدث مام سے مسئلہ کی تہ تک پہنچ سکے۔ عمل کیسے محدثین کو فقہاء کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ محدث کی پوری محنت غلط حدیث پر ہوتی ہے جیسا کہ مام ترمذی بھی ایک موقع پر اس کا قرار کرتے ہیں کہ کدافان الفقہاء وہم اعلم بمعانی الحدیث کہ فقہاء نے ایسا ہی فرمایا ہے اور وہ فقہاء "معانی حدیث" کو سب سے زیادہ جانتے والے ہیں۔ (ترمذی، صفحہ ۹۳) اور نبی مام امشش نے ایک موقع پر فرمایا تھا ایہہا الفقہاء اسمہ الاطباء وامن صیدلہ کہ فقہاء کے بارہ و ائمہ طبیب ہو اور ہم پشمارہ ہیں، جس طرح پشمارہ کے پاس ہر قسم کی جڑی بوٹی ہوتی ہے مگر علاج میں وہ طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے اپنی رائے سے کسی جڑی بوٹی کو استعمال نہیں کرتا، اس طرح محدثین کے پاس غلط حدیث کا ذخیرہ اگرچہ موجود ہوتا ہے مگر معانی اور چھ عمل کرنے میں وہ فقہاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح ستودہ کے سرے کسی نہ کسی مام کے مقصد ہیں آج کل جو یہ ذہن عام ہو رہا ہے کہ ہر آدمی حدیث کا ترجمہ دیکھ کر عمل شروع کر دے یہ ذہن "سواف" میں نہیں تھا۔

(ب) امام ابو حنیفہ، امیر المؤمنین فی الحدیث شعبۂ بن حجاج متوفی ۱۶۰ھ

کی نظر میں:

۶ (۱) شعبۂ بن حجاج ائمہ احناف کے اعلیٰ رواقہ میں سے ہے سفیان ثوری ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا کرتے تھے حضرت شعبہ امام صاحب کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے۔ موفق میں ہے (کان شعبة اذا سئل عن ابي حنيفة اطلب في مدحه و كان يهدي اليه في كل عام طرفه) جب شعبہ سے ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا جاتا تو امام صاحب کی تعریف و توصیف کرتے اور ہر سال امام صاحب سے نیا تحفہ بھیجتے تھے (موفق جلد ۲ صفحہ ۴۶) (۲) جب آپ کو امام صاحب کی وفات کی خبر پہنچی تو اعلیٰ پڑھا و فرمایا (طفی عن الكوفة نور العلم) ما انهم لا يرون مثله ابدا) آج کو ذکا جہ راغ علم بجھ گیا اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک آپ کی نصیر نہیں ملے گی (الخیرات الحسان صفحہ ۶۲ فصل ۳) (یہ شعبہ بن حجاج بن ورد ہیں، پہلے واسط میں اور پھر بصرہ میں رہائش پذیر رہے۔ حنفیہ ابن جریر مات ہیں۔ یہ ثقہ حافظ متفن تھے، سفیان ثوری ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے عراق میں ”رجال“ کی تحقیق شروع کی اور سنت کا دفاع کیا اور بڑے عبادت گزار تھے۔ یہ جی پڑی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ۱۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔) (تذیب صفحہ ۱۳۵) حقود بھن میں ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں) ان کے بارہ میں شاہ بن سوار فرماتے ہیں کہ وہ امام ابو حنیفہ کے بارہ میں اچھی رائے رکھتے تھے اور مجھے عراق کے درج ذیل شعاع سنایا کرتے تھے۔

بابدة من الفتيا قريفة

اذا ما الناس يوما قايسونا

صليب من طراز ابي حنيفة

رميا هم بمقياس مصيب

والبتة بحر في صحيفه

اذ سمع الفقيه به دعاه

ترجمہ کہ جب ایک ہمت غیب نادر مسئلہ میں قیاس نامتو بد کرتے ہیں تو ہم میں یہ امام ابو حنیفہ کے طریقہ کا ایسا درست پختہ قیاس پھینکتے ہیں کہ جب فقیہ اس وقت ہے تو اس کو یاد کرتا ہے ورنہ تنہی سے اس کو اپنی ہانی میں کھینچتا ہے نیز بہر محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں کہ ہم

شعبہ بن حجاج کے پاس بیٹھے تھے کہ ان سے کہا گیا، امام ابو حنیفہ فوت ہو گئے تو شعبہ نے کہا کہ اس کے ساتھ کوفہ کی فقہ چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر اپنی رحمت سے فضل فرما میں۔ (انتقاء، صفحہ ۱۹۶)

محمد بن ابراہیم دروقی فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ کے بارہ میں سوال کیا گیا، اس حال میں کہ میں من رہا تھا تو انہوں نے فرمایا ثقہ ہیں، میں نے کسی آدمی کو نہیں سنا کہ اس نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہو، یہ شعبہ بن حجاج، امام ابو حنیفہ کو حدیث بیان کرنے کا لکھتے تھے اور ان کو حکم دیتے اور شعبہ تو شعبہ ہی ہیں۔ (انتقاء، صفحہ ۱۹۷) یعنی شعبہ جیسے عظیم نقاد جب ان سے حدیثیں لیتے تھے تو ان کی توثیق میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

(ج) امام ابو حنیفہ، امام حدیث سفیان ثوری المتوفی ۱۶۱ھ کی نظر میں:

سفیان ثوری (یہ سفیان بن سعید بن مسروق ہیں جن کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں ثقہ، حافظ، فقیہ، عابد، امام حجتہ طبقہ سابعہ کے رئیس ہیں۔ ان کا ۱۶۱ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ یہ بھی تمام صحیح ست کے راوی ہیں، آپ نہایت عظیم المرتبت شخص ہیں اپنے زمانے کے بڑے درجے کے محدث تھے۔ خطیب نے لکھا ہے۔ ان کی امامت، پختگی، ضبط، حفظ، معرفت، زہد و تقویٰ پر عا، کا اتفاق ہے۔ امام صاحب کے معاصر ہیں، اور آپ کے بڑے مداح ہیں۔ امام صاحب بھی ان کے قدردان تھے۔ اور بڑی تحریف کرتے تھے آپ امام ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں (۱) کان واللہ شدید الاحد للعلم داسا عن المحارم لایا احد الابماصح عہ علیہ السلام شدید المعرفة بالساح والمسوح وکان یطلب احادیث الثقات والاحیر من فعل النبی ﷺ یعنی بہ خدہ امام ابو حنیفہ علم حاصل کرنے میں بڑے مستعد اور منہیات کی روک تھام کرنے والے تھے۔ وہی حدیث یہ تھے جو حضور اکرم ﷺ سے پیہ صحت کو پہنچ چکی ہونہ سنو سنو کی پہچان میں قوی مدد دیتے تھے، قابل اعتماد حضرات کی روایات اور رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل کی تحقیق و تہاشی میں رہتے تھے (کروری جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ الخیرات، بحسان صفحہ ۳۰)

(۲) کان الثوری اذا سئل عن مسندة دقيفة بقول ما كان حديثا حسن .
 يتكلم في هذا الامر الا راحل قد حسدنا ثم يسئل اصحاب ابي حنيفة ما شئ
 صاحبكم فيحفظ الجواب ثم يقضى . نبيان ثوری سے جب بولی اقیق مسند ریافت یا جود
 تو فرماتے ہیں مسند میں بولی عمدہ تقریب نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس پر ہم حسد کرتے ہیں
 (یعنی امام ابو حنیفہ) پھر امام صاحب سے شراہوں سے دریافت کرتے کہ اس مسند میں تمہارا
 استدکا یا قول ہے اور جواب دیتے ہیں ویسا کرتے ہیں۔ فقہ اتالی کہتے ہیں (موافق جلد ۲
 صفحہ ۱۱۱) تقریب حنفیہ ۱۲۸)

[illegible]

فرمایا کہ یہ مسئلہ یہ ہے جیسے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے اور میں نے جو امام صاحب کے فتویٰ کے مدد و فتویٰ دے۔ امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ سفیان ثوری مجھ سے زیادہ امام ابو حنیفہ کی اتباع کرنے والے تھے۔ (تقاء، صفحہ ۱۹۸)

(د) امام ابو حنیفہ، مغیرہ بن مقسم الضمیٰ کی نظر میں۔

۸ مغیرہ بن مقسم الضمیٰ (امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان کی روایت لی ہے۔ یہ ثقہ متقن ہیں۔ ۱۳۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، یہ کوفہ کے رہنے والے تھے) جریر بن عبد الحمید فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ مغیرہ پوچھ کرتے تھے کہ تو امام ابو حنیفہ کے پاس کیوں نہیں جاتا؟ (یعنی ترغیب دیتے کہ ان کے پاس جانا چاہئے) (تقاء، صفحہ ۹۸)

(ه) امام ابو حنیفہ، حسن بن صالح کی نظر میں:

۹ حسن بن صالح بن حسین (یہ مسلم اور صحاح رحمہ اللہ یعنی بواہر ترمذی، نسائی و ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ امام بخاری نے ان سے ادب مضامین روایت نقل کی ہے۔ یہ ثقہ فقیہ عبادت گزار تھے۔ ۱۹۹ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کی امام ابو حنیفہ سے ملاقات تھی، بولی بن ابی ان سے علم بھی حاصل کیا ہے) یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن صالح کو سنایا کہ تم نے تھے نعمان بن ثابت بن ابی بکر رحمہ اللہ اپنے علم میں پڑتے ہیں۔ ان کے ایک صاحب مشہور ہیں کہ صحیح حدیث آجائے تو وہ اس سے تجاوز کر کے سب سے زیادہ کوئی قول نہیں کرتے (تقاء، صفحہ ۱۹۹)

یہ حسن بن صالح امام ابو حنیفہ کو حدیث میں اہل کوفہ کا عارف اور حافظ تھے ہیں۔ نہایت عسان میں صفحہ ۳۰ پر ہے وعن الحسن بن صالح بن ابی حنیفہ کان سدید الاماع لما کان الناس علیہ حافظ لما وصل الی اہل بلدہ ان بن صالح سے مروی سند۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جمہور کے مسئلہ کی پیروی میں نہایت سخت اور ان کی حدیث کے حافظ تھے۔

۱۰ سفیان بن عیینہ (یہ بھی صحاح رحمہ اللہ میں راوی ہیں، ان کا نام و نسب یہ ہے سفیان بن عیینہ بن ابی عمران عیمون مہلبی، ان کی کنیت ابو محمد ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں، آخر میں مدینہ چلے گئے۔ یہ ثقہ و فاضل تھے، امام حجت ہیں۔ ۱۹۳ھ میں مدینہ میں ان کا انتقال ہوا)

ہو (تقریب صفحہ ۱۲۸، یہ امام عظیمہ کے شاگرد ہیں) سوید بن سعید نباری فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، فرماتے تھے کہ مجھے سب سے پہلے جس شخص نے کوفہ میں حدیث کیے بغیر دیا وہ امام ابو حنیفہ تھے، انہوں نے مجھے کوفہ کی جامع مسجد میں نبھا کر دلوں میں ملان کر دیا کہ یہ شخص عمرو بن دینار کی حایت کو سب سے زیادہ یہاں بیٹھ کر بیان کرے گا، پھر میں نے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ ابی بن ابی سرکیل فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو سنا، فرماتے تھے کہ ہم ایک ان سعید بن ابی عروبہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس امام ابو حنیفہ کی جانب سے یہ بدیہ آیا ہے، یہ فرمایا کہ کچھ بدیہ میری طرف امام ابو حنیفہ نے بھیجے ہیں۔ کیا میں ان میں تیرا حصہ بھی مقرر کروں؟ تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی ذات سے نفع دے اور جس نے آپ کو بدیہ آیا ہے اللہ تعالیٰ اس بدیہ کا اس کو چھ بدیہ عطا فرما دیں۔ (نقا، صفحہ ۹۹) تک عشرۃ کاملہ

ان حوالہ جات سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہؒ کے ہم عصر تمام محدثین و فقہاء و خواہ وہ آپ کے شاگرد ہوں یا سزاوارتہ کوفہ والے ہوں یا مکہ مدینہ والے، ان سب کے دلوں میں امام عظیمہؒ کی محبت اٹل رہی تھی جو عند اللہ حسن قبول کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فقہاء کے بغض سے بچنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ (زمین) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴/ ص ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱) علامہ ابن ابی نے امام ابو حنیفہؒ کو حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے (شمس الدین الذہبی تذکرۃ الحفاظ ۱/ ص ۵۸، ۱۵۹) اور محدثین کی اصطلاح میں حافظ احادیث وہ ہوتا ہے جس کو ایک کھ حادیث کی سائیدہ متون اور احوال روایہ پر جرج و تعدیل اور تاریخ کے اعتبار سے عبور حاصل ہو (ظفر احمد عثمانی قواعد فی علوم حدیث ۲۲) سفیان بن عیینہ کے نام سے عام حدیث سے تعلق رکھنے والوں میں کون سا وقف ہوگا وہ محدثین کی جماعت کا درخشاں تارا ہیں۔ امام عظیمہؒ کے بارے فرماتے ہیں اول من صیربی محدث ابو حنیفہ (ظفر احمد عثمانی قواعد فی علوم الحدیث ص ۱۹۲) یعنی امام ابو حنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مجھے محدث بنایا۔

(و) امام ابو حنیفہؒ، امام حدیث مسعر بن کدام کی نظر میں۔

مسعر بن کدام کی حدیث میں مہارت مسلمہ ہے، امام شعبی اور سفیان ثوری ان کو "میزن عدل" کہتے ہیں، کسی مسند میں اختلاف ہوتا تو مسعر بن کدام سے فیصد کرات (حمد رضا بخاری، مقدمہ نو راہاری ص ۲۵) یہی مسعر بن کدامؒ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں وطلبت الحديث مع ابي حنيفة فعلمنا واحدا في الرهد فروع عليا وطلبنا معه الفقه فحاء ماترون (عقود الحما ص ۱۹۷ للدمشقي) ہم علم حدیث کی جانب میں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ رہے تو نہیں ہم پر فوقیت حاصل رہی، زہد میں گئے تو اس میں بھی وفاق رہے۔ فقہ شروع کی تو اس میں ان کا مقام تو تم جانتے ہی ہو" (شمس الدین مدھی، مناقب ابو حنیفہؒ ۲، بشکریہ، ہمامہ الفروق ربیع الاول ۱۴۱۷ھ)

(ز) امام ابو حنیفہؒ، محدث شہیر یزید بن ہارون المتوفی ۲۰۶ھ کی نظر میں:

موصوف اپنے زمانے کے امام کبیر محدث و ثقہ تھے۔ امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور سفیان ثوری کے شاگرد ہیں یحییٰ بن معین علی بن مدینی وغیرہ شیوخ کے استاذ ہیں۔ تلامذہ کا شمار نہیں۔ ستر ہزار ایک وقت میں ہوتے تھے چالیس سال تک عشاء کی وضو سے صبح کی نماز اور کی (بخاری، نواری، ابہاری صفحہ ۸۰ مقدمہ حصہ اول) آپؒ صاحب کے متعلق فرماتے ہیں۔ (کنز العمال الف شیخ حمیت عنہم العلم فما رأیت واللہ فیہم اشد ورعا من اسی حیفة ولا احفظ لسانہ میں نے ہزار ہا شیوخ سے علم حاصل کیا۔ یمن خدا کی قسم میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کسی کو متقی اور زبان کا سچ نہیں پایا (موفق جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

(۲) انبا محمد بن سعدان سمعت من حصر برید بن ہارون وعبدہ سحی بن معین و علی بن المدینی و احمد بن حنبل و رہیر بن حرب و جماعة آخرون اذ جاءه مستفت فساله عن مسندة قال فقال برید اذهب الی اهل العلم قال فقال ابر المدینی الیس اهل العلم و الحدیث عدک قال اهل العلم اصحاب اسی حیفة وانتم صیادلة۔ یعنی یک دن یزید بن ہارون کی مجلس میں تین بن معین اور امام حمد

و غیہ و مہجہ، تھے۔ یہ شخص نے آنکھ مسدود ریافت کیا آپ نے فرمایا اہل علم کے پاس جا کر
ریافت کرو یعنی بن مدینی جو یہ آپ کے پاس اہل علم نہیں فرمایا بل عمرو اسحاق بن ابی حنیفہ ہیں تم
میں سے جو اس کو فرمائے ہو (موفق جدید صفحہ ۴۷)

۱۳ (سید متی بعد لمرحلہ ان ہفتی فقلاد کاں مثل ہی حبثۃ) کی نے
 پچھا ایک مفتوی دینے کے قبل کب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب وہ امام بخاری جیسے ہو جائے ان
 کے پاس۔ آپ ثیب بات لیتا ہو؟ فرمایا ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھے آپ کی تعریف کرنا
 چاہیے میں نے ان سے بڑی کتب مفتیہ و رموز میں نہیں دیکھی۔ آپ روز میں نے ان کو دیکھا کہ
 ایک شخص کے دروازے کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہیں میں نے عرض کیا آپ سائے میں ہو
 جائے فرمایا: اس شہر پر میرے کچھ روپے قرض ہیں اس لئے اسکے گھر کے سائے میں بیٹھنا
 مجھے نا پسند ہو۔ یزید بن ہارون نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا۔ اسی ورع اکسر من ہدا؟ بتاؤ
 اس سے بڑا درجہ بھی ورع ہو سکتا ہے۔ (موفق جلد اصفیہ ۱۹۱)

نہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ امام بخاری حفظہ حدیث ہیں (ذہبی تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۵۲) میں
 ارعہ۔ سیوطی تبیض المستفیض ص ۱۳ میں کہتے ہیں مسلسل پرید بس ہزاروں اہم فقہ
 السوری اہل حنفیہ فقال ابو حنیفہ فقہ وسبقاں احفظ یزید بن ہرون نے کہ ۔
 دریافت کیا کہ ہونے والے امام تھے۔ یہ ضعیف ابو یوسف ابو حنیفہ فترے ہونے والے امام تھے ۔
 ثورک حدیث سے اس امام بخاری کا مذکور ہونا حدیث میں ہونے کے کلام سے بھی ثابت ،
 مشہور محدث یزید بن ہرون فرماتے ہیں کہاں ابو حنیفہ احفظ اہل زمانہ (عبد الرشید
 نعمانی، السنن ص ۲۱ ترجمہ امام بخاری) پتا چلتا ہے ۔
 امام بخاری کے ہونے کا ثابت ہے ۔

امام ابو حنیفہؒ کا سہار محمد ثنینؒ کی نظر میں

[illegible]

(کرداری جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)

(۵) عب علی الناس الحفظ والفقه والعلم والصیابة والديانة وشدة الورع۔
آپ نے اپنے حفظ، فقہ، علم، حیا، دیانت اور علمی درجہ کے تقویٰ کی وجہ سے سب پر غلبہ
یا (جامع بیان العلم وفضله بحوالہ تفسیر ص ۱۱۳)

(۶) لبس احد احق ان يقتدى به من اسی حيفة لانه كان اماماً تقياً ورعاً عالماً
ففيہ كشف العلم لم يكشفه احد بصرو فهم و فطنة یعنی امام ابو حنیفہ سے
بڑھ کر کوئی باقی نکتہ نہیں۔ کیونکہ وہ امام متقی، خدا ترس، امام و رفیقہ تھے۔ علم کو اپنی
بسیرت بھرا، عقل سے یہ منکشف کیا کہ کسی نے نہیں کیا (خیرات احسان صفحہ ۲۹ فصل ۱۳)
(بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۱/۳ ص ۲۹۰، ۲۱۹، ۲۱۸) فین ثوری کی جلالت شان علم حدیث
میں مسلم ہے امام ابو حنیفہ سے بارے میں فرماتے ہیں کنا بین ابی حیفۃ کالعصافیر
بس بدی الساری و ن ابا حیفۃ سید العماء (قواعد فی علوم حدیث مؤلف مولانا
نسر محمد تہذیب ص ۹۰) ابو حنیفہ کے سامنے ہم یہ تھے جیسے شاہین کے سامنے بھنگ، وہ تو
ہمارے سردار ہیں۔ امام عینی بن معین فرماتے ہیں، ابو حنیفۃ ثقة، ابو حنیفۃ قابل
تواضع ہیں

(۷) ابو یوسف فرماتے ہیں ما رأیت احداً علم بتفسیر الحدیث من بی حیفۃ
میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا کہ جو حدیث کی تشریح کو زیادہ جانتا
ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱/۴ ص ۲۲۴)

(۸) امام عسکری امام حسن بن صالح سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ناخن و منقوش حدیث کی
خوب نیمان ہیں مرنے والے درجہ، وفاداریات کا خوب مہر رکھتے تھے۔

(۹) حسنہ تہذیب، ہدایہ حق محدث اسوی متوفی ۵۲۰ھ فرماتے ہیں کہ محدثین سے مروی کے
امام ابو حنیفہ سے پاس کی حقائق تھے، جن میں انہوں نے اپنی احادیث مسودہ کو محفوظ رکھا
تھا۔ (۱) یہ قول امام صاحب کا محدث ہونے کا بین ثبوت ہے۔ (حوالہ بالا)

تاریخ کی کتابوں میں امام ابو حنیفہؒ کے حفظ حدیث کے متعلق بڑے حیرت انگیز واقعات مروی ہیں، ایک مرتبہ ایک مجلس میں امام ابو حنیفہؒ اور امام غمشیؒ دونوں موجود تھے، کسی نے آپ سے مسئلہ پوچھا، آپ نے جواب دیا، امام غمشیؒ نے جواب سن کر فرمایا: میں ایسی اُحدت ہذا؟ آپ نے یہ مسئلہ اس سے خذایا؟ امام نے برجستہ جواب دیا: انت حدثنا عن ابی صالح عن ابی ہریرہ و انت حدثنا عن ابی ایاس عن ابن مسعود الانصاری کذا یعنی آپ ہی نے تو حضرت ابو ہریرہؓ سے انصاریؓ کے واسطے سے ہمیں - تاریخ یہ حدیث بیان کی ہے اور آپ ہی نے حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے بواہر اس کے طریق سے ہمیں اس طرح حدیث بیان فرمائی ہے (یعنی یہ مسئلہ آپ ہی کی بیان کردہ حدیثوں سے میں نے خذایا ہے) امام غمشیؒ سن کر حیران ہوئے پھر فرماتے گئے: یا معشر الفقہاء! انتہ الاطباء و احسن الصیادلۃ و انت اخذت ایہا الرجل بکلا الطرفين (ملا علی قاری، مناقب الامام الاعظم، ابو حنیفہؒ اور علم حدیث ص ۵۹) تم فقہاء، اطباء ہو اور ہم تو عطار ہیں (یعنی عطار کے پاس صرف دواؤں کا شاک ہوتا ہے، وہ ان کی ترکیب و خواص نہیں جانتا، اطباء ان کے اثرات اور ترکیب بھی جانتے ہیں) پھر امام صاحب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا آپ نے توفیق و حدیث دونوں کو جمع کر لیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ ورع و تقویٰ میں سب سے اول تھے:

حافظ امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں: ادرکت الف رجل و کنت عن اکثرہم ما رأیت فیہم افقہ ولا ادرکت الف رجل اورع ولا اعلم من حمسۃ اولہم ابو حنیفۃ (مقدمہ اعلاء سنن ج ۳ صفحہ ۸)

عبداللہ بن مبارکؒ کا سوال:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رحلت الکوفۃ فسالت من علمائہا فقلت لہم: من اعلم الناس فی بلادکم ہذہ قالوا: کلہم الامام ابو حنیفہؒ فقلت لہم: من اعلم الناس و اکثرہم اشتعالا بالعلم فقالوا: کلہم الامام ابو حنیفہؒ

تین علامہ سیوطی نے تہذیب الصحیفہ میں متعدد روایات ذکر کی ہیں، جو امام اعظمؒ نے حضرت انسؓ، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عبداللہ بن الحارث، حافظ ابن عبد البرؒ کے تصحیح کے مطابق، وروایت جو امام ابو حنیفہؒ نے عبداللہ بن حارث سے سنا ہے یہ ہے: من تقہ فی الدین کفاه اللہ ہمہ ورقہ من حیث لا یحسب (جامع بین العلم، سیوطی، تہذیب الصحیفہ، بمنہ قب لی ضیفہ ۲۶، ۳۴) عبداللہ بن انیس، اثلہ بن اسقع سے نقل کی ہیں۔ ابن شیبہؒ کا کہنا ہے کہ لایہ ادراک الصحاح وروی انس بس مالک امام صاحب نے صحابہؓ پوچھا اور حضرت انسؓ کو دیکھا ہے (البدایہ والنہایہ ج ۱۰/۱۰۷) حافظ بن شیر فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی وفات بصرہ میں ۹۳ھ میں ہوئی ہے تو اس وقت امام صاحب کی عمر ۱۳ سال تھی وروما صاحب کا ان سے سماع حدیث بھی ثابت ہے۔ (بحوالہ چہل حدیث امام ابو حنیفہؒ)

حافظ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبرئیؒ نے اوتام روایات یک رسالہ میں جمع کرائی ہیں جو امام اعظمؒ نے براہ راست صحابہؓ سے سنیں، ان روایات کی سند پر اگرچہ کلام کیا گیا ہے تاہم ان میں ایک روایت کو حافظ سیوطی نے تصحیح کے ہم پیر، حافظ مزنی نے حسن کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے، ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں تصحیح العلماء علی اندروی عن اصحاب رسول اللہ ﷺ لکھہم احتلفوا فی عددہم (بدروما میرٹھی، ترجمان السنن ص ۲۲۵) یعنی حضرات صحابہؓ کرامؓ سے امام اعظمؒ کی روایت کرنے پر عدا کا اتفاق ہے۔ تاہم ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔

ماہ و ضائف و محدثانہ حیثیت میں اس سلسلہ میں قول معتدل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں متوطول قول یہ ہے کہ روایت (صحابی زبیرت) کے توکار نہ کیا جائے، وروایت کا قطعی طور پر دعویٰ نہ کیا جائے اس سے سوا جو چھ ہے وہ فراہ و تفریق کا میدان ہے (بدروما میرٹھی، ترجمان السنن ص ۲۲۵) امام اعظمؒ نے جن ساداتہ سے علم حدیث حاصل کیا وہ اپنے دور میں علم حدیث کے ستون سمجھے جاتے تھے۔ امام شافعیؒ، ابو حنیفہؒ، ابو اسحاق سبعمیؒ، قتادہؒ، ثمالیؒ، طبرانیؒ، ابن ہشامؒ، حضرت حسن بصریؒ جیسے نابھہ روزگار اشخاص سے آپ نے حدیث میں شرف تلمذ حاصل کیا (تہذیب الصحیفہ ۳۸، ۵۷)

امام اعظمؒ کے خاص استاد حماد بن سیمان ہیں جو حدیث اور فقہ دونوں کے امام ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان سے دو ہزار حدیث روایت کی ہیں (زائد الکوثریؒ، نصب الراية ۴۰)

حدیث میں امام صاحبؒ کے تلامذہ:

فتاویٰ رحیمیہ میں مولانا مفتی عبدالرحیم ارتقا مفرہ تے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کا وسیع حلقہ ہے جن حضرات نے آپ سے باقاعدہ شرف تلمذ حاصل کیا، انکی تعداد بعض اصحاب تراجم نے تین ہزار تک ذکر کی ہیں، جن میں سو افراد وہ ہیں جو علم حدیث میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور مشہور محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے، وقال بعض الائمة لم يظهر لاحد من الائمة الاسلام المشهورين مثل ما ظهر لابي حنيفة من الاصحاب والتلاميذ ولم ينتفع العلماء وجميع الناس بمثل ما انتفعوا به وباصحابه في تفسير الاحاديث المشبهه والمسائل المستنبطه والوازل والقضاء والاحكام يعني اسلام کے مشہور اماموں میں سے کسی امام کو اتنے زیادہ رفقاء و تلامذہ نصیب نہیں ہوئے جتنے امام ابو حنیفہؒ کو ملے اور علماء اور تمام لوگوں نے مشکل احادیث کی تشریح اور مستنبط مسائل کی تخریج و احکام کے سلسلہ میں جتنا ان سے اور ان کے تلامذہ سے فائدہ اٹھایا اتنا کسی اور سے منتفع نہیں ہوئے (الخیرات الحسان فقہ اہل العراق و حدیثہم صفحہ ۵۷ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴/۲۳۵) عبداللہ بن مبارکؒ، یحییٰ بن سعید القطانؒ، وکیع بن الحراحؒ، مکی بن ابراہیمؒ، مسعر بن کدامؒ، فضل بن دکینؒ اور صاحب مصنف عبدالرزاق جیسے ائمہ حدیث امام اعظمؒ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں (تبیض الصغیرہ ۶۳، ۹۴) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے متعلق خطیب بغدادیؒ کا کہنا ہے سمعت عبداللہ بن المبارک يقول كنت عن ابي حنيفة اربعمائة حديث تاريخ بغداد) یعنی مشہور محدث خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارکؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے چار سو حدیثیں لکھی ہیں اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کے ایک شاگرد امام علی بن عاصمؒ ہیں، امام واسطیؒ نے ان کے متعلق کہا ہے کہ ان کے حلقہ درس میں تیس ہزار سے زائد طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا۔ (مذکرۃ الحفاظ ج ۴/۳۵۹)

اسی طرح امام ابو حنیفہ سے ایک شہر دیزید بن ہارون ہیں جو فن حدیث کے مشہور امام ہیں ان کے درس میں بھی ستر ہزار طلبہ کی حاضری ہوتی تھی (تذکرۃ الحفاظ ج ۲/۲۹۲) امام عاصم ابو النبل جن کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے امام بخاری ان کے شاگرد ہیں ابو داؤد نے کہا ہے۔
نویک ہزار احادیث نوک زبان یاد تھیں۔

امام شافعی کے استاد وکیع بن الجراح نے امام صاحب سے نو سو حدیث نقل کی ہیں اس کے علاوہ کثر صحابہ حدیث امام ابو حنیفہ کے بالواسطہ شاگرد ہیں، چنانچہ امام ترمذی نے کتاب العمل میں عبدالحمید رحمائی سے امام صاحب کا یہ قول نقل کیا ماریت اکذب من جابر الحنفی ولا الفصل من عطاء ابن ابی رباح میں نے جابر جعفی سے بڑھ کر جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے فضل کسی کو نہیں دیکھا اس سے امام ترمذی کا امام صاحب کا بالواسطہ شاگرد ہونا تو ثابت ہوتا ہی ہے تاہم اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام صاحب کے اقوال جرح و تعدیل میں بھی معتبر ہیں۔ امام نسائی نے بھی "سنن کبریٰ" میں امام صاحب کی روایت نقل کی ہے اخیرنا عیسیٰ بن ححر قال أخبرنا عیسیٰ بن یونس عن النعمان ابن ثابت اسی حیفۃ عن عاصم ابن زریں عن عبداللہ بن عباس قال لیس علی من اتی بہیمۃ حد ابو عبد الرحمن السانی، الس الکبریٰ، أبواب التعزیرات، باب من وقع علی بہیمۃ ۲۲۳/۴)

مشہور محدث بود و دھیاسی نے بھی اپنی مسند میں امام اعظم سے روایت نقل کی ہے چنانچہ انہوں نے حدیث حبک الشیء یعمی وبصم امام اعظم کے طریق سے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ (خوارزمی جامع المسانید ۱/۲۳)

امام دارقطنی کا تعصب کسی سے مخفی نہیں لیکن تعصب کے باوجود انہوں نے امام اعظم کے طریق سے متعدد مقامات پر احادیث روایت کی ہیں۔ چنانچہ زکوۃ الفطر میں فرماتے ہیں حدثنا براد بن عبد الرحمن حدثنا ابو سعید الأشح حدثنا یونس بن بکیر عن ابی حنیفۃ قال لو انک اعطیت فی صدقة الفطر هیلج لأحرأ (سنن دارقطنی، کتاب

(زکوة الفطر ۲/۵۰، رقم الحديث ۵۶)

اسکے علاوہ امام عبدالرزاق نے مصنف میں امام حاکم نے مستدرک میں، ابن حبان نے پنی صحیح میں، امام بیہقی نے سنن میں، امام طبرانی نے معجم ثلاثہ میں اور امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام اعظم سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ (خضر احمد عثمانی، قواعد فی علوم الحدیث ۱۹۳)

حافظ حرثی نے متصل سند کے ساتھ امام حنفی بن غیاث سے نقل کیا ہے، کہتا ہے سمعت من ابی حنیفہ حدیثا کثیرا یعنی میں نے ابو حنیفہ سے بہت کثرت سے حدیث سنی ہیں (مناقب موفق صفحہ ۴۰) عدم کردری شیخ سلام عبد اللہ بن زید مقری کے بارے میں کہتے ہیں سمع من ابی حنیفہ تسعمائة حدیثا کہ نہوں نے امام ابو حنیفہ سے نو سو حدیثوں کا سماع کیا ہے۔ (کردری ص ۲۳۱) حافظ عبد ہر نے حماد بن زید کے بارے میں لکھا ہے روی حماد بن زید عن ابی حنیفہ حدیثا کثیرا یعنی حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں (الانقذ صفحہ ۱۳۰) امام ذہبی کہتے ہیں روی عسہ من المحدثین و الفقہاء عدة لا یحصون یعنی بے شمار فقہاء و محدثین نے امام ابو حنیفہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ (مناقب ذہبی صفحہ ۱۱) حافظ عبد ہر نے یزید بن ہارون کے حوالے سے لکھا ہے ادرکت الف رجل فکتبت عن اکثرہم امام اعظم کے ایک شاگرد ہیں براہیم بن طہمان اور ان کے شاگرد ہیں بخاری و مسلم و ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ امام صاحب کے ایک شاگرد ہیں عبد اللہ بن یزید مقری ان کے شاگرد ہیں امام حمد بن ضبل، امام بخاری، ایک شاگرد امام صاحب کے عبد اللہ بن مبارک ہیں ان کے شاگرد تکی بن معین ہیں ان کے شاگرد بخاری، مسلم، ابوداؤد ہیں۔

امام صاحب کے مشہور شاگرد قاضی بو یوسف ہیں ان کے شاگرد فی الحدیث امام حمد بن ضبل ہیں ان کے شاگرد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی و نسائی ہیں۔

امام اعظم کے ایک شاگرد ہیں مکی ابن برہیم ان کے شاگرد ذہبی اور بوکریب ہیں بوکریب کے شاگرد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ ہیں۔

امام صاحب کے شاگرد حفص بن غیاث ہیں ان کے شاگرد حقائق بن ابراہیم ہیں ان کے

شاًرد بخاری، مسلم ابوداؤد، ترمذی ہیں۔

امام صاحب کے ایک شاًرد شیخ بن ابی حرا ہیں ان کے شاًرد علی بن امینی ہیں ان کے شاًرد امام بخاری ہیں۔

امام صاحب کے ایک شاًرد مسعر بن کدام ہیں ان کے شاًرد سفیان ثوری ہیں ان کے شاًرد اصحاب ستہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ ہیں۔

امام صاحب کے ایک شاًرد سفیان بن عیینہ ہیں ان کے شاًرد شافعی، حمیدی اور بخاری ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب صحیح ستہ کے ائمہ کے استاد اور شیخ شیوخ ہیں۔ (متفرق رسائل)

حدیث میں فقہی ترتیب پر سب سے پہلی تصنیف:

علم حدیث میں "کتاب الآثار" امام ابو حنیفہ کی وہ تصنیف ہے جو تمام کتب متداولہ میں سب سے پہلے فقہی ابواب پر مرتب کی گئی، یہ فضیلت کسی ور کو حاصل نہ ہو سکی، اسی کتاب کو ماخذ بنا کر امام مالک نے مؤطا ترتیب دی، چنانچہ مدنی سیوطی لکھتے ہیں من مناقب اسی حنیفۃ النبی انصر د بھا اول من دون علم الشریعة ورتبہ ابو ابائہ تابعہ مالک بن اسلم فی ترتیب المؤطا ولم یسبق ابا حنیفۃ احد (تبیض الصحیفہ مناقب ابی حنیفہ ۱۲۹) امام ابو حنیفہ کی ایک منفرد منقبت و خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے علم حدیث کو مدائن اور فقہی ابواب پر مرتب کیا۔ پھر امام مالک نے "مؤطا" میں ان کی اتباع کی لیکن امام ابو حنیفہ سے کوئی سبق نہیں لے سکا۔

سحاح ستہ کے ائمہ سب امام ابو حنیفہ کے تلامذہ ہیں:

امام مالک امام ابو حنیفہ کی کتب سے برابر استفادہ کرتے رہتے تھے، علامہ کوثری نے مشہور محدث در اور دی عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کان مالک یسطر فی کتب اسی حنیفہ ویتبع بھا (راہد الکونری، تعلیقات الانتقاء ۱۴) امام مالک امام ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطاع کرتے اور ان سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔

”کتاب الآثار“ چالیس ہزار احادیث سے منتخب کی گئی ہے ، چنانچہ صدر الاسماءؒ کی فرماتے

ہیں وانتخب ابو حنیفۃ الآثار من اربعین الف حدیث (مواقب علی قاریؒ، بدیل
الحوائر ۲/۴۷۷)

کتاب الآثار کے علاوہ ہم حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی اپنی کوئی اور تصنیف نہیں ہے تاہم
بڑے بڑے محدثین نے امام ابو حنیفہؒ کی مرویات کو جمع کر کے ”مسند امام ابو حنیفہؒ“ کے نام سے
کتابیں مرتب کی ہیں، جن میں حافظ ابن مندہؒ، حافظ ابن عساکرؒ، ابو نعیم
اصفہانیؒ اور حافظ ابن عدیؒ جیسے ہم حدیث کے اساطیر شامل ہیں۔ بیس (۲۰) کے قریب
یہ تمام مسانید جامع مسانید الامام الاعظم کے نام سے یکجا جمع کر دی گئی ہیں۔

قبول روایت میں امام صاحب کا حزم و احتیاط

روایت حدیث کے متعلق جس قدر احتیاط کی ضرورت ہے وہ ہم حدیث سے تعلق رکھنے والوں
پر مخفی نہیں۔ حضرات محدثین اس سلسلہ میں انتہائی احتیاط سے اسنے کام لیتے ہیں تاکہ کوئی غلط قول
یا فعل حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو۔ اور اس احتیاط میں امام اعظمؒ نمایاں حیثیت رکھتے
ہیں، چنانچہ امام اعظمؒ کے تمیذ رشید و امام شافعیؒ کے شیخ حضرت دکیع بن الجراحؒ جو محدث العراق
سے مشہور ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں لقد وجد الورع عن ابی حنیفۃ
مالم یوجد عن غیرہ (مواقب صدر الانمہ ص ۱۹۷) یعنی امام ابو حنیفہؒ نے حدیث میں
وہ احتیاط کی ہے جو کسی اور سے نہیں ہوئی۔ امام اعظمؒ نے صحت حدیث کیلئے جو شروط مقرر کی ہیں وہ
نہایت ہی سخت ہیں، امام حاکمؒ، مدخل میں قاضی یوسفؒ کے حوالہ سے امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل
کرتے ہیں عن ابی حنیفۃ انه قال لا یحل للرجل ان یروی الحدیث الا اذا سمعه
من فم المحدث فیحفظہ ثم یحدث بہ (المدخل للحاکم ص ۱۵) یعنی کسی شخص کیلئے جائز
نہیں ہے کہ وہ حدیث بیان کرے تا وقتیکہ محدث سے بالمشافہ وہ حدیث سن لے اور بیان کرنے
کے وقت تک وہ حدیث اس کو یاد رہے۔ خطیب بغدادیؒ اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ بن معینؒ سے
نقل کرتے ہیں انه سئل عن الرجل یحدث الحدیث بحطہ لا یحفظہ فقال انوار کربا

کان ابو حنیفۃ یقول لا یحدث الا بما یعرف ویحفظ (عبدالرشید النعمانی، ماتمس الیہ الحاجۃ ۱۱) یعنی یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص کبھی ہوئی حدیث پاس نہیں وہ اس کو یاد نہ ہو، تو نہیں نہ ہا کہ امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ جب تک حدیث حفظ نہ ہو اس وقت تک حدیث بیان نہیں کی جاسکتی۔

علامہ قرشی نے بھی "الحواهر المصنہ" میں امام اعظم کے شرط روایت کے سلسلہ میں یہی شرط لکھی ہے (لقرشی، الجواب المضیئ ۳۹۰/۱) بعد ازاں شعرانی شافعی نے اس سے زیادہ سخت و مستحکم شرط ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں وفد کان الامام ابو حنیفہ یشرط فی الحدیث المقبول عن رسول اللہ ﷺ قبل العمل بہ ان یرویہ عن ذالک الصحابی جمع اتقیاء عن مثلہم وھکذا (الشعرانی، المیراث الکبریٰ ۹۳/۱) کہ امام ابو حنیفہ رسول اللہ ﷺ سے منقول حدیث پر عمل کرنے سے پہلے یہ شرط لگاتے تھے کہ اس حدیث کو اس صحابی یعنی راویوں سے پرہیز کاروں کی یہ پوری جماعت نے ان جیسے پرہیز کاروں سے اس حدیث کو نقل کیا ہو۔ وراسی طرح یہ سلسلہ آخر تک پہنچا ہو، علامہ سیوطی شدید روایت کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا مذہب نقل فرماتے ہیں ھذا مذہب شدید وقد استقر العمل علی خلافہ فلعل الروایۃ فی الصحیحین ممن یوصف بالحفظ لا یسعون البصف (السیوطی، تدریب الراوی ۹۳/۲) یہ یہ سخت مذہب ہے، عمل اسکے خلاف ہے یونانی، بخاری و مسلم کے راویوں کی شاید آہمی قدر تھی، ان شرط کے ساتھ متسف نہ ہوں۔

اس تفصیل سے مقدم ہو کر روایت حدیث کے سلسلہ میں امام اعظم کی شرط، امام بخاری و امام مسلم کی شرط سے جتنی زیادہ سخت اور بڑی ہیں۔ احادیث کے رد و قبول و رجحان سے دوسرے محدثین کے مقابلہ میں امام اعظم نے بہت اونچی معیار قائم کیا تھا، انی حتیٰ طاقی بدوات امام اعظم کی روایات و اقوال تمام اصل سے جو دیگر روایات کو حاصل نہیں۔ چنانچہ امام بخاری اور امام یوسف کے ساتھ مشہور محدث علی بن الجعد امام ابو حنیفہ کی روایات کے متعلق فرماتے ہیں ابو حنیفۃ اذا جاء بالحدیث جاء بہ مثل الدر (سرفراز صفدر، مقدم ابی حنیفہ ۱۳۳) یعنی امام

ابوحنیفہ جب بھی حدیث پیش کرتے ہیں تو وہ موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے
امام ابوحنیفہؒ کی توثیق اور صاحب تاریخ بغداد پر رو۔

قال الدكتور قاسم في الرد على صاحب هذا التاريخ ان دم ابي حنيفة
اولى بان يكون باطلاً واولى بان يكون مدسوساً في كتب القوم بل ان مقدمة
تاريخ بغداد لتتطرق صراحة بان ترجمة ابي حنيفة مدسوسة في تاريخ بغداد
كما حدث بذالك الشيخ الكوثري في تانيب الحطيب ترجمه - صاحب تاريخ
بغداد نے جو کچھ کہا ہے امام ابوحنیفہؒ کے ذمہ ورقہ ح میں وہ سب کے سب باطل منکر باتیں ہیں
بلکہ تاریخ بغداد کا مقدمہ خود اسی پر قمر تارتی ہے کہ امام اعظم کا ترجمہ وسیع و سوانح تاریخ
بغداد میں مدسوس ہیں (یعنی غیہ معروف طریقے سے جمع کیا گیا ہے)۔

باب چہارم

امام اعظم پر جرح و اعتراضات اور ان کے جوابات

یہ باب بھی دراصل امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت پر پیش کردہ مختلف حضرت کے مقامات برائے پہلی بنوں فقہی کانفرنس 17-18 اپریل 1996ء، دوسری بنوں فقہی کانفرنس 17-18 اکتوبر 1998ء کا ایک حصہ ہے جسے کتابی ترتیب میں جدید اضافے کے ساتھ بحیثیت باب چہارم مستقل عنوانات کے ساتھ شامل کیا گیا ہے
(دارہ)

نوٹ - اس باب کے کثر مندرجات امام ابو حنیفہؒ پر لکھے گئے عربی مراجع و ماخذ کے ہیں جبکہ ان عبارت کا ترجمہ و تشریح خود مرتب نے کرے ہیں ساتھ ساتھ عربی مراجع کے نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ (از مرتب)

امام ابوحنیفہؒ پر جرحین کی جرح معتبر نہیں؟

جیسا کہ بردہ اور میں بہ ایک امام کے حق میں کچھ نہ کچھ اعتراضات اور جرح کی نقل مل جاتی ہے، امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت پر بھی بعض حضرات سے جرح منتقل ہے۔

پہلا اعتراض:

چنانچہ امام نسائی نے در کتاب الضعفاء میں، دارقطنی نے اپنی سنن میں، اور ابن عساکر وغیرہ نے امام ائمتہ پر جرح کی ہے اور حدیث میں انہیں ضعیف قرار دیا ہے (الذہبی، میزان، التذال ۵۲/۴، رقم الترجمہ ۹۰۹۲) لیکن ایسے ائمہ جن کی امامت اور جلالت قدر پر جمہور اہل علم متفق ہوں۔ اُنکے بارے میں بعض حضرات کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، ان کی عظمت اور جلالت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے اور ان کی ثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ورنہ کسی بڑے سے بڑے محدث کی بھی عدالت اور ثقاہت ثابت نہ ہو سکے گی کیونکہ تمام بڑے بڑے ائمہ حدیث پر کسی نہ کسی کی جرح ضرور موجود ہے۔ امام شافعیؒ پر یحییٰ بن معینؒ نے، امام بخاریؒ پر امام ذہبیؒ نے، امام اوزاعیؒ پر امام احمدؒ نے، امام احمدؒ پر امام کرامیؒ نے اور امام مالکؒ پر ابن ابی ذئب نے جرح کی ہے۔ ابن حزمؒ نے ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ کو مجہول کہا ہے۔ خود امام نسائیؒ پر شیعہ ہونے کا الزام عائد کیا گیا (العلیق ہی، قواعد ۹۶، امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث ۱۰۰) اب اگر ان تمام قوس کا اعتبار کیا جائے تو ان میں کوئی بھی ثقہ قرار نہیں جاسکتا۔

چنانچہ مشہور شافعی عالم تاج الدین سبکیؒ اس سلسلہ میں ایک ضابطہ بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں الصواب عندنا ان من ثبت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومركوه ودد حارحوه كانت هاک فرينة دالة على سبب حرحه من تعصب مذهبي او غيره فاننا لا سلفنا الى الحرح فيه و عمل فيه بالعدالة والافلو فتحا هذا الباب او احدنا تقديمه الجرح على اطلاقه لما سلم لنا احد من الائمة ادما من امام الا وقد طعن فيه طاعنوں وهك فيه هالكوں (الطبقات النبوی لمسکي ۱/۱۸۸)۔ ہمارے ہاں حق بات یہ ہے کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو۔ اور اس کی مدائح اور ترغیہ

کرنے والے زیادہ ہوں۔ اور جس پر جرح کرنے والے شاذ و نادر ہی ہوں۔ تو یہاں پر یہ بات اس کی دلیل ہوگی۔ کہ یہ جرح مذہبی تعصب یا کسی اور وجہ سے کی گئی ہے۔ تو ہم ایسے شخصیت کے بارے میں جرح پر توجہ نہیں دیں گے۔ بلکہ عدالت کو ہی معیار بنائیں گے۔ ورنہ اگر یہ دروازہ ہم نے کھول دیا۔ یا جرح کو ہی احقاقق ترجیح دینے لگے تو پھر ائمہ میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا اسلئے کوئی بھی امام ایسا نہیں ضرر جس پر کسی نے کسی نے تعین و تشنیع کر کے اپنے لئے ہلاکت کا سامان مہیا نہ کیا ہو۔“

دوسرا اعتراض:

امام اعظم پر، اور ابوا اعتراض یہ ہے کہ حدیث کے بارے ثقہ نہ تھے۔ یہ ایک بلا دلیل اعتراض ہے کیونکہ امام بو حنیفہ پر جرح محکم بعض علماء نے کی ہے جیسا کہ حافظ بن حجر نے فتح باری کے مقدمہ میں امام صاحب کے بارے فرمایا۔ ومن ثم لم يقبل حرج الحارثيين في الامام ابی حنيفة حيث حرجه بعضهم بكثرة القياس و بعضهم بقلة معرفة العربية و بعضهم بقلة رواية الحديث فان هذا كله حرج بما لا يحرج به الراوي اسلئے امام بو حنیفہ کے بارے جرحین کی جرح مقبول نہیں ہے کہ بعض کی جرح کثرت قیاس اور بعض کی جرح قنات عریت و زانیہ نے حادیث سے روایت کرنے کی وجہ سے جرح کی ہے اور یہ تمام سبکی باتیں ہیں اس کی وجہ سے راوی مجروح نہیں ہوتا۔ امام صاحب کے بارے میں جرح ایسے متبہانہ و ممانعہ ہوتے ہیں کہ ہم عصر علماء نے ان کے بارے ایسے تو شکی الفاظ کہے ہیں۔

ما یثیق بن عیین کے امام صاحب کے بارے سوال یا آیا تو فرمایا عدل ثقة ما طک لمن عدله اس لمدارک و و کعبہ اس اور ثقہ ہیں جس شخص کی عدالت بن مہارک و رابع بنیہ محدثین میں سے ہے۔ یہاں یہ خیال ہے (مقدمہ احادیث سنن ۲۶/۳)

جمہور محدثین اور جرح و تعدیل کے بارے امام بو حنیفہ کی نصرت و توثیق کی ہے بلکہ امام حدیث میں ان کی امامت کا قیاس کیا ہے۔ امام جرح و تعدیل کے سب سے پہلے امام شعبہ ابن الحجاج امام اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں کہان واللہ ثقة ثقة (الاعتقاد ۱۲۷) بخدا امام ابو حنیفہ ثقہ تھے، ثقہ تھے۔

جرح و تعدیل کے دوسرے بڑے امام یحییٰ بن سعید القطان امام ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں انہ لا علم ہذہ الامۃ بما جاء عن اللہ ورسولہ ﷺ (ابن ماجہ، رحمہ اللہ حدیث ۱۶۷) امام ابو حنیفہ اس امت میں قرآن و حدیث کے بڑے عالم تھے۔

جرح و تعدیل کے تیسرے بڑے مہتمم یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کساں ابو حنیفۃ ثقۃ حافظا لا یحدث الا بما یحفظ ما سمعت احدا یحروہ (تاریخ بغداد ۱۳۱/۳۹) امام ابو حنیفہ ثقہ اور حافظ تھے وہ وہی حدیث بیان فرماتے جو انہیں یاد ہوئی، میں نے کسی کو ان پر جرح کرتے نہیں سنا۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں عدل فما ظنک بمن عدلہ ابن المارک (منقب کبریٰ ۹۱/۱) امام ابو حنیفہ ثقہ عالم تھے، ابن مبارک نے جس کو عدل قرار دیا ہو اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔

تعدیل ثورنی:

سفیان ثورنی فرماتے ہیں کان ابو حنیفۃ شدید الاحد بالعلم دا عن حرہ اللہ ان تستحل یا حذ بما صح عنہ من الاحادیث الی کان یحسبھا لحدت و بالاحر من فعل رسول اللہ ﷺ و بما ادرك علیہ علماء الکوفۃ ثم سجع علیہ فود یعمر اللہ لسا ولہم (بہ ثقبہ ۱۴۲) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمہ دم و شب بولنے والے تھے اور اللہ سے احکام کو پامانی سے پھرنے والے تھے۔ ثقہ راویوں کی ان ہی احادیث و ہدایتوں سے روایتیں ہوتیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے آخری فعل و کردار سے مذہب و فقہی اختیارات پھر بھی ان پر ایک طبقہ طعن و تشنیع کرتا ہے۔ یہ قول ہمہ دم سننے والے تھے۔

امام ابو حنیفہ افقہ اہل الارض تھے

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم الدبوری امام ابو حنیفہ کے متعلق محمد بن منتش کا روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عن محمد بن لمشر الصنعانی قال کنت احلف الیہما فاذا حنت لاسی

حبیعة قال لی میں ایس اقصیت قلت میں عند سفیان فبقول حنت من عند رجل
لو كان عبقمة والأسود حییں لاحنا حیا الیه وادایت سفیان قال میں ایں جنت
فلب حنت من عند اسی حبیعة قال حنت من عند افقه اهل الارص یعنی محمد بن منتشر
منعانی فرماتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب ابو حنیفہ کی
خدمت میں حاضر ہوتا تو دریافت فرماتے کہاں سے آرہے ہو میں کہا کرتا۔ سفیان کے پاس سے
۔ آپ فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آتے ہو کہ اگر علقمہ اور اسد بھی موجود ہوتے تو وہ ان
کے محتان ہوتے۔ اور جب سفیان کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آرہے ہو؟ میں کہتا ابو
حنیفہ کے پاس سے۔ فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو کہ روئے زمین پر ان جیسا کوئی
فتیہ نہیں۔ (کردری جلد ۲ صفحہ ۱۱) بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲۲۱/۴

امام ابو حنیفہ عموم شریعہ والیہ کے دریائے ناپید کن را اور امام بے بدل تھے:
حاصل کلام یہ ہے کہ امام عظیم سے روایت کرنے اور ان کی توثیق کرنے والے جمہور محدثین
ورفن رجال کے نمبر ہیں، جبکہ جرح کرنے والے تعداد و رتبہ دونوں اعتبار سے کم ہیں۔ جن
حضرات نے جرح کی ہے وہ درحقیقت اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے جو امام صاحب کے ہند
مقام کی وجہ سے حدیثین نے کیا تھا۔ چنانچہ حافظ بن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں احدثان تنوهم من
دلک ان اساحیفة لم یکر له حرة تامة بغیر الفقه حاشا لله کان فی العلوم
الشرعیة من التفسیر والحديث والآلة من العلوم الادیة والمقایس الحکمیة
ببحر لا یحاری واما لا یماری وقول بعض اعدائه حلاف دلک مشنوه
الحسد وحتنه الترفع علی الأقران ورمیهم بالروور والهتان (الهیات
الحسان ۲۵) اس تفصیل سے ہم مزید نہ سمجھا جائے کہ امام ابو حنیفہ گو فقہ کے علاوہ دوسرے علوم
میں وسیع علم و تجربہ نہیں حاشا نہ یہاں نہ نہیں امام ابو حنیفہ "تفسیر و حدیث، ادب و حکمت، غرضیکہ
تمام شریعہ و رتبہ دونوں میں دریائے ناپید کن را اور امام بے بدل تھے، اسکے برعکس اُن کے متعلق اُن
کے مخی غین نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ حسد، معاصرانہ چشمک اور جھوٹ و بہتان کے سوا کچھ نہیں۔"

امام اعظمؒ کے حاسدین:

امام اعظمؒ کی رفعت شان اور ن کے کلمات مہمہ و عہد سے ناواقف و گول اور حاسدین کی غوغا آرائیوں امام صاحب کے بحر قبول سے سامنے کو بندھ نہ پاندھ سکیں آج بھی چارونگ عالم میں سیدنا امام اعظمؒ کی امامت مسلمہ مرہبے حاسدین کے زیریے پروپیگنڈے سے امام صاحب کی شخصیت اور آپ کے عاں مقام پر کوئی ہکا بکا اثر نہیں پڑ سکا البتہ غدیشہ ہے کہ امام صاحب پر متعن کرنے و بے بدعتی جہلاء اپنی ہی عاقبت خراب کر بیٹھیں گے ایک مضبوط ترین پہرہ کو توڑنے کیسے جو شخص ٹکریں، رتا رہے وہ ظاہر ہے کہ اپنا سر ہی پھوڑے گا پہاڑ کا اس میں کیا نقصان۔ اس نے یہ خوب کہا ہے۔ **بانا طح الحبل العالی لکلیمة : اشفق علی الرأس ولا تشفق علی الحبل** ترجمہ بند پہرہ کو ٹکڑے مارنے والے تاکہ اسے مجروح کر دے پنے سر کی فکر کر پہرہ کا اندیشہ نہ کر۔ (بحوالہ چہل حدیث امام ابو حنیفہ ص ۷۷) مؤلفہ حضرت مولانا عبد ستار

امام اعظمؒ کے حاسدین مبتدعین تھے:

حضرت مولانا عبدالستار اپنے کتاب "چہل حدیث امام ابو حنیفہؒ حاسدین امام اعظمؒ کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ سیدنا امام اعظمؒ کے ساتھ محبت رکھنا بل سنت و اہماعت کی حد مت ہیں۔ امام حافظ عبدالعزیز بن ابی رودفرماتے ہیں من احب ابا حنیفۃ فہو سسی ومن ابغضہ فہو بدعی من تمام السنۃ حت ابو حنیفۃ ترجمہ جس نے ابو حنیفہ سے محبت کی وہ سنی ہے اور جس نے آپ سے بغض رکھا وہ بدعتی ہے ابو موسیٰ فرماتے ہیں یعنی امام صاحب سے محبت رکھنا مکمل سنت سے ہے

امام سہ بن حکیم فرماتے ہیں لا یقع فی ابی حنیفۃ الا حاہل او مستدع دلک محم بھتدی بہ الساری امام ابو حنیفہؒ غیبت و بدعتی صوفی جہاں یا مبتدع ہی کر سکتا ہے۔ سیدنا امام داؤد بن نصیر صلی فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ روشن ستارہ ہیں جس سے رات کے مسافر راہ پتے ہیں۔ مؤرخ ابیہ محدث جمیل عارف باللہ شیخ امام شمس الدین محمد بن یوسف صافی شافعی نے تحقیقات کے بعد خوب فیصد دیا ہے الطاعون علیہ اما حساد و اما حہال بمواقع

لاحتیاد (ص ۴۲) ترجمہ امام ابو حنیفہ پر طعن کر نیوالے یا حسدین ہیں یا جھل، جو مواقع بہت سے بے خبر ہیں۔ (چہل حدیث مام ابو حنیفہ ص ۷، ۸)

حقیقت یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے بلند رتبہ اور عظیم مقام کی وجہ سے حسدین نے آپ کے نام زبردست پروپیگنڈہ کیا، یہاں تک کہ مام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد کا امام اعظمؒ کے ساتھ آپ کا حال یہ تھا کہ آپ کے مام میں جھوٹی روایت نقل کرتا تھا۔ حافظ ابن حجر، نعیم بن حماد کے متعلق لکھتے ہیں بروی حکایات فی صلب ابی حنیفہ کلبھا کذب (تہذیب ۴۶۳) تاج مدین سنی، علامہ سیوطی شافعی، و علامہ ابن عبد البر مام ابو حنیفہ کے حسدین کا ذکر کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے

حسدوا الفی اذ لم یبالوا سعیہ فالناس اعداء له و حصوم

(مکانہ الامام ابی حنیفہ ۲۵۸)

’رجوئی کی کوشش اور رتبہ کو نہ پانے کی وجہ سے لوگوں نے اسے ساتھ حسد کیا چنانچہ وہ لوگ اسے دشمن اور مقابل بن گئے۔‘ امام اعظمؒ کے حسدین چونکہ بے شمار تھے اسلئے انہوں نے امام صاحب کے خلاف طرح طرح کی باتیں مشہور کر رکھی تھیں وراں باتوں سے بہت سے ایسے اہل علم بھی متاثر ہوئے جو امام اعظمؒ سے ذاتی طور پر واقف نہیں تھے۔ ان اہل علم میں سے جن حضرات واقعیت حال کا علم ہو گیا، انہوں نے بعد میں امام صاحب کی محفلت سے رجوع بھی کر لیا ہے۔ یہاں اس کی چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

(اضافہ از مرتب)

امام اوزاعی کا اعتراف:

امام وزعی نے عبد اللہ بن مبارک سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ کوفہ میں ابو حنیفہ نام کا یہ بدعتی کون نکلا ہے؟ عبد اللہ بن مبارک نے اس وقت جواب نہیں دیا اور آ کر امام ابو حنیفہ کے مستبط سے ہوئے فقہی مسائل کا ایک چھوٹا سا مجموعہ تین دن میں تیار کیا اور شروع میں قال ابو حنیفہ کی بجائے قال العمان بن ثابت لکھ دیا وراے امام اوزاعی کے پاس لے گئے۔ امام اوزاعی نے

مطالعہ کیا تو بہت متاثر ہوئے دریافت کیا نعمان کون ہے؟ عبداللہ بن مبارک نے کہا یہ وہی ہو حنیفہ ہے جن کا آپ نے ذکر کیا تھا۔ بعد میں امام اوزاعی اور امام اعظمؒ کی ملاقات ہوئی، فقہی مسائل زیر بحث آئے۔ مجلس کے اختتام پر امام اوزاعی سے امام اعظمؒ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: لکے عبطت الرجل لکثرة علمه و وفور عقده استعصر الله لقد كنت في غلط طاهر فانه بحلاف ما بعني عنه (الخيرات حسن ۳۰) اس آدمی کے کثرت علم و ادب عقل پر مجھے رشک آیا، اللہ مجھے معاف کرے، میں تو بڑی غلط فہمی میں تھا، ان کے متعلق جو باتیں مجھے پہنچیں ہیں یہ تو ان باتوں کے بالکل برعکس ہیں۔

آپ ﷺ تو علماء کے سردار ہیں:

سُرح مشہور محدث حضرت سفین ثوریؒ بعض لوگوں کے اس خیال سے متاثر ہو گئے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ قیس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں چنانچہ یب دن امام سفین ثوریؒ احمد بن جعفر صادقؒ، امام اعظمؒ کے پاس گئے اور مسائل پر طویل گفتگو ہوئی، یہ حضرات امام صاحب سے اتنے متاثر ہوئے کہ سب نے آخر میں آپ کے ہاتھ چومے اور بہاست سید العلماء فاعف عنا فیما مضی ما من وقیعتنا فیک بعیر عمہ، المیزان الکبریٰ للشعرانی ص ۶۵ ج ۱، بحوالہ امام ابو حنیفہ اور وعدم حدیث ۱۰۸) غلط فہمی کی وجہ سے آپ کے بارے میں ہم سے جو غلطی ہوئی ہے، ہم اسکی معافی چاہتے ہیں، آپ تو علماء کے سردار ہیں۔ سفین ثوریؒ بعد میں امام صاحب کے شاگرد بنے۔ ان کا ایک قول امام صاحب کے متعلق یہ بزرگ چکا ہے۔ اسی طرح حافظ ابن عدیؒ ابتداء میں بے خبری کی بنا پر امام اعظمؒ کے مخالف تھے بعد میں امام طحاویؒ کے شاگرد بنے، تب امام صاحب کی جلالیت قدر کا اندازہ ہوا اور انہوں نے امام اعظمؒ کی مرویات کو مسند ابی حنیفہ کے نام سے ایک کتاب میں جمع کیا۔

وفی بیض الصحیفۃ: عن الحسن بن الحارث قال سمعت النضر بن شمل یقول: "کان الناس یبامأ فی الفقه حتی یقطہم ابو حنیفۃ بما فتنہ، وینہ ولخصہ / صفحہ ۲۴۰) ترجمہ لوگ فقہ کے بارے میں غفلت کی نیند سوئے ہوئے

تھے۔ یہاں تک امام ابو حنیفہؒ نے ان کو قرآن و حدیث سے استنباط، نئے بیان و تنقیص کے ذریعے سے ان کو جگایا۔

وقال ابو داؤد، رحمہ اللہ ابا حنیفۃ کان اماماً (تذکرۃ الحفاظ (۱۰۶) ترجمہ امام بود و فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ وفقہ میں امام تھے۔

قال الامام محمد بن الحسن ومن کان عالماً بالکتاب والسنة ويقول اصحاب رسول اللہ ﷺ وسعه ان یحتهد رایہ فی ما ابتلی بہ (من اعلام الموقعین ۱، ۲۳) قال العلامة طبر احمد عثمانی تحت هذا لقول، فلما ادعنت المحدثون واکابرهم لفقہ الامام بل لکونه افقہ الناس و اعرفوا بکونه محتهدا اماماً من ائمة المسلمين فقد التزموا کونه حافظاً للاحادیث متقیاً متنبساً فیها (مقدمہ اعلام السنن صفحہ ۱۵)

ترجمہ، محمد ابن حسن فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب و سنت و رتوں صحابہ پر عالم ہو تو اس کو بتناہ مسائل میں، اجتہاد کی گنجائش ہے علامہ ظفر احمد عثمانی اس کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جب محدثین کبار کو، اس کی فقہ کا یقین ہو گیا۔ بلکہ اس کو افقہ اناس یعنی سب سے بڑا فقیہ تسلیم کیا۔ اور وہ اس بات کی حقیقت تک پہنچ گئے۔ کہ، امام ابو حنیفہؒ ائمہ مسلمین میں سے ایک مجتہد امام ہے۔ تو انہوں نے امام صاحب کا حدیث کا حفظ ہونا مضبوط اور اس میدان میں استقامت سے کاری کر ہونے کا بھی التزام مانا ہوگا۔ (ترجمہ از مرتب)

وقال اس القيم فی اعلام الموقعین قال یحییٰ بن ادم کان النعمان جمع حدیث بلده کما فطر رأی احرماقص علیہ البیہ و ذکرہ بعض افاض العثم فی کتابہ تذکرۃ الامام الاعظم (ص ۱۰۱) ترجمہ بن القیم نے اعلام الموقعین میں بحوالہ یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ امام اعظم حضرت نعمان نے اپنے شہر کے تمام احادیث کو جمع کیا اور پھر حضور ﷺ کے سب سے آخری زمانے کے احادیث پر نظر جمائی۔ (ترجمہ از مرتب)

وفی حاشیۃ مسند الامام الاعظم (ص ۶) لبعض فصلاء دیار ما، و دل

قول اس معین ”وكان قد سمع من ابي حنيفة حديثا كثيرا“ علی ان ابا حنیفہ لم یکن قلیل الحدیث

شاید مسند امام عظیم میں ہے (کہ بن معین کا یہ قول) (وكان قد سمع من ابي حنيفة حديثا كثيرا) اس پر دلالت کرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث نہیں تھے۔

قال اس عیہ اول من صبر بی محدثا ابو حنیفہ (ص ۱۰۳) قال العلامة ظفر احمد عثمانی تحت قول اس عیہ ہذا وفيه دليل عظيم على حلاله ابي حنیفہ فی علم الحدیث واعتماد الناس علی قوله فی تعديل الرجال فلم یکن محدثا فقط بل كان ممن يجعل الرجال محدثين (مقدمة اعلاء السرا ص ۱۰۷)

ترجمہ علامہ ظفر احمد عثمانی ابن عیینہ سے اس قول کے ذیل میں فرماتے کہ ابن عیینہ کا یہ قول علم حدیث میں امام ابو حنیفہ کی بہت قدر و توقیر کے بارے میں لوگوں کا امام صاحب کے قول پر غلط فہمی کے بارے میں بہت بات چل رہی ہے۔ امام صاحب نے صرف یہ کہ علم حدیث کا تاج زیب تن کیا ہوئے تھے۔ بدوہ اور انہی یہ بات چنانے والے تھے۔ (ترجمہ از مرتب)

(۱) قال الامام ظفر احمد عثمانی قوله قلت فاد الحضا من احوة الامام ما يوافق الاحاديث والاثار صراحة بدون احتياجه الى الاستباط الدقيق لتلخص لنا ما يزيد على الوف كثيرة فهذه المسائل كلها في الحقيقة احاديث رسول الله رواها الامام بطريق الافتاء لا بطريق التحديث (مقدمه صفحه ۲۰)

ترجمہ علامہ ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں اس قول قلت ان یعنی امام صاحب کے ان جوابات پر نظر ڈالتے ہیں جو روایت اور آثار میں پائے جاتے ہیں ان کو موافقت رکھتے ہیں اس کی تعبیر کہ امام صاحب کے باریک بینی سے ساتھ احتیاط و محتاج ہو تو ہمیں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام صاحب کے وہ ہزاروں سے زائد مسائل احادیث نبوی ﷺ ہیں جن کو امام صاحب نے حدیث کے درجہ سے بہت کمالات سے بیان کیا ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

(۳) ونقل بعض العلماء عن قتادة بن حمر قال سئل عن الثوري كتابي يدي

ابو حنیفہ کا عصافیر میں ہدی الباری وار احیفة سید العلماء وعن تاریخ ابن حنکاء و غیرہ من قول یحیی بن معین "القراءة عدی قراءة حمرة والمقه فقه ابی حنیفة وعلى هذا ادرکت الناس (تسیق الطام / مقدمة مسند الامام ص ۹۱۸) ترجمہ بعض علماء نے قدس ابن حجر کے حوالے سے حضرت غیاث ثوری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہماری حیثیت امام ابو حنیفہ کے سامنے ایسی ہوتی جیسے شاہین کے سامنے چڑیاں ہوتی ہے۔ اور بیشک امام ابو حنیفہ ص ۱۰۰ سے ۱۰۱ میں ارتقاء ابن حنکاء کے حوالے سے بھی ابن معین کا قول نقل کیا ہے۔ کہ قراءۃ حمراء کی قرۃ ہے اور فتہ فہام حنیفہ کا۔ اور اسی پر میں نے لوگوں کو پایا۔

حواہر المصنہ میں ہے: قال محمد بن شجاع قال اس حوالہ کا
الوحیمة لا یصرع الیہ فی امر الدین والدنیا الا وحده فی دالک اثر حسن اہ
(۱۱۰، ۱۸۳) قال العلامة عثمانی وفيه دلیل علی کثرہ حسعہ للحدث (مقدمہ
اص ۳۸) حواہر المصنہ میں محمد بن شجاع کے حوالے سے یہ بات کا قول ملتا ہے۔۔۔
امام ابو حنیفہ کے استانے پر کسی بھی دینی یا دنیوی امر میں رجوع کیا جاتا تو اس سے بارے میں
اس کے پاس ضروری سن اثر موجود ہوتا، مگر ثانی اس قول کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ امام
صاحب کے کثرت احادیث کے جامع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے شان پر بعض اعتراضات سے جوابات

الحوار عن بعض المطاع في ابي حنيفة و في بعضه و حيفة كان
من اصحاب الراى كما قاله الذهبى في الميراث

بعض نے، جو حنیفہ کے بارے میں یہ بات یہ موصوف اسباب سے کہتے تھے جیسا کہ
مازہ بیگم نے (ایضاً) میں نقل کیا ہے۔ جو حنیفہ قبائل پرانے زمانے کی تھیں۔ ان کے بعد ان سے
ثابت بن روطنی ابو حنیفہ الکوفی، مدد اہل لرحہ فتح و فتوحات اور ادو سالہ اموی
العقل الصائب والفہم لناقب فیہ مبصۃ شریعة بہ باب رہا من التسلط

فہم سلیم لیا جائے تو یہ بوضیفہ کے حق میں بہت اچھا تاثر ہے سُنئے کہ یہ امام موصوف کیسے بہترین خصلت و منقبت ہے۔ فان من لا عقل له لا علم له ولن يتم امر المنقول الا بالمعقول
 اہ اس نے کہ جس کی عقل نہ ہو اس کا علم بھی نہیں ہوگا، و منقول معقول کے بغیر نام نہیں ہوسکتا و ان
 ارادوبہ القیاس الذی ہواحد الحبح الاربعة فلیس ہذا ناول قارورة کسرت
 فی الاسلام ولا خصوصية لابی حنیفة الامام فی القیاس بشرطہ المعتر عد
 الاعلام، بل جمیع العلماء یقیسون فی مصابق الاحوال ادا لم یحدوا فی
 المسألة بصاً من کتاب ولا سنة ولا اجماع ولا قصة الصحابة كما صرح به
 الشعرا سی فی المیزان لا سیما اذا کان الرأی محموداً و هو رای افقه الأمة و ابرها
 قلوباً و اعظمهم علماً (مقدمة اعلاء السنن ص ۵۴) و اقدہم تکنفاً و اصلحہم
 قصوداً و اکملہم فطرة و اتمہم ادراکاً، و اعلاہم دہما الذین شاہدوا النریل
 و عرفوا التاویل و فہموا مقاصد الرسول قال العلامة طبرانی قلت و ابو حنیفہ اکبر
 الاحذین بهذا النوع فان اقوال الصحابة و فتاواہم حجة عہدہ بشرک بہ القیاس
 اہ مقدمہ ۵۵/۵) ترجمہ اور اترتین کا مقصد اس سے وہ قیاس سے جو دلیل ارجح میں سے
 ایک دلیل ہو یہ کوئی نئے پھول نہیں جو اسلام میں کھلائے گئے ہوں اور نہ ہی امام ابو حنیفہ علماء کے
 مقرر کردہ شایع کے ساتھ مفرد ہے۔ بلکہ تمام علماء امت کو جب مشکل حالت میں کسی مسئلہ میں
 کتاب و سنت و جماع امت یا آثار سی بہ میں کوئی نص نہ ملے تو قیاس کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسا
 کہ، میزبان میں امام شعرانی نے اس پر تصریح کی ہے خصوصاً جب دلائل محمود ہوں۔ ورنہ رائے
 ہو جو سب سے بڑا فقیہ ہو۔ و سب سے زیادہ نیک وں ہو اور سب سے زیادہ بہ عمر رکھنے والا،
 سب سے کم تکلف و سب سے زیادہ بہترین حزم وال، سب سے زیادہ کامل فطرت، سب
 سے کمال سمجھ و ادراک سب سے علی ذہن و دل ہے یہ وہ لوگ ہے جنہوں نے قرآن و اترت ایکھا۔
 سنے منش کو سمجھا و رسول اللہ ﷺ کے مقاصد و چاند۔ مددہ فخر حمد عتہائی نے فرمایا کہ امام بوضیفہ
 س میں سب سے زیادہ حظ وافر پانے والے تھے۔ کیونکہ اس کے نزدیک قواں صی بہ اور ان

فردی ایسی بات ہے۔ جس کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا جائے گا۔ (ترجمہ از مرتب)

امام ابو حنیفہ کی کہانی خود اُن کی زبانی

ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔ میں کوفہ کی جامع مسجد میں امام ابو حنیفہ کی مجلس میں شریک تھا۔ اچانک غائبانہ قریبی مقتول بن عباس، حماد بن سمہ، جعفر صادق، میر و عمار داخل ہوئے تو انہوں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ بات کی اور کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچ چکی ہے کہ تم دین میں قیاس کو زیادہ دخل دیتے ہو اور ہم تو اس سے بہت ڈرتے ہیں کہ اس سے کہہ لیں کہ اس کی مجلس تھا۔ تو امام ابو حنیفہ نے ان کے ساتھ جمعی جمع سے تیلرز ان کی بحث کی اور ان کو اپنا مذہب پیش کیا اور کہا اسی اقدام العمل بكتاب الله، ثم بالنسبة ثم بأقضية الصحابة مقدما ما اتفقوا عليه على ما أحلفوا فيه وحسبنا أئس فقاموا كلهم وقبوا بدينه وركنوه وقالوا له ان سيد العلماء واعف عما مضى من وقعنا فيك بعير عجم فقال عمر الله لما ولكم اجمعين ترجمہ کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں۔ پھر سنت رسول ﷺ پر یہ تھی۔ فیصو پر اور ان میں بھی سب سے متفق علیہ فیصو کو مختلف فیہ پر مقدم رکھتا ہوں اور اس کے بعد میں قیاس کرتا ہوں تو سب یکدم اٹھ اٹھے اور امام صاحب کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا یہ آپ اللہ سے مدارج ہیں ہذا آپ کے بارے میں نا ائی کی وجہ سے روز گزشتہ فراموشی ہوئی تو امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو محفوظ فرمائے۔

وروی الامام ابو حنبلہ الشیراماری بسندہ المتصل الی الامام ابی کان یقول کذب والله واختری عما من یقول عما اسبقه القیاس علی النص وهل یحتاج بعد النص الی قیاس؟ کان رضى الله عنه یقول (حسن لا یقیس لاعداء الضرورة السديدة، ودالک ان بطرا ولا فی دلیل تلک المسئلة من الکتاب والسنة واقضیه الصحابة فان لم یجد دلیلا قیسا حیث سکوت عنه علی مطروق به بحامع اتحاد بیہما) من میزان الشعرانی ص ۵۳) ترجمہ امام ابو حنیفہ اپنے سند متصل کے ساتھ امام صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب فرمایا کرتے تھے جو لوگ ہمارے بارے میں

یہ کہتے ہیں کہ ہم نص پر قیاس کو مقدم کرتے ہیں اور یہ نص کی موجودگی میں قیاس کو کوئی حاجت ہے؟ (راوی کہتے ہیں کہ) امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہم صرف شدید ضرورت کے وقت قیاس کرتے ہیں جبکہ اس مسئلے میں سب سے پہلے کتاب وسنت اور صحابہ کے فیصلے پر نظر ڈالتے ہیں۔ پھر جب ہمیں کوئی بھی دلیل نہیں ملتی تو مسکوت عند مسئلے کو مخصوص مایہ پر ملت جہاں موعول بنیاد پر قیاس کرتے ہیں۔

وروی السیوطی من تاریخ بخاری عن عیہ بن عمر قال سمعت اباحنیفہ یقول عجباً لداس یقولون انی افنی بالرای ما افنی الا بالاثار تبص الصحیفہ ص ۳۸ (للامام سیوطی) ترجمہ: امام سیوطی نے تاریخ بخاری میں عیہ بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عجب ہے لوگوں کی اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رائے کی بنیاد پر فتویٰ دیتا ہوں۔ میں تو صرف اور صرف صحابی کے اثر پر فتویٰ دیتا ہوں۔

وفی مناقب القاری عن ابی یوسف انه کان اذا وردت حادثۃ قال الامام وهل عندکم اثر؟ فسان کان عدہ او عندنا اثر احذہ وان اختلف الاثار احدا لا کثروا الاحد بالقباس (ص ۴۷۳) مناقب القاری میں امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ جب کوئی حادثہ (واقعہ پیش ہوتا) تو امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ کیا تمہارے پاس کوئی اثر موجود ہے پس اگر اسکے پاس یا ہمارے پاس کوئی اثر (قول صحابی) ہوتا تو اس پر عمل کرتے تھے اور اگر آثار میں اختلاف پایا جاتا تو اکثر کو معمول بہ بناتے ورنہ بصورت دیگر قیاس پر عمل فرماتے۔

وقال: شیخ محی الدین فی الفتوحات المکیہ لما الفت کتاب ادلة المذاهب فلم اجد قولاً من اقوالہ أو أقوال اتباعہ الا وهو مستند الی ایه او حدیث او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ او الی قیاس صحیح علی اصل صحیح (ص ۵۲) وقال نصر بن المروزی لم ار حلاً لرم للاثر من اسی حیفة (کدافی حواہر المصیبة) امام محی الدین رشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے کتاب ادلة المذاهب کی تالیف کی تو میں نے امام صاحب یاس کے اتباع کرنے والوں

کے قوال میں سے یک بھی قول یہاں نہیں پایا جسکا کسی آیت، حدیث، اثر صبی یا اس کے مفہوم یا کسی حدیث ضعیف جسے طرق زیادہ ہوں یا کسی صحیح قیاس کی طرف استدلال نہ کیا گیا ہو۔ جس کی بنیاد کسی اصل صحیح پر ہو۔ ورنظر بن المروزی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو بھی امام ابو حنیفہ سے زیادہ اتنا صبی بہ قول زیادہ پکڑتے نہیں دیکھا۔

وقال الحوزی فی جامع المسانید ومما شاع الخطیب وغیرہ علی اسی حسیۃ کہ لا یعمل بالحدیث وانما یعمل بالرأی وهذا قول من لا یعرف شیاً من المقدم . ومن ثم راجعہ والنصف اعترف ان ابا حنیفہ من اعلم الناس الاخبار واتساع الآثار . مقدمة اعلاء السلس ص ۶۲ ترجمہ : مخرورزی نے جامع المسانید میں فرمایا ہے کہ خطیب وغیرہ نے امام ابو حنیفہ پر یہ تلغین و تشبیح کی ہے کہ وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور رائے کو اختیار کرتے ہیں۔ امام مخرورزی کہتے ہیں کہ یہ نیکو کلام ہو سکتا ہے کہ جن کو نقد سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں بہد کوئی بھی آدمی جس کو نقد کی ہوا لگی ہو اور نصاب سے کام لیتا ہو۔ تو وہ یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگا کہ بو حنیفہ لوگوں میں حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں اور آثار صبیہ کے سب سے زیادہ متبع ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

قلت حدیث کا الزام اور اس کا جواب:

سب سے پہلا اور بڑا الزام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کو احادیث کا اتنا زیادہ علم نہ تھا اور نہ ہی ان کو احادیث یاد تھیں۔ شاید ان حضرات کا متدل علامہ ابن خلدون کا یہ قول ہے یقال بلعت روایاتہ الی سبعة عشرة حدیثا کہا جاتا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ کی مرویات کی تعداد صرف سترہ (۱۷) احادیث تک پہنچی ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون)

اس قول کے معتبر نہ ہونے کی یہی وجہ کافی ہے کہ ابن خلدون نے یقال کے صیغہ سے اس کا ذکر کیا ہے جو کہ خود اس کے مژور ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود علامہ ابن خلدون سوم شریعہ میں مہارت نہیں رکھتے تھے جیسا کہ علامہ سخاوی نے الضوء اللامع فی اعیان قرون

التاسع میں لکھا ہے وان كان ماهرا في الامور التاريخية الا انه لم يكن ماهرا بالعلوم الشرعية ترجمہ اگرچہ علامہ ابن خلدون تاریخی امور میں ضرور ماہر تھے لیکن شرعی امور میں ماہر نہ تھے جبکہ مؤرخ ہونا اور بے محدث ہونا اور بے (امام اعظم ابو حنیفہ ص ۱۳۸) جب کہ خود علامہ ابن خلدون نے امام صاحب سے روایات کم ہونے کی یہ توجیہ پیش کی ہے والامام ابو حنیفہ انما قلت روايته لما شدد في شروط الرواية والتحمل وصعب رواية الحديث اليقيني اذا عارضها الفعل النفسي وقلت من احلها روايته لا لانه ترك رواية الحديث متعمدا فحاشاه من ذلك ويدل على انه من كبار المحدثين في علم الحديث امام صاحب کی روایات اس وجہ سے کم ہیں کہ انہوں نے روایت اور اس کی نقل میں بڑی سخت شرائط عائد کی ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث یقینی کی روایت جب کہ اس کے مقابلے میں حدیث نفسی واقع ہو ضعیف ہو جاتی ہے اس وجہ سے انکی روایات در حدیث میں کمی واقع ہوئی ہے نہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جان بوجھ کر روایت حدیث کو ترک کر دیا تھا ان کی ذات اس قسم کی فعل سے بندوہا ہے اور یہ اس پر و است کرتی ہے کہ امام صاحب مسلم حدیث کے بہت بڑے مجتہدین میں سے تھے۔ اس کے علاوہ قلیل الحدیث ہونا خود کوئی عیب نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے ۱۴۲ حضرت عمر فاروقؓ سے ۱۳۹ حضرت عثمانؓ سے ۱۴۶ حضرت علیؓ سے ۵۸۶ اور حضرت عبداللہ مسعودؓ سے ۱۸۳۸ احادیث منقول ہیں (خلاصہ تہذیب لکھل ۲۰۶) یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا اور جن کے علم و فقہ پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن ان سے مروی احادیث کی تعداد کم ہے۔ لیکن شاہ ولی اللہ کے نزدیک ان حضرات سے احادیث بڑی کثرت سے موجود ہیں۔ کیونکہ جو احادیث بظاہر موقوف ہوئی ہیں۔ وہ بھی حقیقتاً و حکماً مرفوع ہیں اور ان حضرات سے جو احادیث باب فقہ، باب احسان اور باب حکمت میں جس قدر ارشادات مروی ہیں وہ بہت سے وجوہ سے مرفوع کے حکم میں ہیں لہذا ان حضرات کو مکثرین کے حکم میں داخل کرنا زیادہ موزون ہیں (ازالۃ الخفاء ص ۲۱۳)

تاہم امام اعظم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قلیل الحدیث تھے ایک ایسا الزام ہے جسکی کوئی

حقیقت نہیں، حسن بن زیا، امام ابو حنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اسے حنفیہ یروی
اربعة آلاف حدیث الفین لعماد والھین لسانر المشبحة (من قبہ موفق ۹۶/۱) امام
ابو حنیفہ چار ہزار احادیث روایت کرتے تھے جن میں دو ہزار تھانوں اور دو ہزار باقی دوسرے مشائخ
کی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے مروی اصل روایات کی تعداد بھی چار ہزار سے کچھ اوپر ہے
چنانچہ امام امیر میمنی فرماتے ہیں ان حملة الاحادیث المسندة عن النبی ﷺ یعنی
الصحيحة بلا تكرار اربعة الاف واربعمان حدیث (توضیح افکار ۶۳) نبی کریم ﷺ
سے مروی صحیح احادیث کی تعداد بغیر تکرار کے چار ہزار چار سو ہے۔

شیخ الاسلام ابن عبد اللہ امکی فرماتے ہیں وروی حماد بن زید عن ابی حنیفہ
احادیث كثيرة حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں کثرت کا لفظ بھی
دالالت کرتا ہے کہ امام صاحب کے پاس کافی احادیث کا ذخیرہ تھا۔

بلکہ ما علی قارئی نے محمد بن سعد سے نقل کیا ہے ان الامام ذکر فی تصانیفہ نفا
وسبعین الف حدیث (من قبہ علی القاری بذیل الجواب ۴۷۴) یعنی امام صاحب کی تصانیف
میں ستر ہزار احادیث ملتی ہیں۔ بظاہر امام صاحب کی تصانیف میں اتنی احادیث نظر نہیں آتیں لیکن
اگر مقتدین کا طریقہ کار ذہن میں ہو تو اس بات کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ مقتدین
بعض اوقات حدیث کو حقیقہ کے پیش نظر حضور کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے خود اپنا
قول قرار دے کر فقہی مسئلہ کے طور پر بیان کرتے ہیں اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو امام ابو حنیفہ
کی مرویات کا ستر ہزار تک پہنچ جانا کوئی مستبعد نہیں، امام محمد نے اسے بیشتر مسائل امام ابو حنیفہ سے
نقل کئے ہیں جو براہ راست حدیث سے منقول ہیں۔ اور امام صاحب روایات حدیث کے بجائے
چونکہ استنباط احکام میں مگ گئے تھے اسلئے ان کی بہت سی روایات حدیث کی حیثیت میں باقی نہ رہ
سکیں بلکہ فقہی مسائل کے طور پر باقی رہیں۔ چنانچہ شافعی عالم حافظ محمد یوسف صاغ فرماتے ہیں
واما قلت الروایة عنه وان كان متسع الحفظ لا شغاله بالاستسباط وكذلك لم
يرو عن مالک والشافعی الا القليل بالنسبة الى ما سمعناه وكان ابو حنیفہ من

کبار حفاظ الحدیث واعیانہم ولو لا کثرۃ اعیانہم لولوا کثرۃ ما ینزلہ اللہ علیہم مسائل الفقہ (عقود النجمان باب ۳۳) جو تالیف الخطیب (تقریباً ۱۵۹۰ء) میں ہے۔ اس میں امام ابو حنیفہ کے باوجود امام ابو حنیفہ سے روایات کی تعداد کم ہے۔ ان میں سے آپ سے روایات میں لگ گئے تھے، اسی طرح امام مالک اور امام شافعی سے بھی ان سے روایات میں اضافہ ہے۔ روایات کی تعداد کم ہے۔ امام ابو حنیفہ حدیث کے بڑے حفاظ اور سہاروں میں سے تھے۔ ان کی حدیث کے ساتھ انہیں زیادہ شغف نہ ہوتا تو فقہی مسائل کا تنبیض ان بیٹے ممکن نہ ہوتا۔

امام ابو حنیفہؒ عمر میں سب سے بڑے تھے

نیز جس روز امام ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی اس روز امام شافعیؒ پیدا ہوئے اور امام شافعیؒ کی وفات کے وقت امام بخاریؒ کی عمر اس سال تھی اور بوداؤد چھ سال سے تھے ان عبادۃ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

مندرجہ ذیل نقشہ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ امام صاحب نبی کریم ﷺ سے دور مبارک سے سب سے زیادہ قریب تر تھے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ تو امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ سے عمر میں ۱۵ سال بڑے ہوئے۔ امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب امام شافعیؒ سے عمر میں ۷۰ سال بڑے ہوئے اس سے امام شافعیؒ کی طرف، امام ابو حنیفہؒ پر تنقیص کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا اس لئے کہ امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو بالکل پایا ہی نہیں اور اگر بالفرض اس کے ادراک زمانہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو امام شافعیؒ خود امام اعظمؒ کی عظمت شن، جلالت قدر کے معترف ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص ابو حنیفہؒ کے کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں تبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ ابو حنیفہؒ نام نہان نقہ مربی اور مورث اعلیٰ ہیں (تذکرۃ الحفاظ حدائق صفحہ ۷۷) اس طرح ان اقوال کا بھی کوئی اعتبار نہیں جو امام احمدؒ کی طرف منسوب تنقیص ابو حنیفہؒ کے حق میں نقل کئے گئے ہیں اس لئے کہ امام احمدؒ ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد ۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ امام احمدؒ ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے تو امام اعظمؒ عمر میں ان سے ۸۴ سال بڑے ہوئے۔ اس سے امام احمدؒ امام اعظمؒ

ذہبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو حنیفہ علم، تقویٰ، زہد اور اختیار آخرت میں اس درجہ پر تھے
کہ وہی ان کو نہیں پہنچ سکا (شامی و خیرات الحسان)

امام بخاری علیہ الرحمۃ ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں امام بخاریؒ سے ۱۱۴
سال بڑے ہوئے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں ان سے ۱۲۲
سال بڑے ہیں امام نسائی رحمہ اللہ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۳۵ سال
بڑے ہوئے۔ امام ترمذی ۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۴۹ سال بڑے
ہوئے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۴۹ سال بڑے
ہوئے

افرض حضرت امام، عظیم رحمۃ اللہ علیہ تمام ائمہ مجتہدین اور ائمہ محدثین اصحاب ستہ سے عمر میں
سب سے بڑے ہیں اور زمانہ نبوت سے سب سے زیادہ قریب ہیں حتیٰ کہ خواصیہ کہہ کر مٹے بھی
حدیث کا ساتھ دیا ہے۔ والہی بہ کلیم جدول اس لئے ان کو احادیث کی چھان بین یا تدوین جرح و
تعدیل کی ضرورت نہ ہوئی و قوانین سلام کو مدون کرنے اور مسائل فقہ کے اجتہاد میں ملگ گئے۔
آخر ان کا یہ مکمل فقہ اسلامی اور اس کا پھیلاؤ جو انہوں نے اصول مقرر کر کے مدون کیا ہے۔ کیا یہ
شہادتیں ہیں کہ ان کو قرآن و حدیث پر کتنے عبور تھا۔ یہ فقہ حنفی ان کے محدث ہونے پر پورا شاہد
حال ہے جو وہ ان پر طعن و تشنیع کو روا رکھتے ہیں ذرا سوچیں ان کے سامنے اپنی استعداد پر نگاہ
کر لیں ان کے اس احسان عظیم کو جو امت پر کیا ہے دل سے ان کا شکریہ ادا کریں، احسان و
اطمینان سے عمل کریں۔

(بشکریہ ماہنامہ حنیفات)

چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب:

ملا علی قاری، امام محمد بن ساعد سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ان الامام ذکر فی
تصابیہ یھاو سبعین الف حدیث و انتخب الآثار من اربعین الف حدیث (من قب
القاری بذیل الجواب ص ۴۷۳ بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۱۴) کہ امام اعظمؒ نے ستر ہزار سے زائد

روایات ذکر کی ہیں۔ اور چالیس ہزار احادیث میں سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا۔ امام صدر الاممؒ کی فرماتے ہیں و انتحب ابو حنیفۃ الآثار من اربعین الف حدیث (من قبہ موفق ص ۹۵ بحوالہ مقدمہ ص ۱۱۳، مسانید، امام ابی حنیفہ ص ۴۴) یاد رہے کہ محدثین عظمیٰ کی یہ اصطلاح ہے کہ سند کے بدلنے اور اسی طرح سند کے کسی راوی کے بدلنے سے حدیث کی منتفی اور تعداد بدل جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت صبیحہ کرام کے دور میں احادیث کی تعداد نہ تھی کیونکہ سند مختصر تھی اور ائمہ حدیث کے زمانے میں احادیث کی تعداد کھوں سے متجاوز ہو گئی کیونکہ جوں جوں سند بڑھتی گئی اور راوی بدلتے گئے تو احادیث کی تعداد بھی بڑھتی گئی نہ یہ کہ متون حدیث بڑھ گئے۔ محدثین کی اس اصطلاح کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو سخت ٹھوکر لگی ہے اور انہوں نے محدثین عظمیٰ کو بلا وجہ مورد طعن نہرایا۔ دیگر محدثین کی طرح جہاں کہیں امام صاحب کی طرف حدیثوں کی نسبت ہوتی ہے تو اس سے بظاہر یہی متون حدیث مراد ہیں اور جہاں چالیس ہزار ستر ہزار کا ذکر آتا ہے تو وہاں اسانید اور طرق متعددہ سے مروی احادیث مراد ہیں۔

خطیب بغدادی یحییٰ بن معین کی سند سے روایت کرتے ہیں کان ابو حنیفۃ لا یحدث بالحدیث الا ما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ ترجمہ ما ابو حنیفہ صرف ان احادیث کو بیان فرماتے جو ان کو زبانی یاد ہوتیں۔ اور جو انہیں یاد نہ ہوتی اُسے بیان نہ کرتے تھے۔ (مکانہ ص ۱۹۲)

امام صاحبؒ کی جلالت علیا تک متعصبین کے نہ پہنچنے والے پتھر:

عبد مدد کتور احمد قاسم اپنے کتاب ”مکانہ الامام ابو حنیفہ“ میں ارقام فرماتے ہیں۔

قال النسائی فی الضعفاء ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت لیس بالقوی فی الحدیث (الضعفاء والمتروکین ص ۳۳۳) ولكن کلام السانی هذا لا یعتبر جرحاً لان هذا الجرح لیس بمفید و اذا تعارض الجرح الذی لم یفسر مع التعدیل المفسر و کان المعدل عارف بما قیل فلا شک اننا نقدم التعدیل علی التجریح دون تردد:

ترجمہ میں مام نہانی کا یہ طرز عمل راجح سے معتبر نہیں ہوگا یہ جرح مفید نہیں اور جب غیر واضح و غیہ مفسرہ عام چاروں کا اسی قدر میں منسب لیا تھا تعارض آجائے جسکا معدل عارف بھی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمہ تراقی قدریل کو ترجیح پر مقدمہ رکھیں گے۔

(ترجمہ از مرتب)

(۱) ابن سنان اپنی کتاب (المجر و صین میں ابو حنیفہ کی شان میں رقم فرماتے ہیں) کسان رحلا حد لا طاهر الورع لم یکن الحدیث صاعته حدث بمائة وثلاثین حدیث ما یبذل منها حدیث فی الدبا غیر ما احط منها فی مائة وعشرين حدیثا اما ان یکون اقل اساده او غیر مسده من حیث لا یعم فلما علی خطا علی صوابه استحق ترک الاحتجاج فی احارہ (المحرر حین ۶۱ / ۳) والحواب من کلام اس حسان ان قوله لم یکن الحدیث صاعته فهذا خلاف ما هو المتعارف علیه عند الانمہ ان الفقیہ لا یکون فقیها الا اذا اخذ الکتاب والسنة ونفقہ فیہما وعدم اصول ذلك تماماً والا فلا یصلح ان یکون فقیهاً وکیف یسلم الناس له بالفقه وهو لا یعرف صاعۃ الحدیث وکیف یقول الشافعی الناس فی الفقه عیال ابیحیفة وابوحیفة لا علم له بالحدیث هذا کلام متناقض مرفوض جو بکا خدا سے یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی فقہانیت تمام ائمہ کے نزدیک مسلم ہے اس کیلئے جم غفیر من المحدثین شہادت دیتے ہیں کہ حدیث میں اس نے اپنا لوہا منوایا۔ ورنہ پھر یہ فقہانیت کہاں سے؟ دوسرے یہ کہ جرح بھی غیہ مفسرہ ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں

وبالعروض ان اس حسان لا تقوم له حجة مطلقة فی کل ما ذکرہ من حرج اسی حیفة والصاق التهم الخطیرة به وسبۃ الطامات الیہ بل انما یرى اباحیفة یطل انما صرح الرأس لا تناله حجارة المتعصیین ولا یؤثر فیہ افک الافاکیس المتحللین (مکاتہ ص ۲۴۴)

(۲) حرج اس عدی وقال عمرو بن علی ابو حنیفہ صاحب الراى

واسمہ العثمان بن ثابت ليس بالحافظ مصطرب الحديث واهي الحديث
(الكامل ۷ / ۳۷۷) الحواب عه ان هذا حصر مقطوع بس اس عدی وعمرو
بس علی وبس ومن عاصر اب حنیفہ لان الحرج لا یقل الامس عاصر ارحل
ولا یقل الامسرا وبطریق صحیح فاذا کان غیر ذلک فلا یقله ولا یأخذ به
ترجمہ ابن عدی امام ابوحنیفہ پر جرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اس کا مقلد نہیں ثابت
ہے ایک صاحب رائے غیر حافظ اور مضطرب حدیث آئی ہے اس کا یہ بیہوشی ہے۔
عدی اور عمرو بن علی اور امام صاحب کے مخالفین کے درمیان قطعاً کسی قسم کی قرابت
بغیر تفسیر اور طریقہ صحیح کی قابل قبول نہیں ہند جب یہ جرح نہ ہو تو اس وقت اس نے
اور نہ اس کو جرح مانتے ہیں۔ (ترجمہ از مرتب)

(۳) قيل لم ين الممارك فلا ينكحه في الحنفية فاسد بس اس سرقیات
یحدوک ادا را و فصلک الله بما قصت به العباد مکذبه الامام ص
(۲۵۲) ابن مبارک کو کہا یہ نہ تھا کہ اس کا یہ کہہ دینا کہ اس نے
نے ابن الرقیات کا یہ شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اسے
کی طرف سے آپ و آئینہ امت و شریعت پر ہتھیار اٹھایا ہے۔
(۴) امام ابوحنیفہ سے تبارک و تعالیٰ نے اس کا یہ کہنا کہ اس نے
جرح قبول نہیں بلکہ اس طرح یہ کہنا کہ اس نے اسے اس کے
جائے تو کوئی بھی اس سے بالاتر نہ رہے گا۔ جیسے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے
ابو دین عبد الوہاب کے جواب سے کہ فرمایا ہے ان قولہ و اسد
للرای والمذهب بس لرد الحرج مہذب بس لرد
الصواب عندنا ان من ثبت امامته وعدالته و تیرہ دلائل
وکانت ہذاک فریدہ دالہ علی بس حرجہ من تعد
سلطت الی الحرج قد وعس و رعد والا فہو

تقديم الحرح على الاطلاق لما سلم لنا احد من الائمة ادما من امام الاوقد طعن
فيه صاعون وهيك فيه هالكون (قوله جرح التعديل بن سبأ ص ١٠٩)

(۵) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شانِ در علم حدیث میں عالِمِ مقام اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل علم و فضل، مہتمم و عظیم و بڑے علم حدیث کے طلب و رتدش میں اولِ امام مانتے ہیں چنانچہ محدثین ابنِ رستم فرماتے ہیں۔ اول من قعدی للحدیث ابو حنیفۃ اسی طرح ابنِ سعد میں اول من علموا اس سے ذرا کم برائی ہیں۔ ان اول من تکلم فی الحرح و السعدیل سو حنیفۃ فحرج المصحفی و تھی علی عمرو بن دینار و حدیث ابن المبارک (مکانۃ الامام ص ۲۷۳)

[illegible]

ثقة ثقة وعدل ثقة بکرا اور حفظ صیغہ فعل منقول ہیں اس وجہ سے تمام اقوال سے اسی درجہ کے ثقة اور عادل ثابت ہوتے ہیں اور آپ کی روایت یقیناً جملہ قوس کے لحاظ سے قاطب احتجانی بھی جائے گی۔ ذالک فصل اللہ یؤتہ من یشاء اور یہ بھی یاد رکھنے چاہئے۔ مامائد شین میں بن معین سے تعدیل کے کلمات مختلف مروی ہیں ان میں جملہ پاس بھی ہے اور یہ خاص مصالح ہے ابن معین کی غفلت پاس سے وہ ثقة مراد دیتے ہیں۔ چنانچہ خود بن معین نے اس کی تصحیح کی ہے۔ مقدمہ ابن صلاح صفحہ ۵۶ میں ہے۔ عن اسی حبیبة قال قلت لبحی بن معین است تقول فلاں لیس بہ بأس و فلاں صعیف اذ قلت لک لیس بہ بأس فهو ثقة و اذ قلت لک هو صعیف لیس هو ثقت لا تکتب حدیثه و هکذا فی تدریب الراوی ص ۱۲۶ و فتح المعبیث ص ۱۵۹ (ترجمہ ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن بن معین سے کہا کہ آپ بعض ایسے کہتے ہیں (لیس بہ بأس) اور بعض ایسے ضعیف کا لفظ استعمال فرماتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس لیے میں یس بہ پاس کہوں سمجھ لو کہ وہ ثقة ہے اور جس کیلئے ضعیف کہوں وہ قابل حجت نہیں اس کی حدیث نہ لکھو یہی تدریب الراوی اور فتح المعبیث میں ہے۔

امام ابو حنیفہ کا حدیث ضعیف میں موقف

حدیث ضعیف کی تعریف وہ ہے جس میں صفت حسن اور حسن کی تمام حالتیں پائی ہو۔ مثلاً حدیث متابع، متابع وغیرہ ہیں۔ قبول حدیث میں امام ابو حنیفہ شدت سے احتیاط فرماتے تھے خاصہ حدیث ضعیف کے قبول میں امام ابو حنیفہ کے زمانے میں وہ مور (فتن) کے دور میں پیدا ہوئے۔ ان مسعود کے دور میں نہ تھے کہ جن اور دشمنیں یا کفر یا تھوڑے بولنے والے سے جھگڑ میں پائی ہوئی کی زہر اور موشی احادیث پر امتناع کیا کرتے تھے ہی وجہ ہے۔ جب مقدمہ تب فتنہ فنی سے مراد کرتے ہیں تو ہمیں وہاں تفصیل اور مامائد شین میں قبول و امتناع میں حدیث کا ترجمہ نہیں ملتا۔ لیکن جب ہم متأخرین فتہا۔ مامائد شین میں جہوں نے اس میں تفصیل دی ہے۔ کر رکھا ہے جسے کتاب (الاحصار للعلیل المختار) کی طرف اشارہ ہے فی التقدیر الحمی،

نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام جعفر نے فرمایا نماز۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا کہ اگر میں تیرے نانا کے دین کو بدل ڈالتا تو رائے اور قیاس کے تقاضے کے مطابق یہ تھا کہ حائضہ عورت روزہ کے بچانے نماز کی قضا کرے اور اس آخر ملاقات تک یہ سواں وجواب ہوتا رہا۔

کان ابو حنیفۃ ثقة صدوقا فی الفقه والحديث قاموا علی دین اللہ (مکانہ ص ۱۹۲)
 تاریخ بغداد (۱۳۱/۳۵۰) یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ہو ثقة ما سمعت احدا صغفه (مکانہ ص ۱۹۳) ترجمہ: خطیب بغدادی یحییٰ بن معین کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ فقہ و حدیث میں بہت سچے تھے۔ اللہ کے دین پر بہت زیادہ قائم رہتے رہے تھے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں میں نے کسی کو اس کی تضعیف کرتے نہیں سنا۔ (ترجمہ از مرتب)

کان ابو حنیفۃ افقه اهل الارض کان نعم الرجل العمان ما کان احفظ لکل حدیث فیہ فقه و اشد فحوصہ عنہ و اعلم بما فیہ من الفقه (مکانہ ص ۱۹۵) ترجمہ: امام ابو حنیفہ کتنے ہی اچھے آدمی تھے اس کے ان حدیثوں کو یاد کر لینے کو کیا ہے جس میں فقہ ہوتا اور اس کے بارے میں اس کی تلاش و جستجو بہت زیادہ تھی۔ اور وہ ان احادیث کیلئے جس میں فقہ ہوتا ہوتا ہے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام حدیث اسرائیل بن یونس کی رائے گرامی:

فہو رجل فقیہ لا یبحث إلا عن الحدیث الفقہی لانه رجل متخصص فقد کان یأخذ الحدیث ویصط بقیدہ ویسال عن طرقہ کما توحی بذلک کلمۃ و اشد فحوصہ فادما و حدہ صححہا و هؤلاء یجہل الرجال ولا یحقی علیہ حالہم ترجمہ: وہ فقہی آدمی ہیں فقہی حدیث سے ہی بحث کرتے ہیں اسلئے کہ وہ متخصص آدمی ہیں جب حدیث سنتے تھے تو اسے ضبط کر لیتے تھے پھر اس کے طرق (سند) کے متعلق پوچھتے اور تحقیق کرتے۔ ورائکو رویوں کے حالات بھی معلوم تھے ان کے حالات ان پر مخفی نہ تھے۔

(ترجمہ از مرتب)

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن داؤد الحریثی فرماتے ہیں یسعی للناس ان یدعوا فی

صلاۃہم لا یحییۃ لحفظہ الفقہ والس علیہم (مکاتب ص ۱۹۶) ترجمہ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کی دعائیں پڑھیں کیونکہ اس نے ان کیسے فقہ اور حدیث کو محفوظ کیا ہے۔ امام اعظم کی موجودگی میں ایک مرتبہ امام اعظم سے کسی نے ایک مسئلے کے متعلق پوچھا تو امام اعظم جواب نہ دے سکے امام صاحب نے اس مسئلہ کا جواب دیا امام اعظم نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ کو یہ مسئلہ کہاں سے معلوم ہوا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ فداؤں میں نے فداؤں سے جو حدیث سنی تھی اس سے مستنبط کیا بہت سی احادیث ذکر کر دی مام اعظم نے امام صاحب کو کہا یا ابا حنیفہ ما حدثاک بہ شہور احدثا بہ فی ساعتہ (مکاتب ص ۱۹۷) ترجمہ امام ابو حنیفہ جو احادیث ہم نے آپ کو مبینوں میں سنا ہیں وہ آپ نے ہمیں ایک ساعت میں سنائی۔

(ترجمہ از مرتب)

اور امام شعبی ہی نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا معشر الفقہاء اتم الاطباء و محن الصیادلۃ (مکاتب ص ۱۹۷) اور یہی احمد سفیان بن عیینہ نے بھی ایک موقع پر فرمایا تھا یعنی اے فقہاء کی جماعت تم طبیب ہو اور ہم تو صرف شکاری ہیں۔ اور جب ان سے مسئلہ پوچھا جاتا تھا اور ان کے ذہن میں اس کا جواب نہ ہوتا تو فرماتے کہ ابو حنیفہ سے پوچھو اس لئے کہ ”سورک فی علمہ“ اس کے علم میں برکت طاقی ہے۔ اتنے بڑے حضرات کا امام اعظم کی شخصیت کا اعتراف کرنا امام اعظم کے اس علمی و تمدنی کافی و کافی دلیل ہے۔

مام یوسف مام صاحب کے نسب مام حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں مام راایت اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفہ و کان أنصر بالحدیث منی الخیرات الحسان میں ہے کہ مام ابی یوسف فرماتے تھے مام راایت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفہ و کان محتلف فی المسئلۃ فکان ابی حنیفہ فکان بحر حیا من کمہ فیدفعہ الیسا۔ اور ابی یوسف کے موقع پر مام کے سوال کے جواب میں فرمایا قلت لابی یوسف اجتمع الناس علی انہ لا یتقدمک احد فی المعرفة والفقہ فقال مام معرفتی عند

معرفۃ ابی حنیفہ الا کھر صغیر عند نہر الفرات عصام بن یوسف کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسف سے کہا کہ علماء وقت کا اتفاق ہے کہ آپ سے بڑھ کر ہم حدیث و فقہ میں کوئی عالم نہیں تو فرمایا میرا علم امام اعظم کے علم کے مقابلے میں بہت کم ہی ہے آپ سمجھے جیسے دریائے فرات کے پاس ایک چھوٹی سی نہر (موفیٰ جلد ۲ صفحہ ۴۳)۔ (ترجمہ از مرتب)

حضرت عبداللہ بن مبارک نے امام اعظم کے متعلق حسب ذیل شعار میں آپ کے مقام حدیث کو بیان فرمایا ہے۔

روی آثارہ و احاب فیہا کطیراں العصور من المیفة
ولم یک بالعراق بطیرہ ولا بالمشرقین ولا بکوفہ

کہ آپ نے آثار کو روایت کرنے میں ایسی بلند پروازیں دکھائی ہیں جیسا کہ پرندے بلند مقام پر پرواز کرتے ہیں مگر مشرقیہ، کوفہ اور عراق میں تو آپ کی نظیر نہیں (مقدمہ حنفیت ص ۷۱) امام بخاری نے اپنے رسالہ رفع یدین میں بیان فرمایا ہے کہ ابن مبارک اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے امام ابو حنیفہ کی تعدیل میں فرماتے ہیں و ذکر الامام النسفی باسنادہ عن احمد بن محمد البعدادی قال سالت یحیی بن معین عہ فقال عدل ثقة ما ظنک من عدلہ ابن المبارک و وکیع (مناقب الامام اعظم کردری جلد ۱ ص ۹۱) و عن یحیی بن معین قال کان وکیع جید الرأی فیہ (ای فی ابی حنیفہ) و یضافیہ عن ابن المبارک قال غلب علی الناس بالحفظ والفقہ والعلوم والصیابة والدیانة و شدۃ الورع (مناقب الامام اعظم کردری حوالہ بار)

امام یحییٰ بن معین کا ارشاد:

یحییٰ بن معین سے امام صاحب کی ثقافت فی الحدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا معہ ثقة ثقة و کان یحیی واللہ ارفع من ان یکذب وهو اجل قدرا من ذلک چنانچہ موصوف ایک دوسرے مقام پر پہنچتے ہیں کان ابو حنیفہ ثقة صدوقا فی الفقہ والحديث مامونا علی دین اللہ (مکانہ ص ۱۹۲)

وقال یحییٰ بن معیر اصحابنا یفرطون فی امی حنیفة و اصحابہ فقیل له اکان یکذب قال انبل من ذالک تکی بن معین فرماتے ہیں کہ ہمارے آدمی امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں زیادتی سے کام لیتے ہیں ان میں سے کسی نے کہا وہ جھوٹ بولتے تھے فرمایا وہ اس سے بالاتر تھے۔ (ترجمہ از مرتب)

اور عمدۃ القاری ص ۶۶ جلد ۳ اور نہایت شرح ہدایہ میں ہے مثل ابن معین عنه فقال ثقة ما سمعت احدا صغفه

الدکتور محمد قاسم عبدہ الحارثی نے بڑی اچھی بات لکھی ہے فرماتے ہیں لانه ما المقصود من حفظ السنن هل المقصود ان نحفظها ونضبطها ثم نتركها فی بطون الكتب ؟ ان المطلوب تدبرها والعوض فی معانیها کلا بل المقصود التدبر والتفقه وهو المقصود من تبلیغ السنة وحديث رسول الله ﷺ بدلیل قوله ﷺ نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها فادها كما سمعها وفي رواية فرب حامل فقه الى من هو افقه منه وهكذا كان ابو حنیفة یبحث عن الفقه فی الحديث الذي هو المصدر الثانی للفقه وهل یصدر الفقه الا عن هذين الاصلين (مکاتبة ص ۱۹۶، ۱۹۷) ترجمہ احادیث کو یاد کرنے کا کیا مقصد ہے کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس کو یاد کر لیں اور پھر ان کو کتابوں کے سفینوں میں چھوڑ دیں احادیث کا مقصد یہ ہے کہ ان میں تدبر کرنا اور ان کے معانی میں غور و خوض کرنا بلکہ مقصود حدیث میں تدبر کرنا اور اس میں تفقہ حاصل کرنا ہے اور حدیث و سنت رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کا مقصد وحید بھی یہی ہے اور اسی دلیل کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ سرسبز و شاداب ہو وہ شخص جس نے میری بات سنی پھر محفوظ کی و رمن و من پھر دوسروں تک پہنچائے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بعض دفعہ سامع پہنچنے والے سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے اور آگے راوی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں حدیث سے بحث کرتے تھے جو کہ فقہ کا دوسرا ماخذ ہے اور فقہ بغیر قرآن و سنت کے کسی اور جگہ سے مستنبط نہیں ہوتا۔

(ترجمہ از مرتب)

کیا امام ابو حنیفہؒ فقہی قیاس کو حدیث پر مقدم سمجھتے تھے؟

امام صاحب کی نسبت قیاس کو حدیث پر مقدم رکھنے کا متاثر و غلغلہ اصل ہے، امام صاحب کے مخالف اور ظاہرین کہتے ہیں کہ آپ اس روایت کو تسلیم نہیں کرتے جو قیاس کے مخالف ہو۔ وہ قیاس کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں۔ یہ محض بدگمانی اور امام صاحب پر اتہام ہے یا ان کے اقوال کی غلط تعبیر ہے۔ جس سے ان کا دامن پاک ہے اس بدگمانی کا جواب خود امام صاحب کی زبان سے سنئے۔

(۱) خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔ احد بکتاب اللہ فما لم احد فبسة رسول اللہ فان لم احد فی کتاب اللہ ولا سنة رسول اللہ ﷺ اخذت بقول اصحابہ ثم بقول من شئت منهم وادع من شئت منهم ولا اخرج من قولهم الی قول غیرہم فاما اذا انتہی الامر اوحاء الی ابراہیم والشعبی وابن سیرین والحسن وعطاء وسعید بن المسیب وعدد رجال قفوم اجتہدوا فاجتہد کما اجتہدوا (تاریخ بغداد ج ۱۳/۳۶۸ و حیات ابن القیم ۱۰۶) ترجمہ کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے دلیل لیتا ہوں پھر جب اس میں نہیں پاتا تو سنت رسول سے دلیل پکڑتا ہوں۔ پھر جب کتاب اللہ میں کوئی چیز نہیں پاتا اور نہ ہی سنت رسول میں پاتا ہوں تو صحابہ کے قول پر عمل کرتا ہوں پھر صحابہ میں جب اختلاف ہو تو جس کا قول چاہت ہوں لیتا ہوں اور جس کا چاہتا ہوں چھوڑتا ہوں۔ تاہم صحابہ سے کسی اور کے قول کی طرف نہیں جاتا پھر جب یہاں پر بات رک جائے ابراہیم شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء، سعید بن المسیب اور دوسرے لوگوں تک معاملہ پہنچ جاتا ہے تو اس جماعت قوم نے اجتہاد کیا پس جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔ (ترجمہ از مرتب)

(۲) امام شعرانی میزان کبریٰ میں شیخ محی الدین ابن العربی کی فتوحات مکیہ سے نقل کرتے ہیں قوله وقد روی الشیخ محی الدین فی الفتوحات المکیہ بسندہ الی الامام اسی حنیفہ انہ کان یقول ایاکم والقول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی وعلیکم باتاع السنة فمن عها صل (میران کبری ج ۱ ص ۵۰) فتوحات مکیہ میں شیخ محی

الدین نے مسلسل امام ابو حنیفہ تک اپنی سند بیان کرنے کے بعد ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ دین میں محض رائے کی بنیاد پر حکم کرنے سے بچو اور اپنے آپ پر سنت کی پیروی لازم کرلو۔ اس لئے جو اس سے خارج ہو گیا۔ وہ گمراہ ہوا۔

(۳) امام اعظمؒ نے فرمایا، میرے قول کو حدیث شریف اور قول صحابہ کے سامنے رد کرو اور جو حدیث سے ثابت ہے وہی میرا مسلک ہے (منظہری ج ۲ ص ۶۴)

(۴) عہدہ یعنی عمدۃ القاری میں ارق مفرماتے ہیں (ان ابا حنیفۃ قال لا اتبع الراى والقياس الا اذالم اظفر بشئ من الكتاب او السنة او الصحابة رضى الله عنهم) عمدۃ القاری ج ۴ ص ۷۱۲) ترجمہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا میں رائے و قیاس کی پیروی نہیں کرتا مگر اس وقت جبکہ مجھے قرآن یا حدیث یا اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کچھ نہ ملے۔

(۵) وقال ابن حزم جميع اصحاب ابى حنيفة محمضون على ان ضعيف الحديث اولى عنده من القياس و داک مذهبہ (الحيوات الحسان ص ۲۷) ترجمہ علامہ ابن حزم کا ارشاد ہے کہ امام اعظمؒ کے تمام اصحاب اس پر متفق ہیں کہ ضعیف حدیث امام صاحب کے ہاں قیاس سے بہتر ہے۔ اور یہی اس کا مذہب ہے۔

(۶) علامہ ابن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں وقال ابو حنیفۃ عجباً للباس بقولون افنى بالرأى ما افنى الا بالآخر (الحيوات الحسان ص ۲۷) ترجمہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں لوگوں پر تعجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں۔ حالانکہ میں تو آخری زمانے کی حدیث ہی سے فتویٰ دیتا ہوں۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہؒ ص ۱۵۰/۱۵۱)

(۷) عبد اللہ بن مبارک امام زفر سے نقل کرتے ہیں۔ سمعت زفر يقول نحن لا نأخذ بالرأى مادام اثر و اذا حاء الأثر تركنا الرأى (مقابہ اسی حنیفۃ لملا علی القاری بدیل الحواہر ص ۵۳۴ ج ۳) ترجمہ میں نے امام زفر سے سنا کہ جب تک کوئی حدیث موجود ہوتی ہے ہم رائے پر عمل نہیں کرتے اور جب کوئی اثر مل جاتا تو ہم اپنے رائے ترک کر دیتے ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

(۸) امام طحاوی حنفی المتوفی ۳۲۱ھ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ کسی مسئلہ میں ایک شخص سے بحث کر رہے تھے۔ ثناء گفتگو میں خاموش ہوا۔ فسکت ابو حنیفۃ فقال بعض اصحابہ الاتحیہ یا اباحنیفۃ فقال بما احبہ وهو یحدثنی بهذا عن رسول اللہ ﷺ (شرح عقیدۃ الطحاوی ۲۸۱) امام ابو حنیفہ خاموش ہو گئے۔ ان کے بعض اصحاب نے کہا اے ابو حنیفہ آپ اس کو کیوں جواب نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ تو مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہے۔ میں اس کو کیا جواب دوں۔

(ترجمہ از مرتب)

فائدہ :- اس واقعہ کو مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی بھی نقل کرتے ہیں اور آگے لکھتے ہیں کہ امام طحاوی کے اس حوالے سے صاف معصوم ہو گیا۔ کہ حضرت ابو حنیفہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی کتنی تعظیم کرتے تھے، اس کے سامنے کس طرح گردن جھکا دیتے ہیں۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ، بحوالہ تاریخ اہل حدیث ص ۷۰)

حاسدین امام اعظم کا ایک سنگین جرم:

حاسدین اور مخالفین، ابتداء سے امام اعظم کی محدثانہ حیثیت کو بخروج کرنے میں اس قسم کے بے سرو پا اعتراضات کرتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ تا نوز جاری ہے۔ اس کا نذرہ اس بات سے لگائیں کہ متکلم فیہ راویوں کے بارے میں لکھی گئی علامہ ذہبی کی مشہور کتاب میزان الاعتدال میں مخالفین نے امام اعظم کا ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے اور مطبوعہ نسخوں میں یہ ترجمہ موجود ہے۔ (میزان الاعتدال ۲۵/۴) علامہ ذہبی نے ثقہ راویوں پر مشتمل اپنی شہرہ آفاق کتاب نہ کفرہ الحفظ میں امام اعظم کی نہ صرف توثیق کی ہے بلکہ بڑے جند و نفاذ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۵۸، ۱۵۹) اور امام اعظم کے حالات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جو وہ ضعیف اور متکلم فیہ راویوں کی اس کتاب میں امام صاحب کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں صراحتاً یہ بات لکھی ہے کہ میں اس کتاب میں ائمہ متبوعین کا تذکرہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں و کذا لا اذکر فی کتابی من الانمۃ المتبوعین فی

المصروع احدا لجلالتهم فی الاسلام و عظمتهم فی القوس مثل ابی حنیفۃ
والشافعی والبخاری (مقدمہ میزن، عمدت ۲/۱) کی طرح میں اپنی کتاب میں ان ائمہ
میں سے کسی کا بھی ذکر نہ کروں گا جو فروع و مسائل میں مقتدی و پیشوا ہیں کہ اسلام میں ان کی
جلالت شان اور دوس میں ان کی عظمت ہے۔ جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہم اللہ۔
یہ سب مخالفین کی کارستانیوں ہیں لیکن حق و حقیقت بذاتی اعتراضات کے غبار میں کبھی نہیں
چھپ سکتی، واضح ہو کر سامنے آتی ہے اور اسی کو دوام و ثبات حاصل ہوتا ہے و اما الزبد
فیذهب حفاء و اما ما یفیع الداس فیمکت فی الارض (طبقات ابن سعد ۹/۳۶۸)

امام صاحب پراہل الرائے کا الزام اور اس کا جواب:

کتب تاریخ، اسلام، طبقات رجال اور مناقب وغیرہ میں امام اعظم کا لقب امام اہل الرائے
مذکور ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل الرائے ہونا شرعی اور لغوی لحاظ سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ محمود اور
باعث فضیلت ہے یا مذموم؟

رائے کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

امام ابو النعمان ناصر الدین المحمدرزی کھنکی لکھتے ہیں۔ الراۃ ما احتارہ الانسان
واعتقده وفيه ربيعة الراۃ بالاصافة فقيه اهل المدينة (المغرب ص ۱۹۷ ج ۱ مقام ابی
حنیفہ ص ۱۵۹) رائے اس نظریہ اور عقیدہ کو کہا جاتا ہے جس کو انسان اختیار کرتا ہے وراۃ اضافت
سے ساتھ ربيعة اراۃ ہیں جو اہل مدینہ کے فقیہ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی
نظریہ اور اعتقاد ہوتا ہے جسے اس شخص کی رائے کہا جاتا ہے۔

امام ابو الفضل القرشی تحریر فرماتے ہیں "رے دیدن بدل، و بینائی دل" (صراح ص ۵۵۱
بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۵۹) رائے دل کی بصیرت اور بینائی کو کہتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ دل
کی روشنی اور بصیرت خداوند کریم کا خاص تحفہ اور عطیہ ہے یہ کوئی مذموم شے نہیں۔ شیخ الاسلام مولانا
ظفر احمد عثمانی مقدمہ فتح المسہم میں تحریر فرماتے ہیں والراۃ هو نظر القلب یقال راۃ رایا
کہ رائے کے معنی دل کی نظر و بصیرت کے ہیں۔ عدمہ بن شیر الجزری الشافعی فرماتے ہیں

والمحدثون يسمون اصحاب القياس اصحاب الراي يعنون انهم ياحذوا برأيهم فيما يشكل من الحديث ومالم يات فيه حديث ولا اثر (تحفة الاحوذی ص ۲۰۶ بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۶۰) کہ محدثین اصحاب قیاس کو اصحاب رای کہتے ہیں، اس سے مراد یہ ہیں کہ وہ مشکل حدیث کو اپنی رائے اور سمجھ سے حل کرتے ہیں یا ایسے مقام پر وہ اپنے قیاس اور رائے سے کام لیتے ہیں جس میں کوئی حدیث و اثر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب الراے وہ حضرات ہیں جو مشکل احادیث اور غیر منصوص مسائل کو اپنی تدبیر اور دل کی بصیرت (جو منجانب اللہ موہوب ہوتی ہے) سے حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور محدثین کرام اس معنی کے لفظ سے ان کو اصحاب الراي کہتے ہیں۔ حافظ ذہبی تذکرہ ص ۱۳۸ میں امام ربیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں وکان اماما حافظا فقیها مجتهدا اصیرا بالرای ولدلک یقال له ربیعة الراي تفصیل بال سے معلوم ہوا کہ اہل رائے شرعا اور مذہباً موم نہیں بلکہ قابل مدح چیز ہے۔ بعض حضرات کو موجودہ المیزان لکھنوی کی درج ذیل عبارت سے دھوکہ ہوتا ہے ابو حنیفہ امام اہل الراي ضعفه النسائي من جهة حفظه وابن عدی و آخروں وترجم له الحطیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام المربقیں معدلیہ و مضعفیہ ابو حنیفہ اہل رائے کے امام ہیں نہ کسی ابن عدی وغیرہ نے حافظہ کی وجہ سے انکو ضعیف قرار دیا ہے اور خطیب نے ان کے حالات پر اپنی تاریخ میں دو فصلیں قائم کی ہیں اور ان کی توثیق و تضعیف کرنے والے دونوں فریقین پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔

محققین نے اس عبارت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ عدم ذہبی کے نہیں، بلکہ کسی نے اس کے حاشیہ پر لکھ دی تھی بعد میں ہوتے ہوئے یہ عبارت میزان کے متن میں شامل ہو گئی جیسا کہ عدم عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے ان هذه العبارة ليس لها اثر فی بعض النسخ المعتبرة ما رايتها بعيني بعض معتبر نسخ جو میں نے خود دیکھے ہیں ان میں اس عبارت کا وجود نہیں (بحوالہ امام ابو حنیفہ شخص ۱۳۵)

اور یہ عبارت عدم ذہبی کی ہو بھی کیسے سکتی ہے، جبکہ انہوں نے خود میزان، عتداں کے

مقدمہ میں سب بات کی صراحت کر دی ہے کہ وہ اس کتاب میں نثر متبوعین کا ذکر نہیں کریں گے عبارت ملاحظہ ہو ولا اذکر فی کتابی من الانمة المتوعیس فی الفروع احدا لجلالتهم فی الاسلام وعظمتهم فی النفوس مثل ابی حنیفہ والشافعی (مقدمہ میران الاعتدال) میں اپنی اس کتاب میں کسی بھی ایسے امام کا ذکر نہیں کروں گا جن کی فروع میں اتباع کی جاتی ہے۔ اسلام میں ان کی بزرگی اور لوگوں کی دلوں میں ان کی عظمت کی وجہ سے جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی۔

مگر باغرض امام ذہبی اس کو میزان میں ذکر کرتے تو حافظ ابن حجرؒ اس کو لسان المیزان میں ضرور ذکر کرتے کیونکہ لسان المیزان، میران الاعتدال پر ہی لکھی گئی ہے لیکن حافظ نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر امام ابو حنیفہ باغرض امام ذہبی کے نزدیک ضعیف ہوتے تو پھر تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ذکر نہ کرتے جبکہ تذکرۃ الحفاظ میں حافظ ذہبی نے صرف حفاظ محدثین کا ذکر کیا ہے، محدثین کا ذکر بھی نہیں کیا معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ ان کے ہاں نہ صرف ثقہ بلکہ صالح حدیث بھی ہیں فالحمد للہ۔ اور حافظ الحدیث ہوتا وہی ہے جس کو ایک لاکھ احادیث مع متن، سند، راویوں کے حالات و مقامات ان سب چیزوں کے ساتھ یاد ہو۔ بخلاف اس کے کہ نہ دھاپن انتہائی طور پر مذموم ہے اخراۃ تعالیٰ کا ارشاد بدوہجہ تو نہیں کہ فانہا لا تعمی الابصار ولكن تعمی القلوب النی فی الصدور۔

علامہ شرف الدین الطیبی الشافعی (متوفی ۳۲۰ھ) نے ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یہ جوابیہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے اہل الرائے کی پچھتئیوں سے معصوم ہوتی ہے حضرت علامہ طاب قاری ان کے ساتھ مناقشہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں یشم من کلام الطیبی راحة الکسانیۃ الاعتراضیۃ علی العلماء الحنفیۃ ظامہ انہم یقدمون الراۃ علی الحدیث ولذا یسمون اصحاب الراۃ ولم یدر انہم اما سمو ابدالک لدقة رایہم وحذاقة عقولہم (مرقات ح ۲ ص ۶۸) ترجمہ یعنی علامہ طیبی کے کلام سے علماء حنفیہ پر کٹائی اعتراض

کی بو آتی ہے۔ علامہ طبری پر گمان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حنفیہ رائے کو حدیث پر مقدم کرتی ہے۔ اور اس لئے وہ حنفیہ کو اصحاب الرائے کا نام دیتے ہیں حالانکہ ان کو اس بات کا علم نہیں کہ احناف کا یہ نام اپنی وقت رائے اور مہارت عقل کی بنیاد پر پڑ گیا۔ (ترجمہ از مرتب)

کیا رائے کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے؟

رائے کے لغوی اور اصطلاحی معنی کے بعد اس امر پر بھی غور کرنا ہے کہ کیا رائے اور فہم کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے؟ سمجھی جاسکتی ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر رائے کو سینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر رائے اور فہم کے بغیر حدیث نہیں سمجھی جاسکتی تو پھر وہ مذموم کیسے ہوگئی؟ کیا کوئی مذموم چیز بھی کسی مقبول و محمود چیز کا ذریعہ اور موقوف علیہ بن سکتی ہے دیکھئے اس بات کی وضاحت کیسے مولیٰ حاش کبریٰ زادہ کی تحریر جو مفتاح السعادة صفحہ ۶۱ کتاب ادب القاضی میں تصریح فرماتے ہیں کہ لا يستقيم الحديث الا بالرأى ای باستعمال الرأى فيه بان يدرك معانيه الشرعية التى هى مناط الاحكام ولا يستقيم الرأى الا بالحديث ای لا يستقيم العمل بالرأى والاخذ به الا بانضمام الحديث اليه (مقدمة فتح الملهم ص ۷۲) حدیث رائے کے استعمال ہی سے درست ہو سکتی ہے بایں طور کہ حدیث کے شرعی معانی جو احکام کیلئے مناط ہیں، رائے ہی سے ادراک کئے جاسکتے ہیں اور رائے بھی بدون حدیث کے درست نہیں ہو سکتی یعنی محض رائے پر عمل کرنا درست نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اس رائے کے ساتھ حدیث نہ مل جائے (مقدماتی حنیفہ ص ۷۲)

حدیث سے رائے کی عمدگی کا ثبوت:

حقیقت یہ ہے کہ دلائل شرعیہ کے پیش نظر کتاب و سنت کے اصولی قوانین و ضوابط کو لازمی اور قابل عمل قرار دے کر ہر ایسی پیش آمدہ ضرورت کے متعلق جس کی تفصیل و تشریح یا بصراحت تذکرہ قرآن و سنت میں موجود نہ ہو، قرآن و سنت کے جاننے والوں اور صحیح معنی میں مجتہدین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اجتہاد و ذراے سے کام لے کر قرآن و سنت کی روشنی میں وقتی ضروری اور ہنگامی مسائل کو حل کریں اسی کو تفقہ و اجتہاد اور قیاس اور رائے کہتے ہیں اس بات کی ثبوت کیسے سند حدیث معاذ کافی ہے جس کے بارے میں شیخ الاسلام ابو عمر بن عبدالبہ امالی رقم فرماتے ہیں

کہ وحديث معاد صحيح مشهور رواه الائمة العدل وهو اصل في الاحتهاد و
القياس على الاصول کہ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اس کو عادل ائمہ نے روایت کیا ہے اور
یہ حدیث اجتہاد، رقیس علی الاصول کے لئے ایک اصل اور مدار ہے۔

حضرت علی سے یہ روایت میں آتی ہے۔ سنل رسول اللہ ﷺ عن العزم فقال
مشاروہ اهل الراى ثم اتباعهم (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵) انحضرت ﷺ
سے عزم کے بارے میں سوئے یہ کیا ہے کہ وہ کیا ہے تو آپ نے رشد فرمایا کہ ہل رائے سے
مشورہ کر کے پھر ان کی پیروی کرنا۔

حضرت ابو بکر کا یہ قول تھا کہ ان ابانکر ادا برلت به قصبة لم يحدلها في كتاب
الله اصلا ولا في السنة اثرأ فقال اجتهد برائى فان يكن صواباً فمسن الله وان يكن
خطأ فمسنى واستعصر الله (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۶) جب انکے پاس کوئی مقدمہ
پیش آتا تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اگر ان کو وضاحت نہ ملتی تو فرماتے کہ میں اپنی رائے
سے جہتہ دکراتا ہوں اگر درست ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوگی ورنہ میری خطا ہوگی اور میں اللہ
تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ (بحوالہ مقدمہ بی حنفیہ ص ۷۷) اس طرح حضرت عمر جب لوگوں کو
فتویٰ دیا کرتے تھے تو فرماتے تھے یہ عمر کی رائے ہے، اگر درست ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا
ویرا خط ہوئی تو عمر ہی ہمداری عمر فان كان صواباً فمسن الله وان كان خطأ فمسن
عمر (میزان شعرانی ج ۱ ص ۳۹)

اور حضرت عمرؓ نے اپنی دور خدمت میں مشہور تابعی قاضی شریح (السنونی ص ۸۵) کو ایک خط
رسال فرمایا تھا جس میں اس کی تسبیح فرمائی تھی کہ اگر کوئی یہ مقدمہ اور مسئلہ پیش آئے جس پر
کتاب و سنت سے روشنی نہ پڑتی ہو، اس کے بارے میں پہلے سے کسی نے گفتگو بھی نہ کی ہو۔ تو
فاحتر الامر بس سنت ان سنت ان تحتهد برابك ثم تقدم فتقدم اه (دارمی ج
۱ ص ۶۵) ترجمہ ان دو امور میں سے جو نہایت چاہو پسند کر لو یا تو اپنی رائے سے جہتہ دکرا اور
اس میں جتن آگے بڑھ سکتے ہو بڑھو۔

مشہور محقق عالم اور صاحب قلم بزرگ ابو محمد زہرہ مصری ارقام فرماتے ہیں ان الحکم بالرای من اصحاب رسول اللہ مشہور و احتمال الخطاء فی اجتہادہم ثابت اذا لیسوا بمعصومین عن الخطاء (ابو حنیفہؒ حیات و عصرہ و آراء ص ۳۰۷) رائے کے مطابق حکم کرنا آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ سے مشہور ہے اور ان کے اجتہاد میں بھی خطا کا احتمال ثابت ہے کیونکہ وہ خطا سے معصوم تو نہ تھے الغرض غیر منصوص مسائل میں حضرات صحابہ کرامؓ نے جہاں رائے اور اجتہاد سے کام لیا ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو اچھا خاصہ دفتر تیار ہو سکتا ہے اور درج بالا آثار و احادیث سے یہ حقیقت واضح ہو کر کھل کر سامنے آیا کہ قرآن اور حدیث اور اجتماعی مسائل کے بعد رائے اور قیاس سے کام لینا خود مرفوع اور صحیح حدیث اور صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت ہے اور جمہور امت بھی اس کی قائل ہے پھر رائے اور قیاس کی مذمت اور اہل امراء اور صاحب قیاس کی توہین و تذلیل کیونکر قابل سماعت ہو سکتی ہے (مقام ابی حنیفہ ص ۱۸۱)

خطیب بغدادیؒ اور ابن خلدونؒ کے منقول الزامات کے تحقیقی جوابات:

اصل میں امام ابو حنیفہؒ پر مختلف قسم تہمتوں اور بے بنیاد الزامات کے تاریخی ماخذ خطیب بغدادیؒ کا نقل کردہ بے سند اقوال کا ذہب ہیں جو انہوں نے تاریخ بغداد میں ارقام فرمایا ہے ذیل میں ان کے یہ اقوال مع تحقیقی جوابات پر درقرطاس کئے جاتے ہیں تاکہ حقائق کی کسوٹی پر ان کی معیار صداقت واضح کیا جائے۔

خطیب بغدادیؒ امام ابو حنیفہؒ کے تنقیص فی الحدیث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وکان یتیمًا فی الحدیث کان زماناً فی الحدیث لم یکن مصاحب حدیث (ابو حنیفہؒ علم حدیث میں یتیم تھے، ابو حنیفہؒ تو حدیث میں بالکل اپانچ تھے، وہ حدیث کے آدمی نہ تھے۔ آگے لکھتے ہیں لاسہ لیس لہ رای ولا حدیث جمیع ماروی عن ابی حنیفہ من الحدیث مائة و خمسون اخطا فی نصفها (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۴۴۴) ترجمہ ابو حنیفہ کے پاس نہ تو رائے تھی اور نہ حدیث ابو حنیفہؒ سے مروی کل ذریعہ سوحہ شیں ہیں جن میں سے آدھی حدیثوں میں ان سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ (ترجمہ از مرتب)

مؤرخین نے بھی بعض دانستہ برائے مخالفت اور بعض نادانستہ طور پر ان الزامات کو اپنی تاریخوں میں نقل کرتے چپے آئے ہیں۔ مثلاً ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھا ہے (ان مرویاتہ بلغت علی ما یقال سبعة عشر حدیثاً) ترجمہ: ابو حنیفہؒ سے مروی احادیث کی تعداد جیسے کہ کہا گیا ہے۔ سترہ تک پہنچی ہے۔ مگر حقائق و واقعات کی دنیا میں ان الزامات میں کہاں تک صداقت ہے اسی سلسلہ میں گذشتہ بحثیں کافی ہیں۔ مگر مزید اطمینان خاطر کے لئے چند گزارشات معروف قلم نگار حضرت مولانا عبدالمقیوم حقانی کے کتاب ”دفع امام ابو حنیفہؒ سے پیش خدمت ہیں۔

(الف) فقہ حنفی، ابو حنیفہؒ کے مذہب کا تحقیقی مطالعہ کرنے والے کبار ائمہ کرام اور فقہاء عظام نے فقہ حنفی کے صل تمام احادیث حکام کو (الدر المنیفة فی ادلة ابی حنیفة) کے نام سے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے تو رسول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہم حدیث سے ناہد اور تہی دمنی ہونے کے باوجود ان کے استنباط کردہ مسائل و احکام صحیح احادیث کے موافق کیسے ہو گے۔

(ب) علم اصول حدیث و کتب مصطلح حدیث و کتب اسماء الرجال میں امام ابو حنیفہؒ کے ”راء و نظریات کو مدون کیا جاتا ہے، رد و قبول کے اعتبار سے اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ یعنی جس حدیث یا راوی کو امام ابو حنیفہؒ رد کر دیں اسی کو مردود سمجھ جاتا ہے، درجس کی وہ تائید کر دیں اسے قبول کر لیا جاتا ہے۔ کیا ایسے عظیم علمی شخصیت کو علم حدیث سے کورا اور تہی دمن قرار دینا سرسرجھوٹ اور بہتان نہیں ہے۔ (دفع امام ابو حنیفہؒ ص ۱۰۲)

علامہ ابن خلدونؒ کی منقول روایت کی توجیہات:

اس تفصیل سے ابن خلدون کے بیان کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ تاہم ابن خلدون کی عبارت بہت مبہم ہے۔ نہوں نے تناکھا ہے۔ کہ ابو حنیفہؒ کے مرویات کی تعداد سترہ ہے، ہو سکتا ہے کہ۔

(۱) ابن خلدون نے امام ابو حنیفہؒ کے مرویات کی تعداد سے ان کے سترہ مسند مراد لئے ہوں۔

(ب) اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام محمدؒ نے جو پورا موطا امام مالک سے روایت کیا ہے۔ مگر اس میں صرف تیرہ حدیثیں ایسی درج کئے ہیں جو ابو حنیفہؒ سے منقول ہیں اور چار حدیثیں ابو یوسفؒ سے روایت کی ہیں ان سترہ کو دیکھ کر بعض اہل علم نے موطا میں درج شدہ احادیث کی تعداد سترہ

بتائی ہیں اور وہی نقل ہوئی چلی آتی ہو۔ مگر یاد رہے کہ سترہ احادیث والے بہتان اور سبے بنیاد الزام کو ابن خلدون کے سوا کسی کتاب نے بھی ذکر نہیں کیا۔ (بحوالہ تانیب الخطیب ص ۱۵۶)

فقہ حنفی پر مخالفت حدیث کے الزام کی حقیقت:

بعض جہلاء نے امام صاحب اور فقہ حنفی کے بارے میں حدیث کی صریح مخالفت کا بے بنیاد پروپیگنڈا کیا۔ جس سے بعض بڑے بڑے علماء بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب نے فروعی مسائل و اصولی دلائل میں تفقہ کی راہ اختیار فرمائی۔ کیونکہ روایت لفظیہ سے یہ کام زیادہ اہم ہے، اور ان خطوط پر لوگوں کی رہنمائی اشد ضروری تھی۔ تفقہ ہی کو روایت کا نام دیا گیا۔ اپنی انہی خدا داد صلاحیتوں کے سبب ہی تو آپ اپنے دور کے تمام محدثین پر فوقیت رکھتے تھے۔ (از مرتب) صاحب مرقاة المفاتیح ملاطی القارئی نے ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے وقد سالہ

الاوزاعی عن مسائل و اراد البحث معہ بوسائل فاجاب علی وجه الصواب فقال له الوزاعی: من این هذا الجواب، فقال من الاحادیث التي رویتموها من الاحبار والاثار التي نقلتموها و بین له وجه دلالتها و طریق استباطها، فانصف الاوزاعی ولم يتعسف فقال نحن العطارون وانتم الاطباء (مرقاة المفاتیح ج ۱ / ص ۲۸) کان عمدہ ان نقل الحديث الشريف لايحور الا باللفظ دون المعنى (مقدمہ ابن خلدون ص ۱۴۴) امام اوزاعی نے آپ سے چند مسائل کے بارے میں پوچھا اور آپ سے بحث کا ارادہ کیا۔ آپ نے صحیح صحیح جواب دیدے تو کہنے لگے، یہ جوابات کہاں سے دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان احادیث و روایات اور آثار سے جنہیں آپ لوگ نقل کرتے امام اوزاعی نے انصاف سے کام لیتے ہوئے اور بغیر کسی جھجک کے کہا ہم لوگ تو جزی بوٹیاں جمع کرنے والے ہیں اور آپ لوگ ماہر طبیب ہیں امام صاحب نے یہ طریق اس لئے اختیار فرمایا کہ آپ کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہ تھی الفاظ کی صراحت ضروری، مرتبہ۔ اس تنقید کے اختصار فرمانے میں وضامین کی سازشوں کو ناکام بنانا مقصود تھا

(ترجمہ از مرتب)

وقال فيه سألني لكثرة الوضاعين من زنادقة العراق وحرصه على ان لا يأخذ بالشك في ديسه (تاريخ الأدب العربي ص ۳۸۲) تفقہ کے ذریعہ جزئیات نکالنے کا یہ طریق آپ نے وضائیں حدیث (جن کا تعلق زنا ذوقہ عراق سے تھا) کی کثرت کے پیش نظر اختیار فرمایا۔ تاکہ وضائیں کی روایات کے سبب آپ کے فقہ مذہب میں کسی قسم کا شبہ نہ کیا جاسکے۔

امام صاحب کے پیش نظر یہ فرمان رسول بھی تھا کہ عس عبد اللہ ہس عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ بلعوا عني ولو آية وحدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج ومن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار من حدث عني بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين او كما قال اخذ بكتاب الله فان لم يجد فبسنة رسول الله ﷺ فان لم يجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله ﷺ اخذت بقول الصحابة اخذ بقول من شئت منهم وادع من شئت منهم ولا اخرج من قولهم الى قول غيرهم فاما اذا انتهى الامر الى ابراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا فقوم اجتهدوا وانا اجتهد كما اجتهدوا (تاريخ بغداد ج ۳ ص ۳۶۸) ترجمہ عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ سے جو حاصل کرو آگے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ اور بنی اسرائیل سے روایات نقل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ جس نے مجھ پر میری طرف منسوب کر کے (جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا آگ کو بنا ليوے جس نے کسی بات کو جھوٹ سمجھنے کے باوجود میری طرف منسوب کیا ایسا شخص جھوٹوں میں سے ہے۔ امام صاحب قرآن مجید کے بعد نہ صرف سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع صحابہ کو حجت سمجھتے تھے بلکہ اختلاف صحابہ کی صورت میں بھی اقوال صحابہ سے خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے اپنے اصول تنبیہ پر خود امام صاحب کی تصریح موجود ہے فرمایا میں کتاب اللہ سے حکم معلوم کرتا ہوں پھر اُردو ہاں سے نہ ملے تو سنت رسول اللہ کو تھا م پیتا ہوں اُردو ہاں بھی نہ ملے تو پھر صحابہ کرام میں سے کسی کے قول کو اختیار کرتا ہوں۔ جس کے قول کو چاہوں، اختیار کر لیتا ہوں جسے قول کو چاہوں اختیار نہیں کرتا بہر حال ان کے اقوال سے باہر نہیں نکلتا جب معاملہ یہاں سے ابراہیم، شععی،

ابن سیرین، حسن، عطاء اور سعید بن مسیب وغیرہ تک آجائے تو ان لوگوں نے بھی اجتہاد کیا ہے انہی کی طرح میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

(ترجمہ از مرتب)

وضاحت: یعنی رائے و رقیس کا دخل وہاں سے شروع ہوگا جہاں قرآن و سنت اور سنت صحابہ النبی ﷺ کی تصریح موجود نہ ہو یہ رائے قرآن و سنت کے تابع ہے۔ مخالف وہ رائے ہے جو قرآن و سنت کی پرواہ کئے بغیر اختیار کی جائے۔

موجودہ دور کے زعمین کے لئے فقہ حنفی کی تائید میں تخریج احادیث کی کتب احناف کی طرف سے واضح اور مدلل جواب ہیں۔

امام طحاوی کی "شرح معانی الآثار" امام طحطاوی کی مسند عدم مزین کی نصاب الروایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ مولانا ظفر احمد عثمانی کی "اموال السنن" ان کے عدوہ مشہور کتب حدیث کی شروح میں "شرح البخاری" مرقۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح "فتح المہم شرح المسہم" فیض باری شرح بخاری "معارف السنن شرح جامع ترمذی" وغیرہ کتب کا وجود فقہ حنفی کیسے مویہ ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

امام ابو حنیفہؒ پر عقیدہ ارجاء کے الزام اور اس کے تحقیقی جواب:

نوٹ: عنوان ہذا کے ذیلی مضمون ادارے کی طرف سے اضافہ فی الافادہ ہے جو سلسلہ امام ابو حنیفہؒ پر جرح و اعتراضات ورنے کے تحقیقی جوابات کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے اس باب کے ضمن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ (مرتب)

مرجعہ مسلمانوں کا مشہور فرقہ ہے جو کئی شاخوں پر مشتمل ہیں اور یہ وک سدام میں فلسفہ کے ور آنے سے متاثر ہوئے تھے جیسا جبر یہ قدر یہ دنیہ و فرتے فرداغ پذیر ہوئے۔ مرجہ جبہ یہ قدر یہ ایک دوسرے سے قریب تر ہیں کیونکہ یونانی رومی اور مرجہ خورن کو یک ہی صف میں شمار کرتے ہیں اور ایرانی فلسفوں نے ان کے خیالات پر ہر دست اثر ڈالا۔ مرجہ ارجاء سے مشتق

ہے جو عربی میں تانیہ کے معنوں میں بولا جاتا ہے ن کے زعم کے مطابق ایمان مقدم ہے اور عمل موخر ہے ایمان کا تحقق قبل سے ہے عمل سے نہیں اور ایمان ہونے کے باوجود انسان بد اعمال رہتا ہے لہذا بد عملی پر سزا نہیں ہوسکتی بعض علماء نے اس فرقہ کو خوارج کا حصہ قرار دیا ہے ممکن ہے ابتداء میں خوارج نے بھی یہ فاضل پناہ ہو مگر بعد میں ن کے بیشتر علماء نے امام ابو حنیفہ کی فروع میں تفسیر کی اس بنا پر پتہ روشن نہیں ن کو مگر جیہ حنفیہ بھی سمجھتے ہیں جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ اللہ میں لکھا ہے۔ مترجم نے اپنے دیباچہ میں اس مفہوم کی تردید کی یہ فرقہ فرید بن معاویہ کے عہد ۱۲۰ھ میں ظہور پونہ کے عقائد سے اس مہد کا حکم ان مطمئن تھے یعنی ن کی وجہ سے تقابلیت و تباہی واقع ہوتا تھا اسلئے اس نے اس فرقہ کی سرپرستی کی ن کے ابتدائی عقائد کا خلاصہ اس طرح سے بیان کا تحقق عمل سے نہیں دور سے ہے ضرورت زنی، شرابی، فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو مگر ن مت فرشتہ ہے۔ اس شخص نے ایک مرتبہ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہے بے عمل مسلمان پر بھی لازم ہے۔ ایمان محض ایک قول ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ہوتا ہے اس میں شریعت کا کوئی دخل نہیں تو صرف توحید کے اقرار کا نام ہے۔ ایمان کا قدر سب کے ہاں بڑا ہے۔ فاشقان، منافق، بدعنوانوں، ورع، انسانوں کا ایمان ایک ہی نوعیت رکھتا ہے۔ زبان کا قرین عمل صحت سے فہم سے۔ نہاد کا بولی میحدہ، جو نہیں یہ نسائی فعل ہیں جن پر سزا و سزا نہیں ہوسکتی۔ انسان کو یہ تمیز ہی نہیں کہ نسا فعل نہاد ہے اور نسا ثوب یہ تمیز قرآن وحدیث سے قدامت میں نہ جاتی بدعتیں انسان ہی۔ حاشیہ فیصد رستی ہے ہند یہ انسان کسی ایک فعل کو عقل کی بنیاد پر ثواب و سزا کے لئے ہونا ہوتا ہے۔ اس دلائل ہوں سے فیصد ممکن نہیں۔

(زمرتب)

بسم اللہ الامام اعظم پر جرح و اعلة اضات اور ان کے جوابات امام ابو حنیفہ

اور عقیدہ ارجاء

نوٹ۔ امام ابو حنیفہ پر جرح و اعلة اضات کے سلسلے میں چونکہ امام صاحب پر عقیدہ رجاء کا دور مانتے ہیں۔ مدینہ اعظم کے کتب میں معروف و مشہور تھا اور ان کے طرف سے یہ اثر

امام ابو حنیفہ کی شخصیت کمزور کرنے کے لئے ایک کاری ضرب شمار کیا جاتا ہے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس الزام کی اصل حقیقت اور حقیقتیں کے ہفتوات اور مزعومات واضح کر کے اس کے مدلل اور مفصل جواب دیا جائے اسی ضرورت کے پیش نظر ذیل میں ماہنامہ بینات میں اس کے بابت شائع شدہ تفصیلی مضمون نقل کیا جاتا ہے۔ مام فادیت کے پیش نظر اس علمی مجتہد سے یہ مضمون من و عن قارئین کے استفادے کے لئے پیش خدمت ہے امید ہے قارئین حظ وافر حاصل کریں گے۔ (زمرتب)

قطب حقیقت، نئی کال، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "غنیۃ الہدیین" میں تہمت (۷۳) ذوق کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے مرجع کا بھی ذکر کیا ہے اور ان (مرجع) میں اسباب ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو بھی شمار کیا ہے جس سے بعض متعصب اور جذبات سے مغلوب غیہ مقدسوں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مام صاحب کو مرجع کہا اور لکھا ہے جن میں "حقیقت الفقہ" کے مؤلف غیہ مقدمہ عالم مولانا محمد یوسف بھی شامل ہیں۔ آئندہ اوراق میں ہم انہی کی غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا صحیح مطلب بیان کریں گے۔

نوٹ: آئندہ صفحات میں مولف "حقیقت الفقہ" کی عبارت "م" سے عنوان سے پیش کر کے "الجواب" سے اس کا جواب دیا جائے گا۔ موصوف مقدمہ "حقیقت الفقہ" ص ۲۶ پر غنیۃ الہدیین کے حوالہ سے لکھتے ہیں

م "چوتھ کر دو مرجعہ کا جس کے بارہ (۱۲) فرقے حسب ذیل ہیں۔

عموماً یہ گمراہ قائل ہے کہ جب کسی نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا چہ امر چہ سارے ہی گمراہ کرے ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ یہاں صرف قوس کا نام ہے، عمال ایمان سے خارج ہیں۔ وہ صرف احکام شریعت ہیں، لوگوں کا ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا ہے (عام لوگ نیک ہوں یا بد فاسق ہوں یا فاجر) ان کا ایمان اور فہم اور فہم و شوق کا ایمان ایک ہی ہے کم یا زیادہ نہیں امر چہ عمل نہ کرے۔

فرقہ کا نام	پیشوا کا نام	عقائد
حنفیہ	ابو حنیفہ نعمان بن ثابت	ایمان صرف معرفت الہی اور اقرار کرنا خدا اور رسول کا اور جو چہ وہ خدا یا اس سے لائے ہیں۔ ایمان بطور پر اسی طرح ذکر کیا برہوتی ہے۔ (غنیۃ صفحہ ۲۰۸)

صاحب حقیقۃ الفقہ کا تدلیس:

الجواب مؤلف کا مقصد بہتر فرقوں کی تفصیل ذکر کرنے سے صرف اس قدر ہے کہ وہ اصحاب ابی حنیفہ کا تدلیس کریں کہ حنفیہ بھی دیگر فرق ضالہ کی طرح ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی غرض سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ حنفیہ فرقہ جو امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے پیرو ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ حنفیہ کا ذکر مرحلہ فرقوں کے تحت کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ بھی مذہب ارجاء کے قائل تھے لیکن قبل اس کے کہ امام صاحب پر وارد شدہ اس اعتراف کا جواب دیا جائے، مناسبت معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کی چابکدستی کی طرف اشارہ کر دیں کہ وہ کسی قدر ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے عبارت کا صحیح مطلب تک نہیں لاتے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ”اسمل والنحل“ کی اصل عبارتیں پیش کرنے کے بجائے صرف ترجمہ پراکتفا کیا ہے، ورغیۃ النہیین کا اصل عبارت وہ بھی اپنی فہم اور مرضی کے مطابق کر کے نقل کیا ہے غیبتہ کی اصل عبارت مدحظہ ہو۔

اما الحمیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة والافرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عنده حملة علی ما ذکرہ البر ہوتی فی کتاب الشجرۃ یمین حنفیہ وہ بعض اصحاب ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہیں جن کا عقیدہ یہ کہ ایمان صرف معرفت (دل سے پہچاننے) و رزبانی امتہ اور اس کے رسول کا اور جو چھ وہ اس کے پاس سے لے کر آئے ہیں جمالی طور پر، قرار کا نام ہے جیسا کہ برہوتی نے ”کتاب الشجرۃ“ میں ذکر کیا ہے۔

لیکن مؤلف نے ترجمہ کرتے وقت ”کتاب الشجرۃ“ کا نام حذف کر دیا جو ”غیبتہ“ کا ماخذ ہے لہذا اس سے پہلے یہ بتایا جائے کہ ”برہوتی“ کون ہیں اور ان کی ”کتاب الشجرۃ“ معتمد بھی ہے یا نہیں؟ پھر یک مجہول مصنف کی غیر معروف تصنیف کے حوالہ سے کوئی بات کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ ”برہوتی“ اور اس کی کتاب الشجرہ دونوں (ہماری معصومات کے مطابق) مجہول ہیں۔

حقیقت پوشی کی ناکام کوشش:

اس کے علاوہ جب مؤلف ہر بات کی صحت کیسے سند کا مطالبہ کرتے ہیں تو خرامام عظیم رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت پر ایک غلط الزام لگاتے وقت انہوں نے اس صوں کو کیوں نظر انداز کر دیا؟ واقعی ”کتاب الشجرہ“ اور اس کا مصنف معتد علیہ تھا تو ان کا مفصل تذکرہ کر کے بقید صفحہ اس کا حوالہ اصل کتاب کی عبارت مع سند پیش کر دی جاتی جب یہ نہیں کیا گیا تو واضح ہو گیا کہ یہ حقیقت تعصب کے شکار کم ظرف حضرات کی حق تلفی پوشی کی ناکام کوشش ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ”غنیۃ“ میں تو بعض صحابہ ابی حنیفہؒ تحریر تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس عقیدے کے حامل تھے مؤلف نے کمال دیانتداری سے ”بعض“ کا لفظ ڈا کر تمام احناف میں شامل کر دیا اور اس کو امام صاحب کا مذہب بنا دیا۔

ایں کار از تو آید تو مرداں چہیں کنند

حقیقۃ الفقہ کی عبارت:

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی مقتدا ہیں فرقہ حنفیہ کے اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقہ میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ ایمان کی تعریف اور اس کی کمی و زیادتی کے بارے میں جو عقیدہ مرحوم کا ہے انہوں نے بھی بعینہ وہی اپنا عقیدہ اپنی تصنیف فقہ اکبر میں درج فرمایا ہے۔ علامہ شہرستانی نے ”کتاب الملل والنحل“ میں بھی رجاں ارجیہ میں حسان الدین بن ابی سیمان اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کو درج کیا ہے۔ اسی طرح غسان بھی جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے۔ ابو حنیفہ کو فرقہ مرجعہ میں شمار کرتا ہے۔ (الملل والنحل ص ۱۸۸ و ص ۱۹۴ جلد اول مطبوعہ مصر) (حاشیہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۷)

الجواب مؤلف کا یہ قوں کہ ”اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقہ میں شمار کیا ہے محض دعویٰ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں آتا تو ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ کہا ہو اگر ایسی ہوتی تو مؤلف ایسے ”حکیم اور بردبار آدمی سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ان اکثر کا نام لئے بغیر نہ گزر جائیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کی عداوت تو مؤلف موصوف کے رگ و ریشہ میں پیوست

ہو چکی ہے، چنانچہ انہیں امام صاحبؒ کے بارے میں جو کچھ بھی رطب و یابس غلط، صحیح ملا سب کو (بغیر جانچ پڑتال اور رد و قدح کے) اپنی تائیف میں درج کرتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اس ۹۲ پر اسی (۸۰) ص ۱۰۷ کی نام بنام فہرست پیش کی ہے (جو اپنے وقت کے امام علامہ حافظ و پیشوا تھے) جنہوں نے امام صاحب کو ناقص اہل فطرت، حدیث کا مہملہ، سنی جانچ پڑتال ناقص نیز عربی زبان میں ناقص بتلایا و ران کے عقائد و مسائل پر اعمتہ اضراب لگاتے ہیں۔ اس سے ہمیں یہاں تعجب ہے کہ انہوں نے (مؤلف حقیقۃ الفقہ) اس جگہ ان کثرت اہل علم و فہرست پیش نہیں کی؟

ارجاء کی الزام حسد اور بغض پر مبنی ہے:

ثانیاً جن لوگوں نے امام صاحب کو مرجعہ کہا ہے یا تو حسد اور بغض کی بنا پر ان پر یہ زمرہ لگایا، یا ان کو امام صاحب کے بارے میں رائے قائم کرنے میں خطا واقع ہوئی ہے، چنانچہ علامہ حافظ عبد البرؒ اپنی تحریر فرماتے ہیں: *وَقَمُوا ابِصَاعِلِي ابِي حَنِيفَةَ الْارْحَاءِ وَمِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ يَسْبُ الْاِلْحَاءِ كَثِيرًا لَمْ يَنْ قَبِيحَ مَا قَبِلَ فِيهِ كَمَا عَمُوا بِذَلِكَ فِي ابِي حَنِيفَةَ وَكَانَ ابِصَاعِلِي حَسَدًا لِيَهْ مَالًا يَبِيحُ وَقَدْ اَتَى عَلَيْهِ حَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَصَلُوْهُ* (جامع بین العلم و فضائل ص ۱۲۸/۲) بغض محدثین نے امام ابو حنیفہ پر ارجاء کا بھی زمرہ لگایا ہے۔ حالانکہ اہل علم میں تو ایسے دُک بڑی کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجعہ کہا گیا ہے لیکن جس طرح امام ابو حنیفہ کی مامت کی وجہ سے اس میں ہر پہلو نمایاں کیا گیا ہے۔ دوسروں کے بارے میں ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی بہت جتنے تھے اور ان کی طرف ایک باتیں منسوب کرتے تھے جن سے ان کا من بالکل پاک تھا و ران کے بارے میں نامناسب باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی یہ بڑی جماعت نے ان کی تعریف کی ہے ورنہ ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔

ارجاء کی حقیقت:

ثالثاً جس معنی میں امام صاحب کو مرجعہ کہا گیا ہے وہ "ارجاء" اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف نہیں اس لئے ہم مناسبت سمجھتے ہیں کہ پہلے ارجاء کا معنی، مرجعہ کا حال و رائے عقائد و وضاحت سے بدینہ نظرین کر دیں تاکہ امام صاحب کی طرف منسوب "ارجاء" کی حقیقت کھل کر

سامنے آجائے۔

ارجاء کے معنی:

ارجاء کا صلی معنی ہے تاخیر اور مہلت دینا، چنانچہ علامہ عبد البریم شہستانیؒ نے ارجاء کی تفصیلات بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں

الارحاء علی معیین احدہما التاحیر فلو ارحہ واحدہ ای امہدہ و اخرہ
والناسی اعطاء الرحاء وقیل الارحاء تاحیر حکم صاحب الکبرۃ الی القیامۃ فلا
یقصر علیہ بحکم مافی الدیام من کونہ من اہل الجبۃ ومن اہل الدار وقیل
الارحاء تاحیر علی رسی اللہ عنہ عن الدرحة الاولى الی الریعة رجاہ ہے اور معنی
ہیں (۱) تاخیر کرنا، قرآن پاک میں ہے (تاورجاہ) انہوں نے یہاں سے ان کے
بھلی و مہلت دے یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر۔ کامیاب ہونے، اور ان
مہلت دینا چاہتے۔ اور دوسرے معنی (۲) یعنی بخش دینا پر بات آئی، یہاں سے یہ ہوتا ہے
ایمان کے ہوتے ہوئے معاصی چھوڑ نہیں۔ بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ مرتکب کبرہ کا
فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لکایا جائے۔ اور بعض
کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علیؑ کو اپنے خلیفہ سے جدا ہو کر غیبت فرمایا جائے۔

اب چونکہ ارجاء کے مفہوم میں تاخیر شامل ہے اس لیے جو حضرات یہاں سے ہارے ہیں اس
کے کامیتے میں اور دنیا میں اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہ دے کر معاف
کے جنت میں داخل کر دے یا جہنم میں اسے دے دے اور اس کے معنی سے
اعتبار سے امام صاحب اور دیگر حضرات محدثین و مرجعہا یہاں سے دینا چاہتے ہیں۔ علیؑ قدری شرح فتنہ
کتاب میں فرماتے ہیں ثم اعلم ان القویوی ذکر ان ما حسمہ کال بسمی مرحنا لک
حمرہ امر صاحب الکبریۃ الی مشیۃ اللہ والارحاء الساحیر (شرح فقہ اکبر صفحہ
۸۸) پھر معلوم رہے تو نوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کو بھی مرجعہ کہا جاتا تھا کیونکہ وہ مرتکب
کبرہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے اور رجاء کے معنی ہی مؤخر کرنے کے ہیں۔

ب سوچنے کی بات یہ ہے۔ امام صاحب کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ یہ صریح نصوص آیات وحادیث سے امام صاحب کے اس عقیدے کی تائید ہوتی ہے۔ تمام ہلسنت کا یہی مذہب ہے، البتہ ارنیہ مقیدین کا عقیدہ اس کے خلاف ہو اور وہ سنہگار جنتی یا قطعی جہنمی قرار دیتے ہوں تو اس کی وضاحت ضروری ہے

امام ابو حنیفہ کے مسلک کی وضاحت:

ملاحظہ ہوا امام صاحب خود اپنے اس عقیدے کی وضاحت فرماتے ہیں عس ایسی مقاتل سمعت اباحیمة يقول الناس عدنا على ثلاثة منازل، الا سياء من اهل الجنة، والمنزلة الاخرى المشركون نشهد عليهم انهم من اهل النار والمنزلة الثالثة المؤمنون يقف عنهم ولا يشهد على واحد منهم انه من اهل الجنة ولا من اهل النار ولكننا نرجو لهم ونحاف عليهم ويقول كما قال الله تعالى (حفظوا عملاً صالحاً وأحرموا سيئاً عسى الله ان يتوب عليهم) حتى يكون الله عز وجل يقصى بينهم وانما نرجو لهم لان الله عز وجل يقول (ان الله لا يعمر ان يشرك به ويعفّر ما دون ذلك لمن يشاء) ونحاف عليهم بدو بهم وخطاياهم وليس احد من الناس اوجب له الجنة ولو كان صواباً قواماً عبر الاسباء ومن قالت فيه الاسباء (كتاب العالم والمتعلم ص ۲۷۲ طبع حیدرآباد ۱۴۰۸ھ) ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک ایک تین طرح کے ہیں (۱) نبیاء جو جنتی ہیں (۲) مشرکین، ان کے متعلق ہماری شہادت، جہنمی ہونے کی ہے (۳) مومن جن کے متعلق ہم توقف اختیار کرتے ہیں ورنہ میں سے نہ تو کسی کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور نہ کسی کے جہنمی ہونے کی۔ ہاں ان کے بارے میں (جنت کی) امید اور دوزخ کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے بارے میں فرمایا ہے (طایب انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو) ایسا تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ولی فیصلہ دے گا میں اور ہم ان کیلئے امید مناسبت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا (تحقیق اللہ اس کو تو ہرگز معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے اور اس سے کبیرہ و شرک سے کمتر گناہ جس کے چاہے معاف کر دے) اور ان کے بارے میں گناہوں اور غلطیوں کے سبب عذاب کا خوف بھی رکھتے ہیں ورنہ کوئی شخص یہاں نہیں کہ جس نے اپنے سے جنت کو واجب کر لیا ہو اگرچہ وہ کتنا ہی روزہ رکھنے والے اور عبادت کرنے والے ہو بجز انبیاء اور ان حضرات کے کہ جن کو انبیاء نے جنتی کہا ہو۔

عبارت مذکورہ سے امور مستفادہ:

حضرت امام ابو حنیفہ کی عبارت بالا سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے (۱) مرتکب کبیرہ امام صاحب کے نزدیک کافر نہیں (۲) اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے چاہے تو ازراہ عدل اس کو سزا دے یا ازراہ فضل اس کی مغفرت فرمادے۔ (۳) یہ فیصلہ اس مسئلہ پر متفق ہے کہ عمل ایمان کا جزء ہے یا نہیں اس میں دیگر ائمہ اور محدثین بظاہر امام ابو حنیفہ کے خلاف معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ اختلاف صرف لفظی ہے فریقین کے نزدیک عمل ضروری ہے، امام صاحب کی مرادھی جزء سے یہ نہیں کہ عمل کی ضرورت نہیں۔ حاشا! کلام امام صاحب اس سے بہتر قائل نہیں بلکہ امام صاحب عمل کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ نے مغفرت نہ فرمائی تو تارک عمل اپنے ترک عمل کی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔

نزاع لفظی سے فساد اعتقاد نہیں آتا:

چنانچہ امام صدر الدین علی بن محمد الحنفی المتوفی ۹۶۷ھ فرماتے ہیں والاختلاف الیدی بیس ابی حنیفہ والائمة الباقین من اهل السنة اختلاف صوری فان کون اعمال الجوارح لازمة لایمان القلب او حرء من الایمان مع الاتفاق علی ان مرتکب الکبیرة لا یخرج من الایمان بل هو فی مشیئة اللہ ان شاء عذبه وان شاء عفا عنه نزاع لفظی لا یترب علیہ فساد اعتقاد شرح طحطاوی ص ۹۷ طبع جدید۔ اور ایمان کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ اہل سنت کے درمیان جو اختلاف ہے وہ محض صوری ہے۔ یعنی لفظی اختلاف ہے۔ حقیقی نہیں اس لئے کہ اعمال جوارح یا تو ازمنہ ایمان ہیں یا ایمان

کا جزاء ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مرتکبِ بے ایمان سے نہیں نکلتا بلکہ وہ بند کی مشیت کے تحت ہے چاہے تو وہ اس کو عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے غرضیکہ یہ صرف لفظی اختلاف ہے جس سے عقیدے میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

اور حضرت شہ ولی اللہ محدث دہوئی کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لکھتے ہیں: **ولیس النزاع** لا راجعاً الى المقطع، التفہیمات الالہیة صفحہ ۲۸)۔ لیکن یہ نزاع صرف لفظی ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ امام صاحب کے نزدیک عمل اگرچہ جزاءِ ایمان نہیں تاہم ایمان کے درجات میں سے ہے اور اس پر ثواب و عقاب کا ترتیب ہوگا برخلاف مرجئہ کے کہ ان کے نزدیک ایمان کے بعد عمل کی حیثیت ترتیبِ ثواب و عقاب کے درجہ میں بھی نہیں ہے۔

مرجئہ مذموم کے مذموم عقائد:

ثم المرحنة المدمومة المستدعة ليسوا من القدريّة بل هو طائفة قالوا لا يصبر مع الاسمان دس كما لا يرفع مع الكفر طاعة فزعموا ان واحدا من المسلمين لا يعاقب على شئ من الكفر فليس هذا الا رجاء عن دالك الارضاء (شرح فقہ اکبر ص ۸۹)۔ پھر مرجئہ مذمومہ بدعتی فرقہ "قدریہ" سے الگ ایک فرقہ ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان لے آنے کے بعد انسان سے کوئی گناہ مضرت نہیں جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی قبول نہیں اور ان کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی بے ایمان و کافر اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ پس اس ارجماء یعنی اصل بدعتہ رجاء اور اس ارجماء (ما صاحب کے رجاء) میں کیا نسبت۔

فقہ اکبر میں امام صاحب کی طرف منسوب اصل عبارت:

نیز مؤلف کا یہ قول کہ "ما صاحب نے فقہ اکبر" میں وہی عقیدہ ذکر کیا ہے جو مرجئہ کا ہے۔ کل غلط ہے "فقہ اکبر" کا وہ جو امام صاحب کی طرف منسوب ہے۔ جس کا مؤلف نے بھی ذکر کیا ہے اس عبارت یہ ہے والایمان هو الاقرار والتصديق وایمان اهل السماء والارض لا يرد ولا ينقص والمؤمنون مستوون في الايمان والتوحيد متفاضلون في الاعمال ولا يهون ان المؤمن لا يبصره الدنوب ولا يقول انه لا يدخل النار

ولا نقول انه يحلدها وان كان فاسقا بعدا يحرح من الدنيا مؤمنا ولا نقول حسناتنا مفسولة وسيئاتنا معصوفة كقول المرحمة الرازيين نام ہے زبان سے اقرار اور اس سے تصدیق کرنے کا بل ساء اور بل زمین کا ایمان ٹھٹھا بڑھتا نہیں ایمان و توحید میں سارے مومن برابر ہیں اور عمل کے لحاظ سے یہ دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ فقہ اکبر ص ۱۱ اور دوسرے مقام پر یہ تحریر ہے اور ہم یہ نہیں کہتے۔ مومن کے لئے نہ مفسر نہیں۔ ورنہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل ہی نہیں ہوگا ورنہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگر چہ فسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام منیکیاں مقبول ہیں۔ اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا کہ مرجہ کا عقیدہ ہے۔ نیز مؤلف کا یہ کہنا "کہ غسان (جو فرقہ غسانہ کا پیشو ہے) بھی امام صاحب کو مرجہ میں شمار کرتا ہے" یہ ان کے تہان حقائق کی صریح دلیل ہے یہ پھر ممکن ہے کہ انہوں نے "اسمل والنحل" پوری عبارت نہیں پڑھی جس سے ان کو غلط فہمی ہوئی۔ بذرا ملاحظہ فرمائیے کہ غسان اس وجہ سے امام صاحب کو مرجہ میں شمار کرتا ہے۔

چنانچہ حدیث مشہور ترقی فرماتے ہیں ومن العجب ان غسان يحكي عن ابي حنيفة مثل مذهبه ويعدده من المرحنة ولعله كذب ولعمري كان يقول لاسي حنيفة واصحابه مرحنة السنة تجب كل بات ہے کہ غسان بھی اپنے مذہب کو امام صاحب کا اس مذہب کا ہر کرتا تھا اور امام صاحب کو بھی مرجہ میں شمار کرتا تھا غا با یہ جھوٹ ہے مجتہد زندگی میں کرتے و سب قلم کہ بو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو تو مرجہ کہتے ہی جاتا تھا۔ (امس، انیس علی با مش کتاب الفصل ص ۱۸۹، ج ۱)

بناظرین غور فرمائیے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ غسان کا امام صاحب کو مرجہ کہنے کا مقصد صرف اپنے مذہب کی ترویج و تشبیہ تھا۔ ورنہ درحقیقت غسان اور امام صاحب کے عقیدے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نیز کیا غسان کے کہنے سے امام صاحب مرجہ بن جائیں گے غسان ایت بدعتی کے کہنے سے امام صاحب کو مرجہ بن جائیں بدعت کا شیوہ ہو سکتا ہے بل سنت کا نہیں۔ اور جب کہ امام شافعی امام صاحب کو بل سنت میں شمار کرتے ہیں اور غسان کے کہنے

مقلد اور امام صاحب کی طرف منسوب کرنے کی بناء پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں تو پھر مؤلف کا
 مدعا شہستانی کے بحوالہ نے غسان کے قول کو نقل کرنا اور اس کو حجت کے طور پر پیش کرنا اور اس بنا
 پر امام صاحب پر طعن کرنا صریحاً بدایا ق نہیں تو در کیا ہے؟ اعادنا اللہ صہا۔

غنیۃ الطالبین کی عبارت کا حل۔

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ مؤلف کا تہتر فرقوں کی تفصیل ذکر کرنے سے غرض صرف یہ ہے کہ
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی عبارت سے ثابت کریں گے کہ انہوں نے امام صاحب کو
 مرجیہ ضالہ میں شمار نہیں کیا۔

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ قابل غور ہے کہ ”غنیۃ“ کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے وہ ابورکاب صبیح شدہ
 ہے اور اس کے ساتھ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا فارسی ترجمہ بھی ہے جس میں اس عبارت میں بعض کا لفظ
 موجود ہے۔ سی طرح کے مہر کی نسخہ میں بھی ”بعض“ کا لفظ موجود ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ العمام بن ثابت رعموا الح
 یمن حنفیہ وہ ”بعض“ اصحاب ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے (الخ)

اور یہی بات مولانا محمود حسن خان صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں
 واما اصحاب الامام فہم نسخة کتاب العیۃ التي رحلت الیہا و نقلت مہا ہی التي
 ذکرہا فیہا اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ ترجمہ رہا امام صاحب کے
 مقصدین کے بارے میں یہ لکھنا تو ”غنیۃ“ کا وہ نسخہ جس کو دیکھ کر ہم نے یہ عبارت نقل کی ہے
 اس میں یہ الفاظ ہیں اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس
 سے مراد وہ بعض حنفی ہیں جو امام صاحب کے بعض فروع فقہیہ میں مقصد تھے مگر عقائد میں مرجیہ
 تھے چونکہ یہ لوگ فروع میں امام صاحب کے مقصد تھے اس لیے وہ بھی حنفی کہلاتے اور غسان بھی
 نہیں میں داخل ہے۔ وہ اپنے مذہب کو امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا۔

چنانچہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی شکاں کا جواب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ان
 مراد الشیخ من الحنفیۃ فرقة منهم وهم المرحنة وتوصیحة ان الحنفیۃ عبارة عن

فرقة تفلد الامام اما حيفة في المسائل الفرعية وتسلك مسلكه في الاعمال الشرعية سواء وافقته في اصول العقائد ام خالفته فان وافقته يقال لها الحيفة الكاملة وان لم توافقها يقال لها (الحفوية) مع قيد يوضح مسلكه في العقائد الكلامية فكم من حنفي في الفروع معتزلي عقيدة كالز محشري حار الله ومؤلف القية نجم الدين الراهدى وكعبد الجبار واسى هاشم والحيانى وغيرهم وكم من حنفى فرعاً مرجئى او ازبدي اصلاً حضرت شيخ کی مراد حنفیہ سے وہ فرقہ ہے جو مرجئ تھے وضاحت اس کی یہ ہے کہ حنفیہ تو اس جماعت کو کہتے ہیں جو مسائل فرعیہ میں امام ابو حنیفہ کی مقلد ہو اور اعمال شرع میں آپ کے مسلک پر چلے، چاہے اصول عقائد میں آپ کے موافق ہو یا مخالف، اب جو حضرت عقائد اور فروع دونوں میں امام صاحب کے موافق ہوں تو ان کو حنفیہ کا مدہا جائیگا اور اگر عقائد میں مخالف ہوں تو ان کو حنفی کہنے کے ساتھ ایسی قید بھی لگائی جائے گی جو ان کے مسلک کی وضاحت کرے چنانچہ ایسے بہت سے حنفی ہیں کہ جو فروع میں تو حنفی ہیں مگر عقیدہ میں معتزلی ہیں جیسے جاراہد زنجشیری نجم الدین زاہدی صاحب القیہ۔ عبد الجبار۔ ابو ہاشم ورجبائی وغیرہ ہیں اور بہت سے حنفی ایسے ہیں جو فروع میں تو حنفی ہیں لیکن عقیدہ کے لحاظ سے مرجئ ہیں یا زیدیہ ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں حنفیہ سے مراد مطلق حنفیہ نہیں کہ جو عقائد اور فروع دونوں میں امام صاحب کے مقلد تھے لہذا ان بعض کے مرجئ ہونے سے امام صاحب کا مرجئ ہونا لازم نہیں آتا۔

صاحب حقیقۃ الفقہ کا ناقص ترجمہ:

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مؤلف نے کس طرح عوام کو دھوکہ دیا کہ "نئیۃ" کی عبارت کا ترجمہ کرتے وقت لفظ "بعض" کا ترجمہ حذف کر دیا اور اس طرح ان کو غلط فہمی کا شکار بنایا اور پھر حضرت شیخ حضرت امام ابو حنیفہ کو کیسے مرجئ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تو امام صاحب کو "مام" سے قبل سے یاد فرماتے ہیں چنانچہ وقت فجر کے بارے میں امام احمد کا مذہب نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وقال الامام ابو حنیفہ اور تارک صلوٰۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وقال الامام ابو حنیفہ

لا یقتل اماماً حنیفہ نے فرمایا کہ، سکوئل نہ یا جائے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام صاحب مرجع ضالہ میں سے ہوتے تو پھر ان کو امام کے لقب سے کیوں یاد فرماتے اور امور شریعہ میں دیگر ائمہ کے اقوال کے ساتھ ان کے قول کو کیوں ذکر کرتے۔

اس جواب کا حاصل یہ ہو کہ امام صاحب پر تو سرے سے اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا جو اس کا جواب دیا جائے۔ فسوں ہے کہ مؤلف نے اپنے مقتد حضرات کی کتابوں کا مطالعہ بھی نہیں کیا جو ان کو پتہ چلتا کہ ان کی کتابوں میں کیا رائے ہے۔ چنانچہ دلیل الطالب علی ارجح المطالب میں نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں

ہاں در "غنیۃ الطالبین" مرجعہ را اصحاب ابی حلیفہ نعمان ذکر کردہ و کذا غیہ وفی غیرہ وجہ "چیت"؟

جواب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در تفہیمات نوشتہ اند کہ ارجاء دو گونہ است یکے ارجاء است کہ قائل را از سنت بیرون میکند۔ دیگر آنست کہ از سنت بیرون نمیکند۔ اول آنست کہ معتقد آن باشد کہ ہر کہ قرار ہسان و تصدیق بخوان کرد، بچ معصیت و مضر نیست اصلاً، دیگر آنکہ معتقد اند کہ عمل زمین نیست و یمن ثواب و عتاب بر اس مرتب است۔ جب فرق میان ہر دو آنست کہ ہر دو تابعین جماع کردہ اند بر خطبہ جہنمہ اند کہ بر عمل ثواب و عذاب مرتب میشود پس مخالف ایشان ضل و مبتدع است و در مسند ثانیہ جماع سلف ظاہر شدہ ہندہ اہل متعرض است، بعض آیات و حدیث و اثرات میں مینند ہر آنکہ یمن غیر عمل است و بسیارے از دلیل دل است بر آنکہ اطلاق یمن بر مجموعہ قول و عمل است و یں نیز جمع میشود بسوے لفظ بجهت اتفاق ہمہ بر آنکہ عاصی زمین خارق نمی شود۔ چہ متعلق مذہب است و صرف در عمل دانہ بر آنکہ ایمان عبارت از مجموعہ این چیز ہا است از ظوہر شریعتی عبادت ممکن است۔ انتہی۔

و نیز بخ معلوم شد کہ مراد حضرت شیخ رحمۃ اللہ از مرجع بودن اصحاب ابی حلیفہ شق ثانی است و لا عبار علیہ اگرچہ ارجح زروے نظر در دلائل ہاں مذہب اہل حدیث است کہ یمن عبارت است

از مجموع اقرار و تصدیق و بقول القاضی ثناء اللہ فی (ما ابد منہ)

سوال غنیۃ الطالبین "میں اصحاب ابی حنیفہ کو مرحلہ میں ذکر کیا گیا ہے سی طرح و ر لوگوں

نے بھی اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "تفسیرات" میں لکھا ہے کہ ار جاء کی دو قسمیں ہیں (۱)

ایک قسم تو وہ ہے کہ اس کا قتل اہلسنت سے خارج ہو جاتا ہے (۲) دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا قتل

اہلسنت سے خارج نہیں ہوتا۔ پہلی قسم یہ ہے کہ یوں اعتقاد رکھے کہ جس شخص نے ایمان کا زبان

سے اقرار کر لیا اور اس سے تصدیق کر دی تو پھر چاہے کوئی گناہ کرے اس کو قطعاً کوئی مضر نہیں (۲)

دوسری قسم یہ ہے کہ یوں اعتقاد رکھے کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے لیکن ثواب اور عقاب اس پر

مرتب ہوتا ہے۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ صیہ اور تابعین کا مرحلہ کے گمراہ ہونے پر اتفاق

ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ عمل پر ثواب اور عذاب مرتب ہوتا ہے لہذا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے

والا گمراہ و مبتدع ہے لیکن دوسرے مسئلہ میں سلف کا جمع نہیں ہو سکتا دلائل متعارض ہیں۔ بعض

آیات، احادیث، آثار، اس پر دال ہیں کہ ایمان کا طلاق قول و عمل دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے لیکن

یہ نزاع صرف لفظی ہے اس لئے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عاصی (عصیان کی وجہ سے) ایمان

سے خارج نہیں ہو جاتا اگرچہ مستحق عذاب ہوتا ہے اور جو دلائل کہ ایمان، مجموعہ (اقرار و تصدیق

و عمل) پر دلالت کرتے ہیں ان کو ادنیٰ تا مل سے ان کے ظہر سے پھیرا جا سکتا ہے (یعنی)

اس سے معلوم ہو، کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد، اصحاب ابی حنیفہ کے مرحلہ ہونے سے

دوسری شق ہے اور اس پر کوئی غبار نہیں (کیونکہ یہ اعتقاد سنت کے خلاف نہیں) اگرچہ دلائل کے

اعتبار سے اہل حدیث کا مذہب راجح ہے کہ ایمان مجموعہ اقرار و عمل و تصدیق و عمل کا نام ہے اور یہی

بات قاضی ثناء اللہ نے اپنی کتاب (ما ابد منہ) میں ذکر کیا ہے۔

غیر مقدسین حضرات کے مقتدی تو غنیۃ الطالبین کی اس عبارت کا حل پیش کر رہے ہیں جس

سے ان جیسے باغ نظر حضرات کو غلط فہمی ہوئی لیکن مؤلف ہی ہے کہ ان کو اپنے حضرات کی تائید

دیکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ (غنیۃ لطیف میں مؤلف شیخ محدث دہلویؒ کی نحو۔ ما ابد منہ بات)

باب پنجم

امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف

یہ باب دراصل حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن در العلوم سعید یہ اوگی مانسہرہ کا پیش کردہ مقالہ بعنوان "امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت" برائے دوسری بنوں فقہی کانفرنس 17-18 ستمبر 1998ء کا ایک حصہ ہے۔ درہ کی طرف سے کتابی شکل میں مرتب کرتے وقت اس کے ساتھ جگہ جگہ اضافہ اور عنوانات لگائے گئی تاکہ مسلسل مضمون پڑھنے سے قارئین کو دشواری نہ ہو۔ امید ہے ناظرین اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ (ادارہ)

امام ابوحنیفہ جیسا کہ اوپر کے علمی میدانوں میں آیات کے حوالے سے اس کی طرف تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ چچا ابو بکر عقیق بن ابی ایوب، لیثانی پٹی، تاب و فصل اسی حنفیہ میں لکھتے ہیں۔ اول من دون العود وهدد الشریعہ ثم یسوق من قبلہ الی ان قالہ فجعلہ ابواب مہربۃ وکنا مرسۃ فدا بالظہارۃ ثم بالصوفۃ ثم سائر العبادات واما استد بالظہارۃ ثم بالصوفۃ لان السکف بعد صحۃ الاعتقاد اول ما یحاطب بحاصب الصوفۃ لایہ احصی العبادات واعم وحوار واجر لمعاملات لان الاصل عدمہا وبراءۃ الدماء منہا وحنمہ بالوصایا والمورث لا یہا احر حیاء الانسان فما احسن ما یدہ و حتم وما احداقہ وما اہمہ وامرہ واعلمہ (نوحیۃ العمام) ترجمہ امام ابوحنیفہ کی تخلیقیت میں۔ انہوں نے شریعت، امامیہ علوم، مدون یا آپ پر وہ حق ہے۔ آپ کے قانون اور باتوں میں کے تقسیم یا طہارت سے ابتداء کی پھر۔ پھر باقی عبادت آپ کے پت بہت اور پھر نماز سے ابتداء اس کی کہ عقائد کی اصلاح کے بعد مسلمان کو سب سے پہلے جس عمل کا علم ہو یا اسے وہ نماز سے پہلے وہ نماز میں صحتی عبادت ہے۔ بعد اذین میں عام ہے اور وہ نماز سے نماز یا اصل نماز میں نماز سے بہت سے اور کے ساتھ اور نماز سے پھر یہاں یونہی انسان کے احوال میں آخری حالت ہے۔ اس قدر میں کہ وہ نماز میں نماز سے بہت سے۔

امام ابوحنیفہؒ کے تصانیف:

بعض لوگوں کا جس طرح خیال ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی تصانیف میں سے یہ نسخ خیال ہی

ہے۔ یہ تحقیق ہائی بیان دیتا ہے۔

۱۔ منہاج المؤمنین: کتاب فقہی، ۲۔ کتاب التہجد، ۳۔ کتاب النکاح

کتاب الفتنہ، لاکبر، کتاب رسالہ الہی لسی کتاب معلوم و لمعلوم و وعدہ

مقتاتل کتاب اربعہ دعویٰ شریعہ و لغویہ و روحہ و سرکہ و حرکۃ و شریعہ و شریعہ

رخصی لندہ وعدہ کتاب ہر کتاب ۲۵۲

[illegible][illegible][illegible]

ماہ میں ماہِ مکرمہ، ماہِ ربیع الثانی کی کیفیت ماہِ ربیع الثانی
تاریخیں۔ یہ عیدِ مسرت ہے، مسرت ہے کہ عیدِ شکر ہے۔
ماہِ ربیع الثانی، ماہِ شکر، ماہِ شکر، ماہِ شکر، ماہِ شکر
ماہِ ربیع الثانی، ماہِ شکر، ماہِ شکر، ماہِ شکر، ماہِ شکر

لعجب پس اسدأها ووصفها فان ما هت احد و دعى ان ان حبيبة قد سقى الى
 ندوسها فمن به ارباكتا من تقدمه من الصحابة و ساعى فيما ذكرنا في مدح
 مسهونا ترجمہ: وہ شخص قبل تعجب نہیں ہے جو ان مرتب کردہ مضمون پر یقیناً ہے بلکہ قبل کتابت
 ہے جس نے اس سے پہلے نہ وضع کیا اور انہیں ترتیب دیا اگر کوئی شخص حیران و پریشان ہو کر یہ
 دعویٰ کرنے لگے کہ یہ سب مضمون امام ابو حنیفہ سے پہلے مدون ہو چکی ہیں۔ تو اس نے وہ آپ
 نے اپنے ساتھ یا تابعین میں سے کسی کی تالیف کردہ ہونی کتاب کے مضمومات پر اصرار کیا ہے
 وہ اب میں یقیناً وہ لا جواب ہو گا۔ (ابو حنيفة العمام - نمبر ۱۸۶)

کتاب الآثار:

امام ابو حنیفہ کے ان خصوصی مناقب میں سے کہ بہن میں وہ مقرونین ایک یہ بھی ہے کہ وہ
 اپنے شاگردوں نے علم شریعت مدون کیا اور اس سے وہ بڑی ترتیب دی۔
 چہ الامام مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں انہی کی پیروی کی۔ اور اس بارے میں
 امام ابو حنیفہ پر ہی وہ بہت حاصل نہیں۔ امام مالک، امام صاحب دیوبند کے اقتدار پر
 رتے تھے کہا ہو مصرح
 الغرض کتاب آثار قرآن مجید کے بعد تب حاتم مدنی ۱۰۰ ہجری میں کتاب نے جو
 وہ بڑی مرتب و مدون ہوئی اور اس میں صرف انہی حدیث اور آثار و فتاویٰ نے جہد یابی۔
 ان کی روایت ثبات و توثیق میں بہر پہلی آتی تھی۔
 کتاب آثار کا مضموع صرف حدیث و آثار یعنی سنن میں جس سے مسائل فقہ کا
 استنباط ہوتا ہے۔

لے وہ تلامذوں مختلف ابواب جو صحیح ہیں ورجاع ترمذی وغیرہ و میرتب حدیث میں مذکور
 ہیں۔ کتاب الآثار میں نہیں ہیں کے یہ نہ اس باب کا تعلق ثبوت سے نہیں ہے اس باب
 محدثین کی سطاہت میں کتاب آثار، تسنن میں داخل ہے۔ چنانچہ بعض محدثین سے ان امام
 سے اس کا ذکر کیا ہے۔

کتاب الآثار کی امتیازی خصوصیات:

کتاب آثار کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ اسکی مرویات اس مہد کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے ہی شہر و رقبہ کی روایات میں منحصر نہیں بلکہ انیس ممالک، مدینہ، کوفہ، مصر وغیرہ کے روایات و احادیث کا مجموعہ ہے۔

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں: ولدیہ والفقه والعلم انصر فی الامۃ عن اصحابہ من مسعود و اصحاب زید بن ثابت و اصحاب عبد اللہ بن عمر و اصحاب عبد اللہ بن عباس فعلمہ لسان عامہ عن اصحاب ہولاء الاربعۃ فاما اہل المدینہ فعلمہ من اصحاب زید بن ثابت و عبد اللہ بن عمر و اما اہل مکہ فعلمہ من اصحاب عبد اللہ بن عباس و اما اہل العراق فعلمہ عن اصحاب عبد اللہ بن مسعود و حسی اللہ عنہم (الدر المنثور ص ۸) ابن قیمؒ اور محمد بن جریرؒ نے کتاب عبد اللہ بن عباسؓ سے ہوئی ہے اور لوگوں کا عام علم ان چار کتابوں سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ مدینہ و کوفہ و مصر و زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ کے صحابہ سے و مدینہ و کوفہ و مصر و زید بن عباسؓ کے صحابہ سے اور عراق و انیس کا علم عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے حاصل ہوتا ہے۔

کتاب الآثار کے رد میں کوئی یہ عرقی کن تئیں نہیں جاتا۔ چنانچہ امام ربیعؒ نے ایک بیان میں لکھا ہے:

کتاب آثار روایت امام محمدؒ میں حسن شیخ نے امام بوہاریؒ نے روایت میں بیان کی ہے کہ یہ کتاب پانچ سو سال سے ہمارے ہاں قیام میں ہے جوہ فیر نے لکھا ہے۔
حضرت امام ربیعؒ نے انیس سو سال سے مسائل فقہ و فتاویٰ فقہوں میں سے لکھا ہے۔ یہ کتابیں ۱۳۰۰ھ میں مصر و عورتیں دونوں شام میں۔

فتاویٰ کے بارے میں غرض یہ کہ مسٹر تھے جنھں متورہ و رجسٹریٹس بوسے نے زیادہ شیخ متورہ تھے وہ یہ سناتے تھے۔ حضرت عبد بن الخطابؓ حضرت علیؓ رحمہ اللہ، حضرت عبد اللہ بن

مسعود، حضرت عید بن عباس، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، حضرت زید بن ثابتؓ اور
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعین۔ ان سات میں بھی اول الذکر چار بزرگ آیا، و ممتاز
گزرے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا: ”واکابر هذا الوجه عمرو وعلی و س
مسعود ترجمہ کے اکابر یہی چار ہیں“ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عباس، ابن عباس۔
رضی اللہ عنہما جمعین

مستمر حرمہ کا سوا ائمہ ترمذیہ و تہذیبی کثرت و درہ سوساں سے فقہ میں جس مذہب کا
پیرو ہے وہ مذہب حنفی ہے جس مذہب کے مسائل فقہ کا مبنی ای ”کتاب آثار ابن ابی شیبہ“
روایت ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا: ”مسند ابی حنیفہ و آثار محمد بن ابی حنیفہ احسن۔ فقہ حنفی کی بنیاد
مسند ابی حنیفہ و آثار امام محمد پر ہے (قرۃ العین فی تفصیل شیخیں بحوالہ ابن ماجہ و مسلم حدیث
صفحہ ۷۷)۔“

کتاب آثار کے رواقہ کے تعدد سے اس کے نسخے بھی متعدد ہیں اس سے ان کا تذکرہ ضروری
ہے۔ فقہ و اللہ علم

کتاب الآثار کے نسخے

امام بو حنیفہ سے جن راویوں نے کتاب الآثار کی روایت کی ہے وہ متعدد ہیں جسکی وجہ سے نسخے
بھی متعدد ہیں جن میں مشہور نسخے چار ہیں۔ ان کے راویوں کے نام سے ہی یہ نسخے مشہور ہیں۔

(۱) کتاب الآثار۔ بروایت امام زفر بن ابی ہذیل۔ (المتوفی ۱۵۸)

ان کے نسخے کا ذکر حافظ امیر بن ماکول (المتوفی ۴۵۷) نے اپنی مشہور کتاب ”الاکمال

فی رفع الارتياب عن الموتلف والمختلف من الاسماء والكسب والاساب“

کے باب الحصبی والحصبی میں کہا ہے۔ چنانچہ محدث احمد بن بکر جھینی کے ترجمہ میں لکھتے

ہیں احمد بن بکر بن سیف ابو بکر الحصبی ثقة یمیل مایل اهل الظرروی عن

اسی وقت علی رفرس بغداد میں علی بن حسین کے حلقہ کتاب لائبریری میں تھے۔ وہ بکر جعفی تھے۔ اس لئے (یعنی فقہاء) ان کے فہم میں وہ سید زین العابدین کے تھے۔ ان کے روایات وہی تھے۔

امام زفر کے سوا ۱۰ حافظ ابو سعد سمعی شافعی نے "کتاب الآثار" میں اور ۱۰
 "تراویح" میں "الحوار المصنوع فی طبقات الحنفیۃ" میں ہیں۔

[illegible]

یہ ہے کہ اس نے ہر ایک کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ میں نے تم کو جو کچھ بتایا ہے اس کو تم کو اپنے دل سے یاد رکھنا ہے۔

اس نے یہ کتاب الٹا رکھ کر "اسٹن" کے نام سے ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ اس

تـاب میں ہر راوی کے ترجمہ میں اسکی روایت سے ایک واحد نہیں جی و مرتبے میں سب سے
معمول کے مطابق ہے۔ اس کے بعد، واحد نہیں ورنہ وہ ہیں۔

اسی طرح حافظ ابوعیم صفہائی نے "تاریخ صفہیان" میں ساری روایات نقل کی ہیں۔

۱۰. مطہرائی کی " المعجم الصغیر " میں بھی اس زلی ایک روایت موجود ہے۔

(۲) کتاب الآثار بروایت امامی جوزف (القولی صفحہ ۱۸۳)

اس نسخہ کا ذکر فقط عبد القادر شافعی نے — جو یہ نسخہ فی طلب الحقیقہ

میں پایا ہے۔ چنانچہ امام یوسف بن ابی یوسفؒ نے ہمیشہ رقمطراز ہیں روی کتاب الآثار

عین بعد عن سید حسنت و علی محمد صاحبہ رحمۃ اللہ (امام ابو یوسف) کی سند

مجلس شورای ملی - تهران

2000

يقول في بيانه : و هو الذي خلق السموات والارض

[illegible]

مجلس شورای ملی

۱۔ مابو یوسف سے کتاب آتارو روایت کرتے ہیں۔

(۱) ایک-بھی ان کے صاحبزادے امام یوسف مذکور۔ اور

(۲) دوسرے عمر بن ابی عمر، محدث خوارزمی نے عمرو کی روایت کو "جامع المسانید" میں نسخہ

ذیو فہمہ پائے، سب سے پہلے میں نے اپنی بیوی کو فہم دیا۔

تک نفقہ کر دی ہے۔

(۳) کتاب الآثار بروایت امام محمد بن اسحاق شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

کتاب الامارہ پیشہ جو ہمارے مصائب کا شفا دہ ہے۔

مشہور ترین و مقبول ترین ہے۔ اور اسی کے لئے میں یہ کتاب تیار کرنے میں محنت

المستند سروراء الاميد لا ريب انتم ميثي پيا ت - نسطور حوثة من حديث مي

حبیبة اسد جو کتاب الاثر لنی رواہ محمد بن الحسن عہدیت میں مایہ حیف
لی جو مستقل کتاب موجود ہے۔ کتاب ہمارے امام محمد بن حسن سے روایت ہے۔

(۴) کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زید و ولوی استغنی فی ۲۰۴

اس نسخہ کا آغاز حضرت ابو جعفر ثقفی نے لسان السراۓ میں یا عند ابن ابی عمیر ثقفی
 برائہ بن بکر بن بکری کے تذکرہ میں ملتا ہے۔ محمد بن ابی اسحاق بن حبیب بن ابی
 روی عن محمد بن شجاع النخعی عن الحسن بن سعد عن ابی حنیفہ کہ
 الاثر ترمذی محمد بن ابی نعیم بن حبیب بن بکری ثقفی نے وہ مسموع بن زید سے روایت کیا ہے۔
 امام ابو حنیفہ سے کتاب آثار و روایت ملتی ہیں۔ انہوں نے قیام امام ابو حنیفہ کے
 مطاع سے پتہ چلتا ہے۔ یہ نسخہ ان کے ہی پیش نظر تھا چنانچہ ان کے نسخہ سے ابویں
 حدیث نقل کی ہے۔ قال الحسن بن سعد لیسوی ثنا ابو حنیفہ قال کما عد
 محارب بن دثار و کان منکما فاستوی حاکم ثم قال سمعت اس عمر یقول علی
 الساس یوہ تشیب فیہ الولد ینصع الحوامی مافی بطونہا ، علاہ اسو فیس
 ح ۱ ص ۴۳ حضرت حسن بن زید نے ہاتھوں امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان فرمایا
 ہم حضرت محارب بن دثار کے پاس تھے وہ تیار لگائے ہوئے تھے تو سیدھے بیٹھ گئے پھر فرمایا میں
 نے حضرت ابن عمر سے سنا ہے کہ ضرار غزوہ پر ایک دن آئے ہا جس میں بچے بڑھے و
 جانیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل کو روا دیں۔

ان حضرات کے علاوہ خود امام ابو حنیفہ کے صاحبزادے امام محمد بن ابی حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ اور مشہور محدث محمد بن خالد الوہسی متوفی قبل ۱۹۰ھ کی روایت سے بھی ”کتاب آثار“ کے نسخے مروی ہیں۔ چنانچہ جامع المسنید میں محدث خوارزمی نے ان دونوں نسخوں سے حدیث کی روایت کی ہے۔ اور کتاب مذکور کے باب ثانی میں اپنی شاہجہانی ان دونوں حضرت تکمیل فرمادی ہے۔ خوارزمی نے ان دونوں نسخوں کا ذکر بھی ’مسند ابی حنیفہ‘ کے نام سے کیا ہے۔

ابو حنیفہ سے دیگر راویان حدیث

مذکورہ بالا چھ حضرات کے علاوہ جن کے ذریعہ سے "کتاب الآثار" کا سہ امت میں باقی رہا۔ کتب تاریخ میں اور جن محدثین کے متعلق یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے اس کتاب کا سماع کیا ہے وہ یہ ہیں

(۱) امام عبداللہ بن مبارک

• مصوف نے خود لکھا ہے کہ کنت کتب اسی حنیفہ عمر مرہ کان يقع فیہا رساداتہا کتبھا (منقب صدر، ج ۲ ص ۶۷) میں نے امام ابو حنیفہ کی تصانیف کوئی بار نہیں دیکھا ان میں نہ لکھے ہوئے تھے اور مجھے نہیں پہنچا تھا اور محدث خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام حنیفہ کی شیخ بنی زبانی نقل کیا ہے کہ سمعت عبداللہ بن المبارک یقول کنت عن اسی حنیفہ درعماتہ حدیث میں نے امام عبداللہ بن مبارک کو یہ کتب سنا کہ امام ابو حنیفہ سے میں نے چار سو حدیثیں لکھی ہیں۔

(۲) امام حفص بن غیاث

ان کے حافظ حارثی نے سند نقل کیا ہے کہ سمعت من اسی حنیفہ کتبہ واثارہ میں نے امام ابو حنیفہ سے ان کی کتابوں کو اور ان کے آثار کو سنا ہے

(۳) شیخ الاسلام عبداللہ بن یزید المقرئ

ان کے بارے میں علامہ برادری لکھتے ہیں سمع من الامام تسعمائے حدیث (منقب، امام عظیم زمام برادری ج ۲ ص ۲۳۱) کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے نو سو حدیثیں سنی ہیں۔

(۴) امام وکیع بن الجراح

ان کے متعلق حافظ ابن عبد البر "جامع بیان علم" میں سید کفایہ حضرت یحییٰ بن معین سے ناقل ہیں کہ مارایت احداً قدمہ علی وکیع وکان یفتی برای اسی حنیفہ وکان

بمحنت حدیث کد میں نے کی ایسے شخص کو نہیں دیکھا۔ کتاب پر مقدمہ میں ۱۰۰ روپے دینے
 کی بات کی، یہ تو کان قد سمع میں اسی حیفہ حدیث کشور انہوں نے نام وغیرہ
 سے بہت حدیثیں سنیں تھیں۔

(۵) امام حماد بن زید:

ماہنامہ "پہلو" کے انتہاء فی فصاحت الایضہ الثالثہ الفقہاء میں رقمہ میں
 وروی حماد بن رید عن اسی حبیبہ احدیث کثرتہ تہذیب بن زید نے عامہ ہدف سے
 تہذیب بن زید نے

(۶) امام اسد بن عمر:

محدث صبری نے یہ عجیب قصہ سن دیکر بہت سدا ان کے قاتل تھے۔

(۷) اہم خاندان الواسطی:

۱۔ یہ سب سے پہلے "الافتاء" میں لکھا ہے کہ روی عسہ خالد
لبر سبھی حادث کسره (۱: افتاء صفحہ ۱۳۶) خالد لوانسٹی نے اہم بنائے۔
حدیثیں روایت ہیں۔

[illegible]

”میں سے احوال بیان کئے ہیں۔“

(۵) ۱۔ کتاب چینی نے کشف الطور عن سامی الکت والقون "میں" کتاب
وہا "۱۔ محمدیہ" میں بھی کتاب "میں" کتاب۔

(۶) حضرت شمس الدین عجمی نے بھی اپنی معروف کتاب مبسوط میں کتاب الآثار کے متعلق دو باب ممدون ثلث بابوں میں لکھ دیے۔

(۱) ابن طرح عامرہ کی نے بھی سبک الدرد فی ایساں اقوال الثانی عشر
میں شیخ بو غاضل نور الدین علی بن مرہوم کی عمر کی شافعی (متوفی ۵۷۵ھ) سے ترجمہ میں ان کی
ترجہ " کتاب آداب العلماء مؤدیانہ " ہے۔

(۸) علامہ محدثہ نے اپنا ہندو سرشید نعمانی مدظلہ سے اس خاکے رجال پر یہاں تک متعلق کتاب
نکاحی ہے اور اس خاکے کا ہیئت و مبادیہ کا یہ مرتبہ ہے کہ یہ الاثثار بمعرفہ و رواف
الاثثار پر حواشی کی صورت میں طبع ہو چکی ہے۔

(۹) نیز موجود نویس (جو تیسرا بیڈی راہیں کے طبع میں ہیں) اسے ہاتھ محمد ثانی سے
عبد محمد عبد الرشید عثمانی کا یہ مقدمہ ہے جو نہایت مستند اور مدلل ہے اور اس نے معمولات کا
خریدنے پر قمار ادا کیا (۱۰۰۰۰۰ فیضانِ ایمین) نے اسے تاب (زحار) کے مقدمہ میں کافی
مدد ملی۔

(۱۰) مولانا قیام الدین مہدی باری فرنگی مخلص (المتوفی ۱۳۴۴ھ) کی ایک نامور تالیف "التعلیق المختار علی کتاب الآثار" ہے۔ اہم سیدی مری نے شائع کی ہے۔ علی چند ہم خصوصیات ورجہ ذیل ہیں۔

حنفی مذہب کی تاریخ، مرکز اشاعت مذہب حنفی، کتب حدیث کی اہمیت اور ان کے مراتب و درجات و آثار کتب، آثار میں امام محمد کا اندر زہین و استدلال بحث ارساں حدیث اور بحث تدلیس وغیرہ۔

(۱۱) الاختیار فی ترتیب الآثار یہ کتاب آثار کا شمار یہ ہے جو اس نسخہ کے آخر میں

مطبوعہ ہے یہ مولانا محمد ثانی محمد عبد عظیم نے مرتب کیا ہے۔

(۱۲) مولانا مفتی مہدی حسن شجہہ پوری نے بھی اس پر تین ضخیم جلدوں میں بنام "قائد الارہار علی کتاب الآثار" ایک مبسوط اور محققانہ شرح لکھی ہے جسے بارے میں مولانا ابوالوفی افغانی نے شرح احسان نامہ (ایسی عمدہ شرح جس کی نظیر کتب میں نہیں آتی) کے لحاظ استعمال کے ہیں راقم کو شرح تادم تحریر دستیاب نہیں ہوئی۔ ابھی یہ نسخہ جداول کے اختتام پر ہاتھ آیا جس سے استفادہ کیا گیا۔

(۱۳) ترجمہ فوائد مولانا ابو فتح محمد عظیم الدین کی ہیں جو سعید ایڈیٹر پتی نے شائع کی ہے۔
(۱۴) "الحقیقی شرح کتاب الآثار" جو فاضل اجل حضرت مولانا امام محمد حبیب اللہ مختار شہید (ریش جہدۃ العلوم) اسامیہ علامہ غوری ناوان پراپتی پاکستان کی ہے جو ترجمہ اور شرح ایک ضخیم جلد میں ہے شرح مختصر جامع ہے اور تصانیف جامعہ علوم اسلامیہ کی روشنی میں ہے۔
تقریر حرف نے ایثار علی کتاب آثار میں ترجمہ حدیث اس شرح کیا ہے۔
(۱۵) علامہ ہادی افغانی کی شرح و تحقیق کتاب الآثار، جلدوں میں جہدۃ العلوم اسلامیہ غوری ناوان کے اصل نسخے سے فوائد کا پیوستہ ہے مولیٰ شرح نہایت تحقیق و مدلل ہے جس کی اشاعت مجلس علمی ذابھیل ہند میں ہوئی۔ یہ شرح باب زیارۃ القبر تک ہے۔

(۱۶) کتاب آثار بھی کتاب کی خدمت سے علامہ میں رقم حروف کی ایک کتاب الارہار علی کتاب الآثار بھی ہے جس کی پہلی جلد مع مقدمہ پانچ سو پونے (۵۵۲) صفحات پر تقریباً حدیث نمبر ۱۰۳ باب الصلوٰۃ فی الطاق تک شائع ہو چکی ہے۔ جبکہ دوسری جلد فقہیہ کیپوزنگ سے فراغت کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائے گی۔ یہ امید ہے۔ الارہار علی کتاب الآثار چار جلدوں میں مکمل شرح ہو جائے گی۔ اللہم وفقی اس سے علامہ بھی کتاب آثار سے شریعت و دعوتی ہوں کے نام رقم آثار و تحریکات ہمدرد ہو۔

مسانید امام اعظم:

مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ کی روایت کافی قداریں میں مگر یہاں نہیں یہ کتاب ہے۔

صاحب کے فن حدیث کے کوئی مجموعہ موجود ہے یا نہیں۔ کتاب الآثار کا تذکرہ تفصیلاً ہو چکا ہے۔ تاہم امام علامہ کوثری نے ان مسانید کی تعداد اکیس بتائی ہے۔ جو امام صاحب سے بسند متصل مروی ہیں اور ان مسانید کو ان کے تلامذہ نے جمع کیا ہے۔

محدث خوارزمی (المتوفی ۶۶۵) جو کہ ان مسانید کے جامع ہیں۔ ابتداء کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں نے شام کے بعض جاہلوں سے سنا کہ وہ امام اعظمؒ کی تنقیص کرتے ہیں اور ان پر قلت روایت حدیث کا الزام لگاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مسند شافعی مسند احمد بن حنبلؒ اور موطا امام مالکؒ تو مشہور ہیں مگر امام ابو حنیفہؒ کی کوئی مسند نہیں ہے۔ (جامع المسانید للخوازمی ج ۱ ص ۴) بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف چند احادیث کی روایت پر اکتفاء کیا ہے۔ اسلئے میری دینی حمیت نے آمادہ کیا کہ امام صاحب کی ان پندرہ مسانید کو یکجا جمع کر دوں جنہیں بڑے بڑے علماء حدیث نے جمع کیا ہے۔

ان جامعین کے مختصر حالات بھی محدث خوارزمی نے بیان کئے ہیں۔ ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) امام صاحب کے صاحبزادے حضرت حماد کی مسند

(۲) امام ابو یوسفؒ کی کتاب الآثار

(۳) مسند حسن بن زیاد و لولائی

(۴) امام محمدؒ کی کتاب الآثار

ان حضرات نے براہ راست امام صاحب سے روایت کی ہے۔

(۵) مسند حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی بخاری جو عبد اللہ الاستاذ کے لقب سے

مشہور اور ابو حفص کبیرؒ کے شاگرد ہے۔

(۶) مسند حافظ ابو نعیم الاسہمانی صاحب کتاب الحلیۃ

(۷) مسند ابی القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر

(۸) مسند حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن جرجانی

(۹) مسند عمرو بن حسن الشنانی

(۱۰) مسند ابی الحسن محمد بن جعفر

ان چھ حضرات کا شمار حفاظ حدیث میں ہے۔

(۱۱) مسند ابو بکر احمد بن محمد مدنی

(۱۲) مسند حافظ ابو بکر محمد بن عبد الباقی الانصاری

(۱۳) مسند حافظ بعدنی

(۱۴) مسند حسین بن محمد خسرہ بنی

(۱۵) مسند موسیٰ بن زکریا حاکمی (المتوفی ۶۵۰ھ) کی شرح ملا علی قاری نے لکھی ہے۔

دیکھئے (محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے صفحہ ۸۵)

مسند موسیٰ بن زکریا حاکمی کا یہ نسخہ ہمارے بعض مدارس میں شامل نصاب بھی ہے۔ اسکی

ترتیب میں خاتمة الحفاظ محدث القرن المنصور محمد عابد السندی

الانصاری (المتوفی ۱۲۵۰ھ) نے بڑے اہتمام اور احتیاط سے کام کیا ہے۔ اور آج زیادہ تر یہی

نسخہ متداول اور مشہور ہے۔ اور اسی نسخہ کی نہایت اہم اور مفصل شرح بنام ”تنسیق النظام فی مسند

الامام“ علامۃ المتاخرین الشیخ الامجد ث الفقہ محمد حسن السنبلی (المتوفی ۱۳۰۵ھ) کی ہے جو ایک حاشیہ

کی صورت میں ہے مگر جامع شرح ہے۔ علاوہ ازیں اس نسخہ کی ابتداء میں ایک مقدمہ شامل ہے جو

۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ اور شرح دونوں عربی میں ہیں۔ اس نسخہ میں ۲۳ روایات ہیں۔

اس کا اردو ترجمہ نظر ثانی و اصلاح حضرت مولانا خورشید عالم صاحب استفادہ دارالعلوم دیوبند

نے کیا ہے۔ جبکہ اس مترجم اردو کا مقدمہ نہایت شرح و بسط سے خصوصاً ”مسئد امام اعظم“ کے

رواق کے تراجم کی تفصیل اور دیگر اہم مباحث محدث عصر علامہ محمد عبدالرشید صاحب نعمانی مدظلہ نے

تحریر فرمایا۔ اور اس مقدمہ کے ساتھ ہی ”حالات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے

مولانا قاری احمد صاحب (پانی پتی) نے کافی مواد کے ساتھ امام موصوف کے سوانح حیات کو جمع

کر دیا ہے۔

الفقه الاکبر ، کتاب الرسالة الى البتی ، کتاب العالم

والمتعلم :

الفقه الاکبر ، کتاب الرسالة الى البتی ، کتاب العالم و المتعلم اور کتاب

الرد علی القدریة امام ابو حنیفہ کی تصانیف میں (الشہر ست لابن ندیم ۲۹۹)

اور امام طاش کبری زادہ لکھتے ہیں کہ خود امام ابو حنیفہ نے اپنی کتاب الفقه الاکبر اور کتاب العالم

و المتعلم میں علم کلام کی کثیر بحثیں لکھے ہیں۔ علامہ حافظ الدین الخوارزمی نے اپنی کتاب (مناقب

ابی حنیفہ میں لکھا ہے کہ میں نے خود یہ دونوں کتابیں علامہ شمس الدین السکر دری البراقیسی

العمادی کے ہاتھ سے لکھی ہوئے دیکھی ہیں اور ان دونوں کے بارے میں انہوں نے صاف لکھا ہے

کہ یہ دونوں کتابیں حضرات امام ابو حنیفہ کی کتابیں ہیں اور اس پر مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت کا

اتفاق ہے جن میں سے فخر الاسلام ہزدوی بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا

ہے۔ اور ان میں سے امام الشیخ عبدالعزیز بن جری بھی ہیں جنہوں نے شرح اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا

ہے۔ مقام ابی حنیفہ بحوالہ مفتاح السعادة و مصباح السیادة ج ۲ ص ۲۹ طبع دائرہ المعارف حیدر آباد

وکن ۲۔ امام صاحب کی املائی تصانیف بھی ہیں جن کو ان کے لائق اور قابل قدر تلامذہ مثلاً امام ابو یوسف

وغیرہ امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے وقت قیدخیز میں لے آتے تھے۔ جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے

ہیں کہ احکام الاحکام ، لشیخ الاسلام ابو الفتح محمد بن علی الشہیر بابن دقیق

العید الشافعی المتوفی ۷۰۲) کی تالیف و تصنیف نہیں بلکہ وہ املا کرتے تھے۔ اور باوجود کہ ابن دقیق

العید کی اپنے تصنیف نہ ہونے کے وہ انہی کی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کی تصانیف

میں اکثر وہ املائی تصانیف مراد ہیں جن کو ان کے سامنے اور ان کے حکم سے ان کے تلامذہ قیدخیز میں

لے آتے تھے۔ جیسا کہ جب ایک مسئلہ پر اچھی طرح غور و خوش ہو جاتا تو آپ فرماتے۔ تسوہا کہ

اب مسئلہ لکھ لو اور بجائے سینہ کے۔ قید میں محفوظ کر لو۔ اور امام صاحب کی املائی کتابوں میں ۷۰۰ سے زائد

سے زیادہ احادیث کی موتیوں کی طرح بکھری پڑی ہیں۔

(مقام ابو حنیفہ صفحہ ۱۱)

(کتابیات)

۱	در مختار علی ہاشم روالکھارا بن عابدین	۲۱	تاریخ العرب
۲	مقدمہ ابن خلدون	۲۲	القہر ست لابن النذیم
۳	الاعلام للورکلی	۲۳	ابن ماجہ اور علم حدیث
۴	سیرۃ الصمان	۲۴	معرفۃ علوم الحدیث
۵	ابو حنیفہ حیات و عصرہ و اراء الشیخ ابو زھر	۲۵	اعلام الموقعین
۶	امام ابو حنیفہ اور ان کے ناقدین	۲۶	مناقب صدر الائمہ
۷	مقالات کوثری	۲۷	مناقب الامام الاعظم
۸	حیات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دہلوی	۲۸	الجواہر المصیۃ
۹	مرقاۃ المفاتیح	۲۹	الانتقاء لابن عبد البر
۱۰	شرح الاشباہ والنظائر	۳۰	مناقب ابی حنیفہ للذہبی
۱۱	المیزان للشعرانی	۳۱	جامع المسانید للخواجہ ارزمی
۱۲	امام اعظم اور علم حدیث	۳۲	محدثین عظام اور ان کے عملی کارنامے
۱۳	حیات امام اعظم ابو حنیفہ	۳۳	مقام ابی حنیفہ للشیخ صفور
۱۴	فیوض الحرمین	۳۴	مکاتب الامام ابی حنیفہ بین المحدثین
۱۵	وسعۃ الفہم الجہمی	۳۵	مقام حنفیت
۱۶	تنویر الحاسۃ فی مناقب الائمۃ الثلاث	۳۶	عقود الجمان
۱۷	تنویر الحاسۃ فی مناقب الائمۃ الثلاث	۳۷	مقدمہ اعلاء السنن
۱۸	تنویر الحاسۃ فی مناقب الائمۃ الثلاث	۳۸	دول الاسلام
۱۹	التعلیقات	۳۹	تہذیب العہد یب
۲۰	تذکرۃ الحفاظ	۴۰	جامع بیان العلم